خدیجہ

لجنہ اماء اللہ جرمنی کا ترجمان

سیدنا ناصرؒ نمبر

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۱۹۰۸-۲۰۰۸

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

فہرست

خدائی ارادوں کی اک کہکشاں ہے　　سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

حضرت حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی بچپن کی
ایک نادر اور یادگار تصویر جب آپ کی عمر تقریباً 6 سال تھی
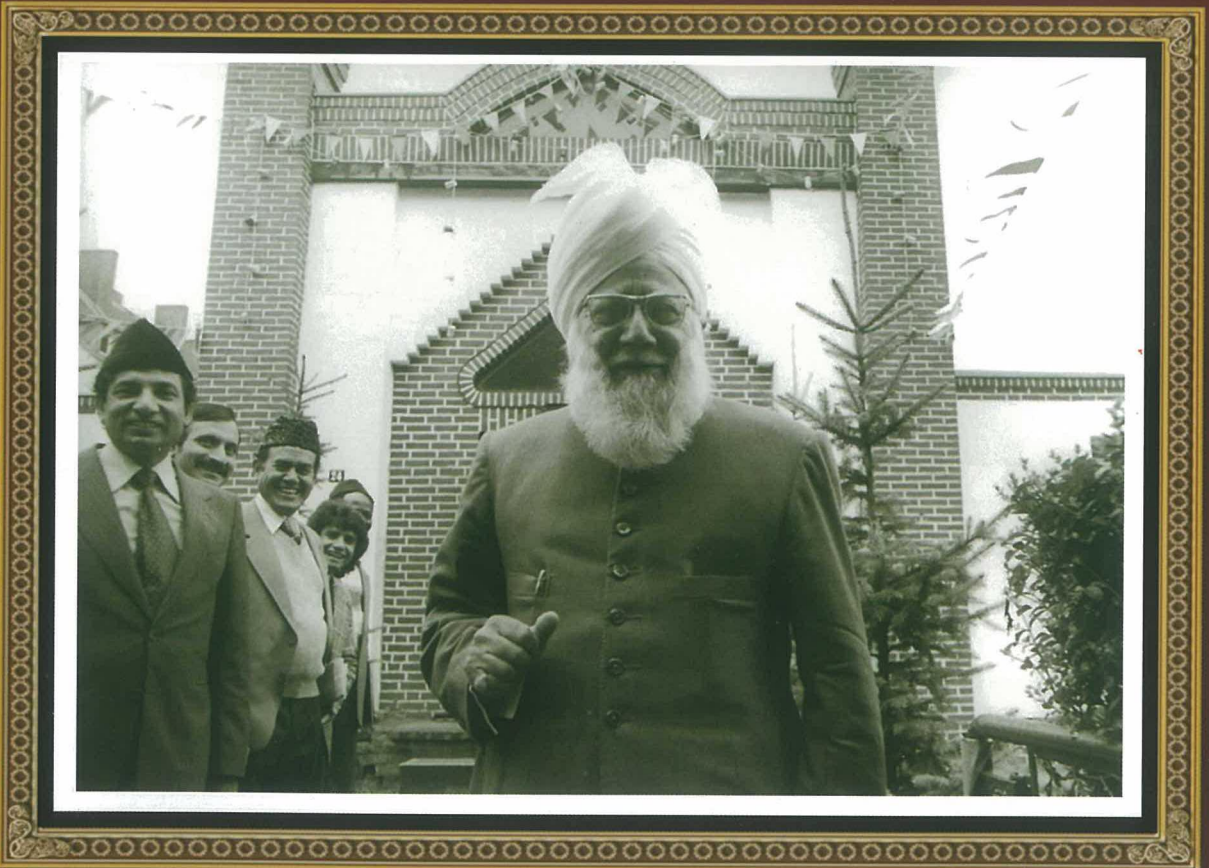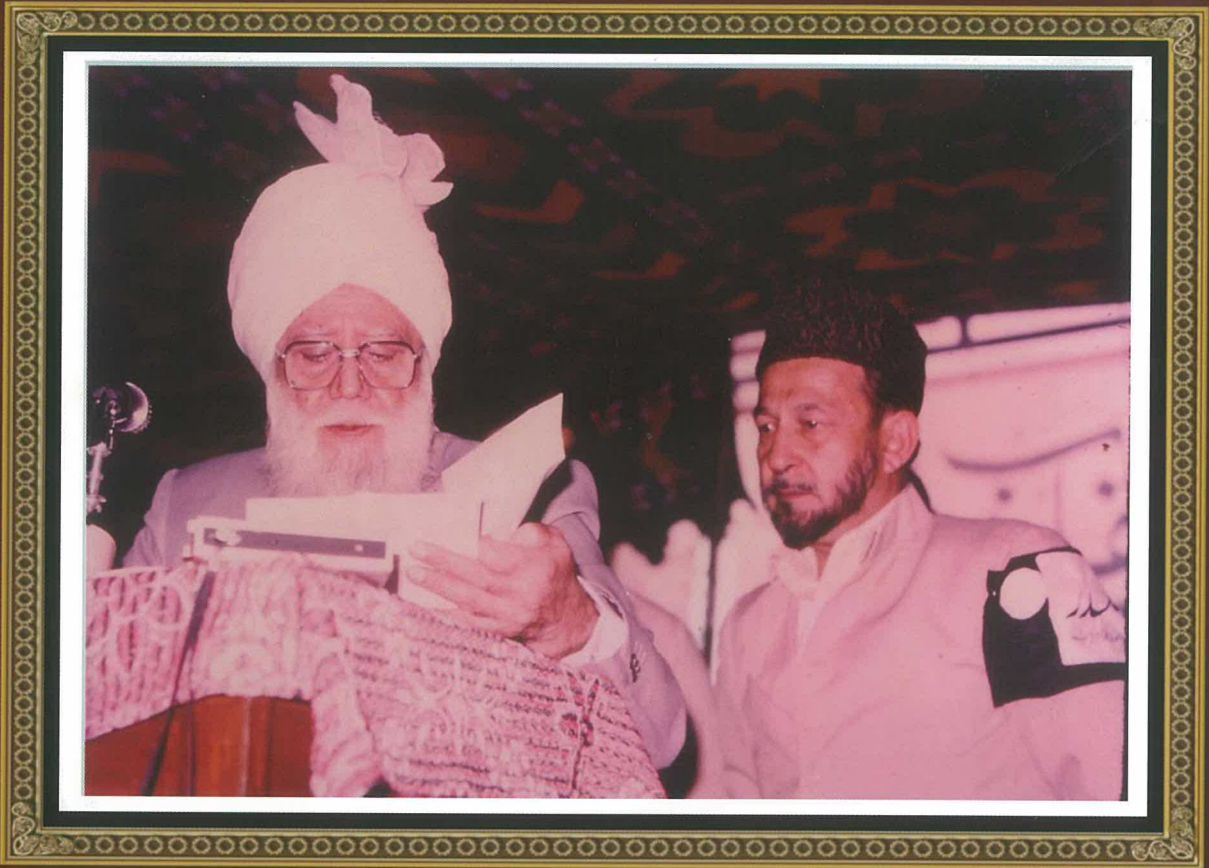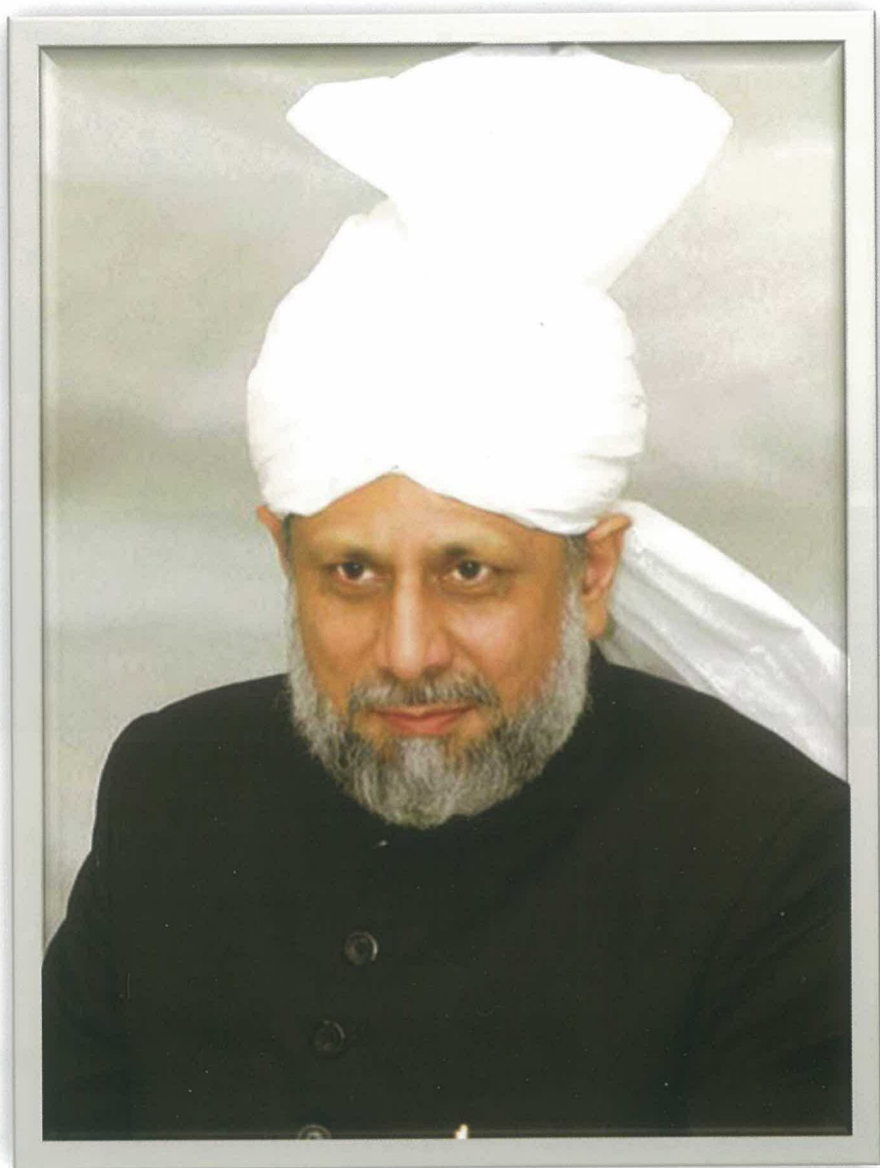
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اظہار تشکر

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کو''رسالہ خدیجہ'' کا خلافت جوبلی شمارہ ''سیدنا ناصرؒ نمبر'' شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ ہمارے دل خدا تعالیٰ کے اس لطف وکرم پہ شکر گزار ہیں اور ہم خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بھی بے حد شکر گزار ہیں جن کی دعاؤں کے بغیر ہم خدا تعالیٰ کے اس فضل کو نہ پاسکتے تھے۔

لجنہ اماء اللہ جرمنی نے ۲۰۰۸ء میں ''سیدنا ناصرؒ نمبر'' کو شائع کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور تب سے ہی اس پہ کام شروع کر دیا تھا۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شخصیت اتنی ہمہ گیر، عظیم اور خوبصورت ہے کہ ان کی شخصیت کا ایک رسالہ میں احاطہ کرنا بے حد مشکل تھا۔ یہ ایک حقیر سی سعی ہے آپؒ کی شخصیت کے چند پہلو اور آپؒ کی زندگی کے مختلف ادوار کو چھونے کی۔ آپؒ کی سیرت ہر پہلو سے خوبصورت ہے۔ اسکو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپؒ کی نیکیاں اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگی میں جاری کرسکیں۔ خدا کرے ایسا ہو۔ آمین

اس رسالہ کی تیاری میں خاکسار مکرمہ محترمہ سعدیہ گڈز صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی کی شکر گزار ہے کہ انہوں نے اس رسالہ کی تیاری کے دوران ہر طرح سے مدد اور رہنمائی فرمائی اور اپنی نگرانی میں رسالہ تیار کروایا۔

اس طرح مکرم محترم مبارک احمد تنویر صاحب انچارج شعبہ تصنیف نے رسالہ کا سارا مواد چیک کیا اور غلطیوں کی نشان دہی کی اور قیمتی مشورہ جات سے نوازا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

مکرمہ محترمہ صفیہ چیمہ صاحبہ مدیرہ نے ''اردو حصہ رسالہ'' کا مواد بڑی محنت سے جمع کیا اس کو ترتیب دیا، ٹائپ کیا اور کروایا، پروف ریڈنگ کی۔ مختلف ہدایات کی روشنی میں مواد میں تبدیلیاں اور درستگی کی۔ صبیحہ محمود صاحبہ اور صفیہ چیمہ صاحبہ نے رسالہ کا لے آؤٹ، ڈیزائننگ، پیسٹنگ، گرافکس تصاویر، سرورق اور حضرت مسیح موعودؑ وخلفائے احمدیت کی تصاویر کہکشاں کی صورت میں رسالے کی زینت بنائیں۔ ان کے ساتھ ان کی ٹیم محترمہ نصرت ظفر صاحبہ، نفیسہ کبیر صاحبہ، نرگس ظفر صاحبہ، شمیم شیخ صاحبہ، امتہ النصیر طارق صاحبہ، نائلہ نیازی صاحبہ، عتیقہ خان صاحبہ، مبارکہ شاہین صاحبہ، سکینہ یوسف صاحبہ سب مبارکباد کی مستحق ہیں۔ سب نے بہت محنت سے کام کیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اس رسالے کی تیاری میں ایک مشکل مرحلہ یہ بھی تھا کہ ہم ایسے لوگوں کے مضامین شائع کرنا چاہتے تھے جو جرمنی میں مقیم ہوں جن کو جرمنی یا پاکستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پاکیزہ صحبت سے برکتیں لینے کا موقع ملا ہو۔ ان سے عاجزہ نے ذاتی طور پہ رابطے کیے اور مضامین منگوائے۔ یہ وہ مضامین ہیں جو پہلے کہیں شائع نہیں ہوئے۔ کچھ مضامین میں درستگی اور ٹائپ کرنے میں عاجزہ کے ساتھ محترمہ سیدہ منورہ ندیم صاحبہ، محترمہ فائزہ انعام صاحبہ، امتہ الحئی طاہر صاحبہ، فائزہ طاہر صاحبہ اور بشریٰ ولید صاحبہ نے بے حد محنت سے کام کیا۔ ربوہ سے محترمہ وقار النساء بسمل صاحبہ نے ہماری درخواست پر رسالہ کے لئے کچھ مواد ڈھونڈ کر بھجوایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

پھر اس رسالے کی تصویریں جمع کرنے کا کام تھا اور عاجزہ نے مختلف ممالک کے جھنڈوں سے اس رسالے کو سجانے کی کوشش کی جن ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ تصویریں جمع کرنے اور جھنڈوں کے کام میں زینب احمد صاحبہ، بشریٰ ولید صاحبہ، ولید ناصر صاحب، نائلہ طاہر صاحبہ، نائلہ جنجوعہ صاحبہ نے بہت محنت کی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اس رسالہ کی جرمن حصہ کی مدیرہ عطیہ نور احمد ہوبش صاحبہ نے ہمیں رسالہ کی تصاویر کے سلسلہ میں مفید مشورہ جات سے نوازا جرمن پروف ریڈنگ کی، ڈیزائننگ کی، اور بہت تعاون کیا اور ان کی ٹیم جن میں نبیلہ احمد صاحبہ، روبینہ احمد صاحبہ، زوباریہ احمد صاحبہ، محمودہ شُولس صاحبہ، کوکب اسلام صاحبہ، آصفہ منیر صاحبہ، امتہ الودود نواز صاحبہ، عامرہ سیف صاحبہ اور صائمہ منیر صاحبہ شامل ہیں نے جرمن ترجمہ کا لے آؤٹ تیار کیا جس کے لئے ہم ان کے بہت شکر گزار ہیں۔

مکرم شاہد حمید صاحب عباسی نے ہمیں رسالہ کے لئے مختلف تصاویر مہیا کیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اس رسالہ کی تیاری میں جس کسی سے مدد کی درخواست کی گئی اس نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ اگر کسی معاونہ کا نام لکھنے سے رہ گیا ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ہاں ان کا نام بھی لکھا گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو بہترین جزاء سے نوازے۔ آمین

پڑھنے والوں سے گزارش ہے کہ وہ ہمیں اپنے مفید مشورے اور آراء بھجوائیں۔ خدا تعالیٰ اس رسالہ کو بے حد بابرکت اور نافعۃ الناس بنائے۔ یہ جرمنی کے ہر گھر کی زینت بنے خدا تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔ خدا کرے کہ ہمارا ''رسالہ خدیجہ'' بہت جلد جلد ترقی کی منازل طے کرے۔ آمین۔ اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی یاد رکھیئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

خاکسار امتہ الرقیب ناصرہ نیشنل سیکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ جرمنی۔

القرآن الحکیم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔

(سورۃ النور:56)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔''

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ قائم ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دور کو ختم کردے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مشکوۃ بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِيْرِ)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے"

خلافت کے مقام و مرتبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسول کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا کہ دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6۔ صفحہ 353)
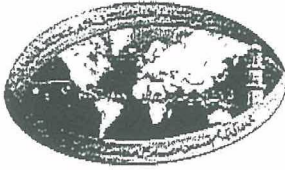
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن
14-02-09

پیاری ممبرات لجنہ وناصرات جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لجنہ اماء اللہ جرمنی کے رسالہ "خدیجہ" کے "حضرت خلیفۃ المسیح الثالث" نمبر" کے لئے مجھ سے پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی سیرت کے متعلق چند باتیں بیان کر کے میں آپ کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ خلفاء کی سیرت وسوانح کو بھی پڑھا کریں تا کہ آپ کے دلوں میں خلافت احمدیہ سے محبت اور عقیدت مزید پروان چڑھے۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایک بہت ہی پیارے روحانی وجود تھے۔آپ کی سیرت کا مضمون بہت وسیع اور غیر معمولی تنوع اور انفرادیت کا حامل ہے۔آپ مستجاب الدعوات، خدا اور رسول ﷺ کے سچے عاشق اور انتھک خدمت اسلام بجالانے والے ایک متقی وجود تھے۔آپ وجیہ اور بہت بارعب شخصیت کے مالک تھے۔آپ کا چہرہ نور سے پُر تھا۔آپ توکل علی اللہ اور یقین کی دولت سے مالا مال تھے۔آپ کو اپنے مولا کی ذات پر مان تھا۔اپنی جماعت سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔اپنی نیندیں قربان کر کے اپنے پیاروں کے لئے دعاؤں میں مشغول رہتے۔ایک دفعہ فرمایا کہ میں ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں جو مجھے خط لکھتے ہیں اور ان کے لئے بھی جو کسی وجہ سے خط نہ لکھ سکیں۔سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔جماعت کے سبھی مرد اور خواتین بھی آپ کے ساتھ غیر معمولی پیار کرتے اور آپ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔آپ کے عہد خلافت میں ابتلاؤں کے ایسے طوفان آئے کہ مضبوط ترین اعصاب والا آدمی بھی گھبرا جائے مگر آپ نے ابتلاؤں اور خطرات کے ہر دور سے جماعت کو نہایت وقار اور آبرو کے ساتھ نکالا۔آپ خود بھی اسیر راہ مولا رہے۔لیکن کسی گھبراہٹ یا بے صبری کا کبھی مظاہرہ نہیں کیا۔آپ میں خداداد شجاعت اور دین کے لئے غیرت پائی جاتی تھی۔آپ کے دور میں جماعت کے خلاف حکومتی سطح پر بھی مخالفت ہوئی لیکن وقت کے آمر اور فرعون صفت حکمران بھی آپ کو مرعوب نہ کر سکے بلکہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ آپ عظمتوں کا ایک پہاڑ بن کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے۔آپ کو کئی دنوں تک پاکستان کی قومی اسمبلی میں احمدیت کی سچائی کے ثبوت میں دلائل دینے کی توفیق ملی اور خدا کے فضل سے دشمن کو لاجواب کیا۔آپ نے مشکل ترین اوقات میں جماعت کی ہمت بڑھائی اور ان کے حوصلے بلند کئے۔آپ نے دنیا والوں کو پر شوکت انداز میں بتا دیا کہ کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو ہم سے ہماری مسکراہٹوں کو چھین سکے۔

15-FEB-2009(SUN) 16:27 p.s.office (FAX)44 2088705234 P 003/6

ایک دفعہ آپ نے فرمایا:

''دنیا تیوریاں چڑھا کے اور سرخ آنکھیں کر کے تمہاری طرف دیکھ رہی ہے تم مسکراتے چہروں کے ساتھ دنیا کو دیکھو۔''

(خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 1973ء)

آپ محبت کے سفیر اور امن کے داعی تھے۔صرف پیار کی ندا دینے والا یہ پیارا جملہ آپ ہی کا ہے جو آج جماعت میں بھی اور جماعت سے باہر بھی زبان زد خلائق ہو چکا ہے

"Love For All -Hatred For None"

اسی حوالے سے آپ نے ایک دفعہ فرمایا:

''میں نے اپنی عمر میں سینکڑوں مرتبہ قرآن کریم کا نہایت تدبر سے مطالعہ کیا ہے اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو کہ دنیاوی معاملات میں ایک مسلم اور غیر مسلم میں تفریق کی تعلیم دیتی ہو۔شریعت اسلامی بنی نوع انسان کے لئے خالصتاً باعث رحمت ہے۔حضرت محمد ﷺ نے اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے لوگوں کے دلوں کو محبت، پیار اور ہمدردی سے جیتا تھا۔اگر ہم بھی لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔قرآن کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے

سب سے محبت اور نفرت کسی سے نہیں

Love For All -Hatred For None

یہی طریقہ ہے دلوں کو جیتنے کا۔اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں۔''

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 5 اکتوبر 1980ء)

آپ حافظ قرآن، معلم قرآن اور حقیقی عاشق قرآن تھے۔آپ نے جماعت میں قرآن کریم کی تعلیم و تدریس کے کام کو منظم کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر ایک الگ نظارت ''اصلاح وارشاد۔تعلیم القرآن'' کا قیام فرمایا۔

آپ کے دور میں جماعت کو بہت وسعت ملی۔نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ میں سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں کا قیام عمل میں آیا۔آپ نے اعلائے کلمہ حق جماعت کی تربیت کے لئے دنیا کے مختلف ملکوں کے دورے کئے۔آپ کے دور مبارک میں گیمبیا کے بادشاہ کو احمدیت کی آغوش میں آنے کا موقعہ ملا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پورا ہوا کہ

''میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔''

آپ دینی و دنیوی علوم کے بھی ماہر تھے۔انگلستان کی آکسفورڈ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوئی تھی۔آپ ہمیشہ جماعت کو بھی تعلیم کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے۔آپ نے علم کے میدان میں

15-FEB-2009(SUN) 16:27 p.s.office (FAX)44 2088705234 P.004/0

مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کے لئے گولڈ میڈل اور دیگر اعزازات کا سلسلہ بھی شروع فرمایا۔ آپ کے دور مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ

"تیرے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے"

اس وقت بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا جب احمدی پروفیسر مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نوبل پرائز ملا۔

حضور رحمہ اللہ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیتے اور انہیں فعال بنانے کے لئے ان کی سرپرستی فرماتے تھے۔ اس لئے آپ نے لجنہ اماء اللہ کو خاص طور پر قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کی نصیحت کی اور فرمایا:

"لجنہ اماء اللہ کے سپرد جو کام ہیں۔۔۔۔اس میں پہلا اور بنیادی کام یہ ہے کہ ہر عورت قرآن کریم اور اس کی سچی اور حقیقی تفسیر کا علم حاصل کرے۔"

دینی تربیت کے ساتھ ساتھ احمدی خواتین اور بچیوں کی جسمانی نشوونما بھی آپ کے پیش نظر رہتی۔ آپ نے جب جماعت میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مختلف کلب بنانے کا ارشاد فرمایا تو عورتوں کو بھی ورزش اور صحت جسمانی کی سرگرمیوں میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

"ورزش کوئی مشکل کام نہیں۔ احمدی عورتوں کے لئے اونچی دیواروں والے کسی ایسے احاطہ کا انتظام کیا جائے جہاں وہ اکٹھی رہ کر ورزش کیا کریں۔"

(بدر نومبر 1981ء)

آپ نے اپنی ساری زندگی خدمت اسلام کے کاموں میں صرف کی۔ آپ کی سحر انگیز شخصیت سے احباب جماعت کے ساتھ ساتھ غیر بھی غیر معمولی متاثر ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیشہ جماعت کے اخلاص اور ترقی کی خبریں آپ تک پہنچتی رہیں۔ آمین

والسلام

خاکسار

[دستخط]

خلیفۃ المسیح الخامس

خلافتِ احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر ایک مقدس عہد

"اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

آج خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسولؐ کے لئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر کونے میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جہد وجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ آمِین۔ اَللّٰھُمَّ آمِین۔ اَللّٰھُمَّ آمِین"۔

یہ وہ مقدس عہد ہے جو سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کے سوسال پورا ہونے پر 27 مئی 2008ء کو لندن کے Excel سنٹر میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ میں نہ صرف تمام حاضر احباب و خواتین سے بلکہ ایم ٹی اے کے توسّط سے دنیا بھر کے احمدیوں سے لیا اور تمام احمدیوں نے اپنے امام کی اقتداء میں کھڑے ہو کر نہایت جذبہ وجوش کے ساتھ یہ عہد دہرایا۔ یہ ایک غیر معمولی عظمت وشان رکھنے والا خاص موقع تھا۔ خلافت حقہ اسلامیہ سے وابستہ افراد جماعت کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات سے معمور تھے اور ان کی ایمانی کیفیات ان کے اندر عظیم روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے کا موجب بن رہی تھیں۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 13-19 جون 2008)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی جلسہ سے

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب مورخہ 27مئی2008ء

خدا خلافت کے ذریعہ ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا ہو

آج کا دن تجدیدِ عہد کا دن ہے

لندن کے معروف ایکسل سنٹر سے تقریب کی ایم ٹی اے پر براہ راست نشریات۔

قادیان اور ربوہ بھی بذریعہ نیٹ رابطہ میں رہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ دعاؤں اور روحانیت کے ماحول میں اکناف عالم میں بسنے والے تمام احمدی مرد و زن اور بچوں نے مورخہ 27 مئی 2008ء کو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی منائی۔ اس تاریخ ساز موقع پر مرکزی تقریب لندن میں منعقد ہوئی۔ یہ صد سالہ خلافت جوبلی پروگرام لندن کے ایکسل (Excel) سنٹر میں منعقد ہوا جس میں ہزاروں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27 مئی 2008ء کو پاکستانی وقت کے مطابق شام پونے پانچ بجے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔ اس تقریب کے لئے ایم ٹی اے پر براہ راست نشریات کا آغاز تین بجے سہ پہر سے قبل ہو چکا تھا اور بابرکت تقریب میں قادیان اور ربوہ سے بھی براہ راست رابطہ تھا اور دونوں بابرکت مقامات سے نظارے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ وہاں سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔

جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم طاہر ہانی صاحب نے کی۔ نظم مکرم محمد الیاس صاحب نے ترنم سے سنائی۔ اس کے بعد عرب دوستوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا حمدیہ عربی کلام سنایا۔ اس کے بعد حضور انور جب تاریخ ساز خطاب کے لئے سٹیج پر تشریف لائے تو تینوں مقامات سے بھرپور نعرے لگائے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خدا کے حضور شکر کے جذبات پیش کرنے کے لئے یہاں اور ساری دنیا کے احمدی ایم ٹی اے کے ذریعہ اس تقریب میں شامل ہیں۔ میں اس موقع پر تمام احمدیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں"۔

حضور انور نے فرمایا "آج سے سو سال قبل قادیان کی گمنام بستی سے ایک آواز اٹھی اور آج ساری دنیا جانتی ہے اور اس کے گلی کوچوں اور سفید مینارہ کو ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور ساتھ ہی اس کے اولوالعزم بیٹے نے جس بے آب وگیاہ بستی یعنی ربوہ کو آباد کیا اس کے نظارے بھی دیکھ رہے ہیں"۔

حضور انور نے فرمایا کہ "خلافت کے ذریعہ خوف کو امن میں بدلنے کا جو خدائی وعدہ تھا آج جماعت اس وعدہ کے بار بار پورا ہونے پر گواہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر مخالفین نے اس زعم میں خوشیاں منائیں کہ اس شخص کی وفات کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو کھڑا کر کے جماعت کی ترقیات کے دروازے کھول دیئے۔ اس کے بعد بھی خوف کے کئی مواقع آئے مگر خدا تعالیٰ نے ہر دفعہ اپنا وعدہ پورا کیا اور وہ پودا جس کو خدا نے خود لگایا تھا آج شجر سایہ دار کی طرح شمال، جنوب، مشرق، مغرب، ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کو اپنے سایہ عاطفت میں لئے ہوئے ہے اور یہ آواز زمین کے کناروں تک پھیل چکی ہے اور پھیل رہی ہے۔ خلافت کے ذریعہ ترقی کے

نظارے ماضی میں بھی دیکھے اور آج بھی دیکھ رہے ہیں"۔

حضور انور نے فرمایا کہ "یہ خوشی کے مواقع خدا کا شکر گزار بنانے کے لئے آتے ہیں۔ احمدیت کی تاریخ کا ہر دن تاریخ بنا رہا ہے اور سنہری باب رقم کر رہا ہے اور جماعت ہر جگہ تقاریب منا رہی ہے اور یہ جائز بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا حکم بھی ہے۔ عجز و نیاز اور انکساری اور عبودیت کی ضروری شرط ہے اور نعماء الٰہی کا اظہار بھی از بس ضروری ہے۔ اس سے خدا کی محبت بڑھتی ہے اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ یہ انعام جس سے خدا نے ہمیں بہرہ ور کیا ہے آئندہ بھی جاری رہے گا اس لئے شکر کریں تا اس کی برکات میں کمی نہ آئے۔ جتنا ہم عاجزی دکھائیں گے اتنا ہی خدا کی نعمتوں سے حصہ لیتے چلے جائیں گے۔ لیکن یاد رکھیں ان پروگراموں میں دنیاداری نہ ہو۔ بلکہ تقویٰ کے ساتھ اس کا اظہار ہونا چاہئے"۔

حضور انور نے رسالہ الوصیت میں بیان فرمودہ پیشگوئی بابت خلافت پڑھ کر سنائی، جس کی ایک ایک بات پوری ہو رہی ہے اور انشاء اللہ پوری ہوتی رہے گی۔

حضور انور نے آیت استخلاف سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ "ایمان قائم کرنا ضروری ہے۔ اعمال صالحہ بجالانے ضروری ہیں، تمام محبتیں خدا تعالیٰ کے لئے ہوں۔ اعمال صالحہ کے بغیر ایمان قائم نہیں ہوسکتا۔ یاد رکھیں کہ خلافت سے وابستہ کر کے خدا تعالیٰ ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو قائم کرنے والا ہو۔ اعمال صالحہ بجالائیں تو یہ معاشرہ قائم ہوگا اور اعمال صالحہ یہ ہیں کہ ان میں کوئی فساد نہ ہو یعنی ریاکاری، عجب، بدکاریاں اور گناہ سب فساد ہیں اور اس سے اعمال صالحہ ضائع ہوجاتے ہیں اس لئے ان سے بچنا ہے اور کسل یعنی سستی سے بچتے ہوئے خدا اور رسول کے حکموں پر چلنا ہوگا اور یہی ذریعہ خلافت سے فیضیاب ہونے کا ہے جب آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں گے تو پھر خدا تعالیٰ آپ کے دائیں بھی ہوگا بائیں بھی ہوگا آگے بھی ہوگا اور پیچھے بھی ہوگا اور کوئی کسی قسم کا نقصان تمہیں نہ پہنچا سکے گا"۔

حضور انور نے پانچوں خلفاء کے خلافت پر متمکن ہونے کے وقت کے حالات اور ان کے دور میں خدا کے فضل سے عطا ہونے والی ترقیات کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور ہر موقع پر خوف کو امن بدلنے والے حالات کا ذکر فرمایا۔ کہ اس درخت کی جڑیں زمین میں مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ قرآن کے حقائق و معارف کی ساری دنیا میں اشاعت ہو رہی ہے۔ تمکنت دین اس طرح ہوئی کہ دنیا کی سعید روحوں کو خلافت کے طفیل ہدایت نصیب ہوئی اور ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ دنیا میں ہسپتالوں اور سکولوں کے ذریعہ دکھی انسانیت کی خدمت کر رہی ہے اور ایم ٹی اے کے ذریعہ پیغام دنیا کے کناروں تک ایک ایسی نئی شان سے پہنچا کہ اب اس راہ میں کوئی جغرافیائی روک نہیں آسکتی۔ خدا نے فرمایا تھا کہ وہ خود ایسے افراد عطا فرمائے گا جو اخلاص و وفا میں بڑھے ہوں گے اور سردھڑ کی بازی لگادیں گے اور خدا تعالیٰ خود ان کے دلوں کو محبت سے بھر دے گا۔ خدا نے مجھے دیر سے تسلی دلائی ہوئی ہے کہ وفاداروں کو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے تیار کرے گا"۔

حضور انور نے اس موقع پر تمام دنیا کے کروڑوں احمدی احباب و خواتین کو کھڑا کر کے خلافت کے استحکام کے لئے کوششیں کرنے اور ہمیشہ اطاعت کرنے اور آئندہ نسلوں کو بھی اس سے وابستہ رکھنے کی کوشش کرتے رہنے کا عہد لیا۔ یہ عجیب روحانی منظر تھا جو کبھی آسمان کی آنکھ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ خدا کا بندہ عہد لے رہا ہے اور دنیا میں وقت کی پابندی سے آزاد اور ہر رنگ و نسل کے لوگ اپنی اپنی زبان میں یہ عہد وفا کر رہے تھے۔ عہد کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ

"اے مسیح موعود کے غلامو! اور ان کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! اس موقع پر تمہارے اندر نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا ہوا ہوگا اور شکر گزاری کے جذبات ابھرے ہوں گے۔ ایک نئی روح پھونک دی ہوگی۔ اللہ کا آپ کو اس دور میں داخل کرنا ثابت کرتا ہے کہ آپ سرسبز شاخیں بننے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ یہ حسن ظن تقاضا کرتا ہے کہ اس احسان پر ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔ عہد بیعت کو پہلے سے بڑھ کر پورا کریں۔ اطاعت کے معیار بلند کریں۔ شکرانے کے طور پر پیار و محبت کے تحفے بکھیرتے چلے جاؤ یہی ہمارا مطمح نظر ہے۔ اگر عہد وفا کے لئے سوتے پھوٹیں گے تو یہ خلافت دائمی ہوگی اور ہم اس سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ خدا سے ہمت اور مدد مانگتے ہوئے اپنوں اور غیروں اور اپنی نسلوں کی بقا کے لئے اس انعام کی حفاظت کے لئے نئے عزم سے کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے بھی توفیق عطا فرمائے"۔ اس کے بعد حضور نے لمبی پُرسوز دعا کروائی۔ (بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ جمعہ 30 مئی 2008)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نصلّی علٰی رسولہ الکریم　　وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بابرکت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں ہدیۂ تبریک

مبارک صد مبارک

خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت کو ہمیشہ خلافت کی عظیم نعمت سے نوازتا رہے۔

ہم اپنے پیارے خدا سے خلافت کے اس انعام کی شکر گزاری میں خلافت احمدیہ کے قیام و استحکام کے لئے

"جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں"

کا وعدہ کرتے ہوئے ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اطاعتِ خلافت کی توفیق کی دائمی طلبگار ہیں اور اپنے پیارے آقا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اپنی اولاد در اولاد اور نسل در نسل کے لئے دعاؤں کی درخواست گار ہیں۔

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ جرمنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی

پیاری ممبرات لجنہ و ناصرات الاحمدیہ!

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

اللہ تعالیٰ کے فضل سے صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک منصوبوں کے تحت "خدیجہ" کے اِس شمارے میں ہمیں اِس مطہر وجود کے ذِکرِ مُبارک کی توفیق مِل رہی ہے، جِس کی دُنیا میں آمد کی بشارت خود خُدا تعالیٰ نے دی۔ ذِکر ہے مہدیٔ موعود امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے "نافلہ موعود" سب سے بڑے پوتے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا۔ آپؒ حضرت مسیح موعودؑ کے موعود بیٹے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فرزند تھے۔ پس جہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں پیشگوئی مُصلح موعود کو خاص اہمیت حاصل ہے جس کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہیں، اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بڑے بیٹے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ حضرت حافظ مرزا ناصر احمدؒ نافلہء موعود کی پیشگوئی کے مصداق تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو موعود بیٹے اور پوتے کی خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً دی گئی تھی۔ چنانچہ نافلہ موعود کے بارہ میں جو بشارات حضرت مسیح موعودؑ کو دی گئیں، اُن میں سے ایک یہ ہے:۔ "اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا"۔ ایک دوسرے الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو خبر دی:۔ "ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ مُبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔ اے ساقی تیرا آنا مُبارک ہو" آپؒ کے بارے میں آپ کے والد حضرت مُصلح موعودؓ کو بھی بشارتیں دی گئیں۔ چنانچہ آپ کی پیدائش سے دو ماہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔ "مُجھے بھی خُدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا"۔

پس اِسی ناصرِ دین کے بے بہا کارناموں کی حسین یاد تازہ کرنے کی خاطر خدیجہ کا "سیدنا ناصرؒ نمبر" شائع کیا جا رہا ہے۔ الٰہی نوشتوں کے مُطابق پیدا ہونے والا یہ مطہر وجود، جِس نے اِلٰہی وعدوں کے مُطابق چونکہ بڑے ہو کر حمایت دین اسلام کی جدوجہد میں جماعت احمدیہ کی قیادت کرنی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت بچپن ہی سے آپ کو آپ کی دادی حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم، یعنی حضرت اماں جانؓ، زوجہ مُبارکہ حضرت مسیحِ موعودؑ نے اپنی گود میں لے لیا۔ آپؒ کی عُمر پانچ سال کی ہی تھی کہ آپ کے والد حضرت مصلح موعودؓ خلافت ثانیہ کی مسند پر متمکن ہوئے۔ گویا خلافتِ ثانیہ کے آغاز کے ساتھ ہی آپ کی تربیت کا آغاز ہوا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو شاندار ماحول عطا فرمایا جس میں ایک بچے کی بہترین تربیت ہو سکتی تھی۔ ایک طرف ماموریِ زمانہ حضرت مسیحِ موعودؑ کی تربیت یافتہ بیوی حضرت اُمّ المومنینؓ حضرت اماں جانؓ آپ کی بمنزلہ ماں تھیں، جنہوں نے آپؒ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت امّ المومنینؓ حضرت اماں جانؓ کا ہی لختِ جگر اور خلیفہ وقت (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) آپ کے والد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جان کا بڑا پوتا ہونے کی وجہ سے خاندانِ مسیحِ

موعودؑ کے دوسرے افراد جیسے آپ کے چچا حضرت مرزا بشیر احمدؓ، حضرت مرزا شریف احمدؓ اور آپ کی پھوپھیاں حضرت سیدہ نواب مُبارکہ بیگم صاحبہؓ، حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ بھی آپ سے بہت پیار کرتے تھے اور یہ سارے وجود شعائر اللہ میں سے ہونے کی وجہ سے آپ کی تربیت میں ممد و معاون تھے۔ جب بعد میں خُدا تعالیٰ کے خلیفہ کی معموریت کا درجہ مِلا تو دُنیا کو اپنے عظمت و رفعت، وسیع علم، حسین اندازِ بیان اور اپنی محبت بھری شخصیت کے سحر میں جکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے آپؒ کے دور میں عالمی سطح پر ایک مضبوط تشخص حاصل کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ احمدی بچوں کی بہبود کے لئے ہمیشہ دُعا گو رہتے۔ ہم احمدی خواتین کی روحانی ترقی کی خاطر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دُعاؤں اور نصائح کے بیش قیمت خزانے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ یہ سب برکات خلافت کے دم سے ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ خلافت جیسی بے بہا نعمتِ خُداوندی کا شُکر ادا کریں۔ خلیفہ وقت کے ہر حُکم و ارشاد پر لبیک کہنے کے لئے ہر دم تیار رہیں۔ اطاعت کے اُس اعلیٰ معیار کو پالیں کہ دُنیا جان لے کہ اطاعت کے اعلیٰ معیار کے یہ حسین نظارے آج صِرف اور صِرف حضرت مسیح موعودؑ کی پیاری جماعت میں ہی دکھائی دیتے ہیں، جہاں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کارکن کی آواز پر بھی خلافت کے جانثار پروانے اپنا ہر اہم کام چھوڑ کر اطاعت کے وہ نمونے قائم کرتے ہیں جن کی نظیر دُنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دیتی۔ یہ سب برکات خلافت کے باعث ہیں۔ یہ ہماری خلافت سے محبت ہی ہے جو ہمیں ایک ہاتھ پر اکٹھا کئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ خلافت سے ہماری یہ محبت ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے، ہمارے اخلاص و وفا کو بڑھاتا چلا جائے اور ہمیں خلافت کے عِشق و وفا میں وہ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جن کا مظاہرہ آج سے پہلے صِرف صحابہؓ رسولِ خُدا ﷺ کی محبت میں پیش کرتے تھے۔ آمین! اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، بہترین جزائے خیر سے نوازے اور آپ کو اور آپ کی نسلوں کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور خلیفہ وقت کی بیش قیمت نصائح پر عمل کرنے اور حضورِ انور کے لبِ مُبارک سے ادا ہونے والے ہر ارشاد پر تہہ دِل سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم اُس الٰہی جماعت میں شامل ہیں، جس کی ذمہ داری دُنیا میں روحانی انقلاب لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کوئی ناممکن امر نہیں، کہ اِس الٰہی جماعت کے پیچھے حضرت مسیح موعودؑ کی بیشمار دُعائیں ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم اپنا حق ادا کریں۔ اپنی نسلوں کی روحانی بقا کی خاطر ہمہ تن جوش ہو جائیں۔ پس ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا اور انہیں ادا کرنا ہے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آمین

امسال صد سالہ خلافت جوبلی کے بابرکت سال میں لجنہ اماء اللہ کے تحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے مُختلف پروگرامز کا انعقاد ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ کاوشیں قبول فرمائے اور ہمیں ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ ارشادات ونصائح پر عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

والسّلام

خاکسار

سعدیہ گڈٹ

نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی

خلافت کا مقام و مرتبہ خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا''

''خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔'' (اخبار ''بدر'' 11 جولائی 1912ء۔ جلد 12۔ صفحہ 4)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''بعد از خدا بزرگ توئی''

''ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رُو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لئے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہوگا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً اُسے ''بعد از خدا بزرگ توئی'' کہہ سکتے ہیں۔'' (الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 6)

''جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت''

''جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے، وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے۔''

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 8)

''جو لوگ کسی امام کے ماتحت نہیں وہ جماعت نہیں''

''جماعت کے اتحاد اور شریعت کے احکام کو پورا کرنے کے لئے ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے اور جو اس بات کو رد کرتا ہے وہ گویا شریعت کے احکام کو رد کرتا ہے۔ صحابہؓ کا عمل اس پر ہے اور سلسلہ احمدیہ سے بھی خدا تعالیٰ نے اسی کی تصدیق کرائی ہے۔ جماعت کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو۔ جو لوگ کسی امام کے ماتحت نہیں وہ جماعت نہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کے وہ فضل نازل نہیں ہو سکتے اور کبھی نہیں ہو سکتے جو ایک جماعت پر ہوتے ہیں۔''

(انوار العلوم جلد 2۔ صفحہ 13)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا، اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا"

"پس یا تو ہمارا یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ خلیفہ وقت ساری دنیا کا اُستاد ہے اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو دنیا کے عالم اور فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔ استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔"

"تو میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا، اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہوں گی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں ہے اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ کمزور نہیں، خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے۔ ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں میں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آجائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔" (خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 494 خطبہ جمعہ 18 نومبر 1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خلافت احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں"

"پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا، زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ و قائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا (ابراھیم: 25 :26)

کہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اُکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرہ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت نو بہار اور سدا بہار ہے۔ ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا۔ تُؤْتِیْ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا چلا جاتا ہے اس پر کوئی خزاں کا وقت نہیں آتا اور اللہ کے حکم سے پھل پاتا ہے۔ اس میں

نفس کی کوئی ملونی شامل نہیں ہوتی۔ یہ وہ نظارہ تھا جس کو جماعت احمدیہ نے پچھلے ایک دودن کے اندر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اپنے دلوں سے محسوس کیا اور اس نظارہ کو دیکھ کے رُوحیں سجدہ ریز ہیں خدا کے حضور حمد کے ترانے گاتی ہیں۔ پس دُکھ بھی ساتھ تھا اور حمد وشکر بھی ساتھ تھا اور یہ اکٹھے چلتے رہیں گے بہت دیر تک لیکن حمد اور شکر کا پہلو ایک ابدی پہلو ہے وہ ایک لازوال پہلو ہے وہ کسی شخص کے ساتھ وابستہ نہیں۔ نہ پہلے کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ تھا نہ میرے ساتھ ہے نہ آئندہ کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہے، وہ منصب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ، وہ پہلو ہے جو زندہ وتابندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ کہ دیکھو اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔ تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجالاتے ہیں۔ پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لیے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے۔ صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ تو خدا کا یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافت احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔" (خطبہ جمعہ 11 جون 1982ء۔ خطبات طاہر جلد 1۔ صفحہ 3.4)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللّٰہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو"

"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔" (خطبات مسرور جلد 1۔ صفحہ 256.257 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 22 اگست 2003ء)

"یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے"

"قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو وہ محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔" (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء۔ صفحہ 1)

سلام اُس پر خُدا نے نافلہ تھا جس کو فرمایا

سلام اُس پر خُدا نے نافلہ تھا جس کو فرمایا　　سلام اُس پر کہ جس کا ذکر وحیء پاک میں آیا

سلام اُس پر سدا جس پر رہا اللہ کا سایہ　　سلام اُس پر امامت کا تھا جس نے مرتبہ پایا

سلام اُس مصلح موعود کے فرزندِ اقدس پر

بنا تھا قدرتِ ثانی کا جو کہ تیسرا مظہر

سلام اس پر جسے حق نے خلافت کی ردائی بخشی　　ملا جس کو خلیفۃ المسیح کا رتبہء عالی

جسے اس دور میں قرآن سے نسبت تھی عثمانی　　بفضلِ ایزدی تھا واقفِ اسرارِ روحانی

مسیح پاک کے لختِ جگر کی گود کا پالا

وہ اماں جان کی ٹھنڈک اور اُن کی آنکھ کا تارا

سلام اس میرے پیارے میرے آقا میرے دلبر پر　　کہ جس سے ہو گیا تھا گلشن اسلام بارآور

محمد مصطفیٰؐ کے جاں نثاروں کا وہ سرِ لشکر　　میرے ماں باپ ہوں بسمل تصدق جس کے قدموں پر

خُدا خود حافظ و ناصر تھا جس کا ہر گھڑی ہر پل

کہ وہ رہتا تھا اس دین کی خاطر رات دن بے کل

سلام اس پر مجسم جو خُدا کا ایک مظہر تھا　　کلام اللہ سے جس کا دلِ صافی منور تھا

سلام اس پر خُدا کا پاک سایہ جس کے سر پر تھا　　گدا جس کے درِ اقدس کا شاہوں سے بھی بڑھ کر تھا

الٰہی کر بلند درجات تو اس میرے آقا کے

اور اپنے فضل سے اُس کو مقام قرب عطا کر دے

(مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل۔کراچی)

خلافت ثالثہ کے متعلق پیشگوئیاں اور بشارات:

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے آپؑ کی پاک اولاد اور نافلہ یعنی خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بارے میں بہت ساری پیش گوئیاں عطا فرمائیں جو اپنے وقت پر بڑی شان وشوکت سے پوری ہوئیں۔

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

"مارچ 1906ء" چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا: اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّکَ ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو" (تذکرہ مجموعہ الہامات، کشوف، رؤیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایڈیشن چہارم 2004 صفحہ 519)

اکتوبر ۱۹۰۷ کو خدا تعالیٰ نے آپکو الہاماً خبر دی "ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا، اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو"۔

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام: "نومبر 1907ء"

ترجمہ: میں تجھے ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں، اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش دے، میں تجھے ایک لڑکے کی خوش خبری دیتا ہوں، جس کا نام یحییٰ ہے"۔(حیاتِ ناصر صفحہ 11،10)

مبارک احمد حضرت مسیح موعودؑ کے چھوٹے صاحبزادے تھے جو سات سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ تو حضرت ام المومنینؓ نے صبر و رضائے الٰہی کا ایسا بے مثال نمونہ دکھایا کہ اس پر خداوند کریم نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا "خدا خوش ہو گیا"۔

اس ضمن میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ تحریر فرماتی ہیں "حضرت اماں جانؓ ناصر احمد کو بچپن میں اکثر کہا کرتی تھیں "یہ میرا مبارک ہے" "یحییٰ" ہے جو مجھے بدلہ میں مبارک کے ملا ہے"۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الہامات بھی شاہد ہیں اور ایک بار حضرت مسیح موعودؑ نے میرے سامنے حضرت اماں جانؓ سے بڑے زور سے بڑے یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا "تم کو مبارک احمد کا بدلہ جلد مل جائے گا بیٹے کی صورت میں یا نافلہ پوتے کی صورت میں"۔

یہود کی احادیث کی مشہور کتاب طالمود میں لکھا ہے کہ "مسیح کے وفات پانے کے بعد اس کی آسمانی بادشاہت اس کے فرزند اور پھر پوتے کو ملے گی"۔

(بحوالہ سیرت حضرت اماں جان صفحہ ۹۳ و ۶۰۳۔ از پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ)

"ایک ناصر دین لڑکے کی پیشگوئی"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ عنہ) نے 26 ستمبر 1909ء کو ایک صاحب کے نام خط لکھا جس میں ایک ناصر دین لڑکے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی یہ خوشخبری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق تھی جو کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش 16 رنومبر 1909ء سے پہلے کی ہے چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس خط میں تحریر فرماتے ہیں:

"السلام علیکم ...... مجھے بھی خدا نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا......"

والسلام

خاکسار　مرزا محمود احمد

(اخبار الفضل مؤرخہ 8راپریل 1915ء جلد 2 صفحہ 5)

حضرت مصلح موعودؓ اپنی ایک رؤیا کا یوں ذکر فرماتے ہیں "میں نے دیکھا کہ میں بیت الدعا میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ میرا انجام ایسا ہو جیسا حضرت ابراہیمؑ کا ہوا پھر جوش میں آکر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر اسماعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسماعیل کے معنی ہیں کہ خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مراد حضرت ابراہیمؑ کا انجام ہے کہ ان کے فوت ہونے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحٰقؑ اور حضرت اسماعیلؑ دو قائم مقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے جس سے آپ لوگوں کو خوش ہونا چاہئے"۔ (حیات ناصر صفحہ 13,14)

حضرت مسیح موعودؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ولادت با سعادت اور بچپن

آپؒ حضرت مصلح موعودؓ کے بڑے صاحبزادے تھے جو حضرت سیدہ محمودہ بیگمؓ کے مبارک بطن سے ۱۶ نومبر ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا نام مرزا ناصر احمدؒ تھا۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ آپؒ کے مبارک نام سے اُم ناصر کہلاتی تھیں۔ حضرت اُم ناصرؓ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ آپؓ کو اپنی زندگی میں بیاہ کر لائے تھے۔ اس طرح آپؓ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت کے مواقع میسر آئے۔ حضور اقدسؑ بھی آپؓ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت سیدہ اُم ناصرؓ کا تعلق ایک نہایت مخلص خاندان سے تھا آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کے مخلص صحابی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدینؓ کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ "ام ناصرؓ کا شجرہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے اس لئے یہ خاندان قریشی کہلاتا ہے۔ آپؓ کے دادا خلیفہ حمید الدین صاحب اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم دین متقی پرہیز گار شاہی مسجد کے امام تھے انہوں نے انجمن حمایتِ اسلام اور اسلامیہ سکول کی بنیاد ڈالی تھی خلیفہ حمید الدین صاحب کو اسلام اور قرآن کریم سے بے انتہا محبت تھی۔ لہذا آپ نے اپنے تمام بچوں کو قرآن شریف حفظ کروایا۔ اسی طرح اُم ناصرؓ کی ایک پھوپھی بھی حافظہ قرآن تھیں، گویا آپ کے دادا، پڑدادا، نانا، تمام چچا اور پھوپھی سبھی حافظ قرآن تھے، پھر اس برکت میں اللہ تعالیٰ نے یوں اضافہ کیا کہ آپ کے فرزند حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی اللہ کے فضل سے حافظ قرآن بنے۔ پس خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ "جو قرآن کو عزت دیگا میں اس کو آسمان پر عزت دوں گا" ام ناصرؓ کے مبارک وجود کے ذریعے پورا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان اور زمین دونوں پر عزت کا مقام عطا فرمایا"۔

(حضرت ام ناصرؓ صفحہ ۵ سیدہ نسیم سعید صاحبہ)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمدؒ کو الٰہی بشارتوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے چھوٹے صاحبزادے مرزا مبارک احمدؓ مرحوم کا بدل کہا گیا ہے۔ نواب مبارکہ بیگمؓ صاحبہ اپنی ایک رویا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں "مجھے مبارک احمدؓ کی وفات کے تین روز بعد ہی خواب آیا کہ مبارک احمدؓ تیز تیز قدموں سے چلا آ رہا ہے اور دونوں ہاتھوں پر ایک بچہ اُٹھائے ہے۔ اس نے آ کر میری گود میں وہ بچہ ڈال دیا ہے اور وہ لڑکا ہے اور کہا ہے "لو آپا یہ میرا بدلہ ہے" میں نے جب یہ خواب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو سنایا تو آپؑ بہت خوش ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ آپؑ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمک رہا تھا اور فرمایا کہ یہ بہت مبارک خواب ہے آپؑ کی بشارتوں اور آپؑ کے کہنے کی وجہ تھی کہ ناصر احمدؒ کو حضرت اماں جانؓ نے اپنا بیٹا بنا لیا اور ان کے ہاتھوں میں ان کی پرورش ہوئی۔ (سیرت حضرت اماں جانؓ صفحہ ۶۰۳، ۶۰۴ مصنفہ سیدہ نسیم سعید) اس طرح آپؒ کا بچپن اس گھر میں گزرا جہاں پر خدا تعالیٰ کے فرشتوں کا نزول ہوتا تھا اور آپؒ فرشتوں کے سایہ میں فرشتوں کی طرح پلے اور بڑے ہوئے اور آپؒ کو خدا تعالیٰ نے جماعت کے تیسرے خلیفہ کا اعزاز بخشا اور یہ سب پیشگوئیاں پوری ہوگئیں اور آپؒ کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی گود بھی مل گئی جو اس رویاء میں مذکور ہے وہ اس طرح کہ آپؒ کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہوا۔

حضرت اماں جانؓ نے حضرت مرزا ناصر احمدؒ کی بہت شاندار طریقے پر تربیت کی۔ آپؒ بچپن ہی سے اسلام کے بہت اعلیٰ بنیادی اخلاق کے حامل تھے۔ نمازیں وقت پر ادا کرتے تھے۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ صبح اُٹھتے ہی سلام کرتے۔ سکول سے سیدھے گھر آتے ور گھر داخل ہوتے ہی سلام کرتے۔ وضو کر کے نماز پڑھنے جاتے۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے۔ اونچی آواز میں بسم اللہ پڑھتے، ساتھ حضرت امّاں جانؓ بھی پڑھتی تھیں۔ عصر کے بعد کھیلنے جاتے۔ مغرب کی اذان کے ساتھ گھر واپس آ کر نماز کے لئے جاتے۔ مغرب کے بعد باہر کہیں جانے کی اجازت نہ تھی، اپنا کام خود اپنے ہاتھ کرتے۔ حضرت اماں جانؓ کو آپؒ سے بہت محبت تھی آپؒ کو بھی حضرت اماں جانؓ سے بہت محبت تھی اسی محبت کی وجہ سے ساری عمر ان کو اپنی ماں سمجھتے رہے۔ حضرت اماں جانؓ نے

آپ کی تربیت کے ہر پہلو کو مدنظر رکھا۔ بچپن سے ہی حضرت اماں جان نے غریبوں، یتیموں، مسکینوں سے محبت اوران کا خیال رکھنے کی عادت ڈالی۔ تکلیف کو برداشت کرنے، لوگوں کو معاف کرنے، مشکل گھڑی میں برداشت کرنے کا درس دیا، بلند حوصلہ پیدا کیا اور آپؒ کی یہ کوشش کامیاب بھی ہوئی۔ یہی بچہ بڑا ہوکر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خلیفہ بنا۔

حضرت خلیفۃ الثالثؒ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مجھے یاد ہے ایک دو یتیم بچوں کو حضرت اماں جانؓ نے پالا تھا...... مجھے وہ کمرہ بھی یاد ہے جہاں دستر خوان بھی بچھا ہوا تھا.... اور جس پر حضرت اماںؓ نے بچوں کو کھانے کے لئے بٹھایا تھا لیکن مجھے معلوم نہیں اس وقت کیا سوجھی کہ میں ان کے ساتھ نہ بیٹھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن حضرت اماں جانؓ نے مجھے کھانا نہ دیا شام کو میں نے خود مانگ کر کھانا کھایا۔ اس میں ایک سبق تھا کہ جس کو دنیا یتیم کہتی ہے۔ خدا کے بندے سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے نگران بنیں۔" (تشحیذ الاذہان مئی ۱۹۸۳ء)

آپؒ اپنا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میرے بچپن کا ایک واقعہ ہے، میں بہت چھوٹا تھا اس وقت لیکن ابھی تک وہ واقعہ مجھے پیارا لگتا ہے۔ میں مسجد اقصیٰ میں عشاء کی نماز کے لئے جایا کرتا تھا۔ کیونکہ عشاء کی نماز مسجد مبارک میں بہت دیر سے ہوتی تھی اور میں مدرسہ احمدیہ میں نیا نیا داخل ہوا تھا۔ پڑھائی کی طرف توجہ دینے اور نیند پوری لینے کی خاطر حضرت اماں جانؓ مجھے فرماتی تھیں۔ تم مسجد اقصیٰ میں جا کر نماز پڑھ لیا کرو۔ مسجد مبارک کی وہ سیڑھیاں جو اس دروازے کے ساتھ ہیں جو دارالمسیح کے اندر جانے والا دروازہ ہے وہاں سے میں اترتا۔ وہ گلی بہت اندھیری تھی۔ اب تو شاید وہاں بجلی لگ گئی ہو اس زمانے میں بجلی نہیں تھی۔ ایک دن میں نماز کے لئے نیچے اترا۔ اس وقت مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی لائن جارہی تھی۔ اور اندھیرا تھا میں لائن میں شامل ہو گیا۔ لیکن اندھیرے میں کچھ پتا نہیں لگ رہا تھا۔ میرا پاؤں ایک طالب علم کے سلیپر پر لگا وہ سمجھا کہ کوئی لڑکا شرارت کر رہا ہے۔ وہ پیچھے مڑا اور ایک چپیڑ مجھے لگا دی۔ اس کو کچھ پتا نہیں تھا کہ کسے میں چپیڑ لگا رہا ہوں اور کیوں لگا رہا ہوں۔ مجھے خیال آیا کہ اگر میں اس کے سامنے ہو گیا تو اسے بڑی شرمندگی اٹھانی پڑے گی اس خیال سے میں ایک طرف کھڑا ہو گیا اور جب پندرہ بیس لڑکے وہاں سے گزرے تب میں دوبارہ اس لائن میں شامل ہو گیا تا کہ اسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے"۔

(حیات ناصر صفحہ ۱۴ مصنف محمود مجیب اصغر)

آپؒ کے چچا زاد بھائی کرنل داؤد احمد صاحب آپ کے اخلاق فاضلہ کے بارہ میں رطب اللسان ہیں۔ "پہلا نظارہ جو میرے دماغ میں ہے وہ اس وقت کا ہے جب آپ حضرت اماں جانؓ کی تربیت و کفالت میں تھے، گیارہ سال کا خوبصورت چہرہ سفید رنگ پاک صاف کپڑے پہنے ہوئے۔ لمبا کوٹ۔ عادات کے لحاظ سے نہ بہت شوخ و شنگ نہ بالکل راگے نہ بے جا شرمیلے کہ کسی سے بات بھی نہ کرنی۔ بچپن کے باوجود ایک وقار تھا کسی قسم کی Inhibition نہیں تھی۔ طبیعت میں نفاست کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، امارت اور غربت کا اثر لینے والے نہ تھے۔ چھوٹے بڑے کے حقوق ادا کرنے والے اور ہر ایک کا مرتبہ پہچاننے والے تھے۔ حضرت اماں جانؓ کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے زبان بڑی منجھی ہوئی اور ڈھلی ہوئی تھی، باوجود پنجابی ماحول میں رہنے کے لہجہ ڈھلی والے شرفاء کا تھا، کھانا حضرت اماں جانؓ کے ساتھ کھاتے تھے، حضرت اماں جانؓ کے ہاں نہایت اچھا کھانا پکتا تھا۔ آپؒ خوش خور نہیں تھے مگر اچھی خوراک ضرور پسند کرتے تھے طبیعت میں کسی قسم کا لالچ اور چھوٹا پن نہیں تھا۔ استغناء کمال کا تھا ہر قسم کے حرص سے بالا تھے"۔ (از ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر مئی ۱۹۸۳ صفحہ ۶۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "پس اے میرے بچو! ابھی سے یہ عزم کرو کہ تم روحانی ترقی کے ان دروازوں سے داخل ہو کر جو خدا نے اسلام کے ذریعے کھولے ہیں محمد ﷺ کے نور سے منور ہو گے، خدا کرے کہ آپ کے لئے بھی یہی مقدر ہو اور ہمارے لئے بھی یہی مقدر ہو"۔ آمین　　(مشعل راہ جلد چہارم صفحہ ۲۹۷، ۲۹۸)

یہ ہے اس عظیم انسان کا خوبصورت پاکیزہ بچپن جو حضرت مسیح موعودؑ کے تیسرے خلیفہ تھے آپؒ نے جماعت احمدیہ کو یہ بھی نصیحت فرمائی "کہ ہمیشہ مسکراتے رہو اور خدا اور اس کے رسول ﷺ کے پیار کو اپنے دلوں میں پیدا کرو"۔

(عابدہ حریم ظفر۔ کیل)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پاکیزہ جوانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی جوانی بہت پاکیزہ تھی، آپؒ بہت مضبوط شخصیت کے مالک، نظم وضبط کو پسند کرنے والے، انصاف کرنے والے بے حد محبت کرنے والے اور انتہائی بہادر انسان تھے۔ آپؒ کی تربیت میں حضرت اماں جانؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعائیں اور خصوصی توجہ نے چار چاند لگائے۔ آپؒ جب لندن تعلیم حاصل کرنے کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو قیمتی نصائح آپؒ کو تحریر فرمائیں ان میں یہ عظیم دستاویز ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے وہ یہ ہے:

"بوالہوس نہ بنو"

"پس جب اللہ تعالیٰ بھی اپنی محبت کا اظہار نہ کرے تسلی نہ پاؤ اور اپنے دل کو اور جلائے جاؤ۔ ہاں ابوالہوس نہ بنو۔ کہ بعض لوگ اپنے آقا کو بھی فروخت کرنا چاہتے ہیں یعنی انہیں خدا تعالیٰ کے قرب کی اس لئے خواہش ہوتی ہے تا لوگوں میں ان کی عزت ہو تا وہ لوگوں سے کہیں کہ خدا تعالیٰ ان سے بولتا ہے، ان کے لئے نشان دکھاتا ہے اور وہ ولی اللہ ہیں، وہ اس خواہش کا نام خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کی تڑپ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اس طرح دین پھیلا سکیں گے۔ لیکن وہ خواہ کچھ کہیں یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے آقا کو ادنیٰ خواہشات کے حصول کیلئے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ **العیاذ باللہ**۔ پس ایسی خواہش کبھی دل میں پیدا نہ ہو۔ کوئی سچا عاشق یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ اس کا محبوب اسے اس لئے ملے کہ وہ لوگوں کو دکھا سکے۔ عشق جب پیدا ہوتا ہے۔ تو باقی سب احساس دبا دیتا ہے۔ دنیا و مافیہا بھلا دیتا ہے۔ پس ان لوگوں والی غلطی کبھی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ قدوس ہے انسان کی جب اس پر نظر پڑتی ہے تو وہ باقی سب اشیاء کو بھول جاتا ہے۔ کیونکہ اس پر نظر پڑتے ہی وہ خود بے عیب ہو جاتا ہے اور شرک سے بڑھ کر اور کون سا عیب ہو گا۔ پس اس قسم کے رذیل اور کمینے خیالات دل میں مت آنے دو۔ صرف خدا تعالیٰ کی جستجو ہو اور اس کے سوا سب کچھ فراموش ہو جائے"۔

(حیات ناصر صفحہ ۸۸ تا ۸۹)

اسی طرح آپ اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے خاندان کے دوسرے نوجوانوں صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب وغیرہ کے ہمراہ انگلستان کے علاقہ ڈیون شائر کی ایک انگریز خاتون کے فارم میں چھٹیاں گزارنے تشریف لے جایا کرتے تھے آپ کے زمانہ خلافت میں سابق امام مسجد لندن مکرم بشیر احمد رفیق صاحب کے استفسار پر اس معمر خاتون نے بتایا۔

"وہ سامنے کمرہ ہے جس میں وہ ہمیشہ ٹھہرا کرتے تھے اور صبح صبح جب میں ان کے کمرہ کے آگے سے گزرتی تو ایک عجیب جھنجھناہٹ کی مسحور کن آواز آیا کرتی جو کبھی کھڑے ہو کر میں چند منٹ سنا بھی کرتی۔ ایک دن میں نے ناصر سے پوچھا کہ تم صبح سویرے کیا پڑھتے رہتے ہو جس میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا تو ناصر نے بتایا کہ وہ اپنی مقدس کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ اسی خاتون نے یہ بھی فرمایا کہ ایک شام کھانے پر جب حضور رحمہ اللہ اور دوسرے صاحبزادگان موجود تھے یہ ذکر چل پڑا کہ مستقبل میں ان کے کیا ارادے ہیں۔ ہر ایک نے بتایا کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں اور کس پیشے کو اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب حضور رحمہ اللہ کی باری آئی تو آپ نے فرمایا کہ "خدمت اسلام کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اپنی زندگی اس مقصد کے لئے وقف کرنے کا عزم کئے بیٹھا ہوں۔ مجھے اور کوئی خواہش نہیں اور نہ ہی مجھے دنیا کی طرف کوئی رغبت ہے"۔ انگریزوں کو اور خصوصاً عیسائیوں کو دین سے تو چونکہ سروکار نہیں ہوتا اور دنیا داری کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے یہ خاتون کہنے لگیں کہ اس وقت میرے منہ سے نکلا۔

"What a waste of time" لیکن اب جب میں دیکھتی ہوں کہ وہ جماعت کے سربراہ ہیں تو ندامت ہوتی ہے کہ کتنا غلط فقرہ منہ سے نکل گیا تھا۔ حقیقی اور بامراد زندگی تو انہیں ملی ہے"۔ اس خاتون نے یہ بھی بتایا کہ "حضور اپنی جوانی میں بہت باحیا اور شرمیلی طبیعت کے مالک تھے۔ بچوں سے بے حد محبت کرتے تھے چنانچہ جب آپ رخصتوں میں فارم پر تشریف لاتے تو اردگرد کے بچے آپ کے گرد جمع ہونے میں خوشی محسوس کرتے۔ آپ جیب میں چاکلیٹ

وغیرہ رکھتے اور بچوں میں تقسیم کرنے میں خوشی اور انبساط محسوس کرتے۔ کھانے میں سختی سے یہ پابندی فرماتے کہ صرف ذبیحہ استعمال کریں اور چونکہ اسلامی ذبیحہ میسر نہ آسکتا تھا اس لئے خود مرغی اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے وہی کھاتے''۔ اس خاتون نے مجھے ایک تصویر بھی دکھائی جس میں حضور مرغی ذبح فرما رہے تھے۔''

(حیات ناصر ۱۰۴ تا ۱۰۵)

آپؒ نے جوانی میں آکسفورڈ لنڈن میں تعلیم حاصل کی مگر یورپ کے آزاد معاشرے میں رہتے ہوئے جہاں قدم قدم پہ آزمائش ہوتی ہے آپؒ نے سنتِ یوسفیؑ پہ عمل کرتے ہوئے بے حد پاک بازی سے وقت گزارا اور تعلیم مکمل کر کے وطن واپس آگئے۔ آپؒ کی جوانی کے بارے میں بتاتے ہوئے آپ کے صاحبزادے حضرت مرزا انس احمد بیان کرتے ہیں: ''سردیوں میں بھی ٹھنڈے پانی سے نہاتے اور باقاعدگی سے تہجد پڑھتے۔ یہاں ضمناً پھر ایک بات یاد آگئی کہ آپؒ کا Pain threshold بہت اونچا تھا کونین چبا کر کھا جاتے تھے۔ نوجوانی میں گھوڑے سے گر کر بازو ٹوٹا تو بغیر بے ہوش ہوئے بازو ٹھیک کروایا اور جرمنی میں Tounsel کا آپریشن بغیر بے ہوش ہوئے کروایا۔ شکار کا شوق تھا ابا حضور نے ایئر گن لے دی تھی نشانہ ایسا پختہ ہو گیا تھا کہ اڑتی ہوئی بھڑ کا نشانہ ایئر گن سے لیا کرتے تھے۔'' اس وقت میرے ذہن میں ایک نظارہ آ رہا ہے میرے بچپن کی بات ہے۔ جب آپؒ دورے پر جاتے امی اور بچوں کو امّاں جانؓ کے پاس چھوڑ جاتے جب امّاں جانؓ آپؒ کی غیر موجودگی کو زیادہ محسوس کرتیں تو کہتیں: ''ناصر'' اور جب آپؒ ناصر کہتیں تو میں نے دیکھا عین اس وقت آپؒ دار المسیح کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے ہوتے اور زور سے کہتے

''امّاں جان! السلام علیکم''۔

(مصباح جون، جولائی ۲۰۰۸ صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵)

۱۹۵۳ء کے جماعت کے خلاف ہنگاموں میں آپ کی اور حضرت مرزا شریف احمدؓ کی گرفتاری آپؒ کی بہت ساری خوبیوں میں ایک خوبی بہت نمایاں تھی۔ کہ آپؒ بہت بہادر، دلیر، جرات مند اور صابر ہر قسم کے حالات میں مسکرانے والے اور دوسروں کو حوصلہ دینے والے ایک مضبوط چٹان کی طرح مشکلوں کا مقابلہ کرنے والے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں آپؒ پر ایک جھوٹا مقدمہ بنا کر ظالمانہ طور پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپؒ اس وقت رتن باغ لاہور میں رہائش پذیر تھے۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں۔

''تہجد پڑھ کر میں نے تکیہ پر سر رکھا ہی تھا کہ الہاماً مجھے بتایا گیا کہ ''گرفتاری ہونے والی ہے''۔ اس کے چند لمحوں کے بعد ملٹری آگئی۔ آپؒ کے صاحبزادے نے بیان کیا کہ ملٹری کو آپؒ نے فرمایا ''مجھے آپ کے آنے کا پتہ تھا، میں انتظار کر رہا تھا آپ نے دیر کر دی۔'' آپؒ کے ساتھ گرفتار ہونے والے ایک ساتھی مکرم بشیر زیروی صاحب لکھتے ہیں

''جب ہمیں میڈیکل ہوسٹل کے نیلا گنبد کے بڑے گیٹ پر کھلے کیمپ سے جیل بھیجنے کے لئے اکٹھا کیا گیا تو وہاں اس عاجز کی ملاقات میاں صاحب سے ہوئی وہاں سے ہمیں ایک ٹرک پر بیٹھا کر جیل لے کر گئے حضرت میاں ناصر احمد نے ٹرک میں بیٹھتے ہی ''لا الہ الا انت سبحانک انی کنتُ من الظالمین'' کا ورد کرنا شروع کر دیا جس سے دلوں کو سکینت و اطمینان کی لہر دوڑنا شروع ہو گئی۔

(حیات ناصر صفحہ ۱۷۴)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اس موقعہ پر بڑے درد بھرے شعر فرما کر جماعت کو درد دل سے دعاؤں کی طرف توجہ دلائی فرماتی ہیں۔

چلا ؤ کوئی جا کر مزار مسیحؑ پر
نصرت جہاں کے گود کے پالوں کو لے گئے
جائے گرفت ہاتھ نہ آئی تو بدسرشت
دھبہ لگا کر نیک خصالوں کو لے گئے

گو کہ حضورؒ کو ایک سال قید بامشقت ہوئی تھی لیکن خلیفہ وقت اور لاکھوں افراد جماعت کی مضطربانہ دعاؤں کی بدولت تقریباً دو ماہ کی قید و بند کے بعد ۲۸ مئی ۱۹۵۳ء کو دونوں اسیران مولا کو رہا کر دیا گیا۔ یہ چند باتیں حضرت خلیفۃ المسیح ثالثؒ کی پاکیزہ جوانی کی ایک جھلک ہیں۔

محمد کے وسیلے سے ملا تھا
ہوا مقبول رب العالمین کا

(از حیات ناصر و مصباح جون، جولائی ۲۰۰۸ء)

(مرتبہ: امۃ الرقیب ناصرہ۔ فرینکفرٹ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اپنے وقفِ زندگی کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کو خط

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے وقفِ زندگی کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کو جو خط لکھا اور حضرت مصلح موعودؓ نے جو جواب دیا۔ وہ قارئین کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیش ھے۔

(بحوالہ حیاتِ ناصر: جلد اول صفحہ نمبر 107تا109)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اپنے وقفِ زندگی کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کو خط

سیّدی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ حضور ہر طرح خیریت سے ہونگے۔ میرے حلق میں تکلیف بدستور ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آمین

ایک طرف حضور کے خطبات منافقین کے متعلق نظر سے گزرے دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ کہیں آپ فرماتے ہیں کہ ''میری نظر ان غریبوں پر ہے جو نہ بی اے بننا چاہتے ہوں اور نہ ایم اے بلکہ نیک انسان اور خادم دین''۔ دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اور ان دنوں میں میرا دل جن خیالات، جن جذبات کی آماجگاہ رہا ہے۔ نہ ممکن ہے نہ ہی ادب اجازت دیتا ہے۔ مختصراً گزارش ہے کہ میرا خیال تھا کہ جماعت میں منافقین گنتی کے چند آدمیوں سے زیادہ نہ ہوں گے مگر حضور کے خطبہ سے ان کی تعداد زیادہ معلوم دیتی ہے۔ بہت سے کمزور لوگ، بہت سے جاہل اور ناسمجھ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے ان منافقین کے کہے کہائے ایسے کام کر گزرتے ہیں جو منافقین کا شیوہ ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ خصوصاً ان ایام میں جب کہ جماعت خاص حالات میں سے گزر رہی ہے وہی چیزیں جو مخلصین کے دلوں کو شکریہ اور محبت کے جذبات سے بھر دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کی خدمت کا شرف بخشا۔ آخر وہ مال اسی کا ہے جس کو دین کی راہ میں خرچ کر کے ہم یہ ثواب حاصل کرتے ہیں۔ آخر یہ جان اسی کی دی ہوئی ہے کہ جو اس کی راہ میں خرچ کی جائے تو اس کے قرب کا موجب ہوتی ہے۔

''گھر سے تو کچھ نہ لائے''۔ حقیقت تو یہی ہے کہ انسان سب کچھ دے کر بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ کجا یہ کہ دین پر کسی قسم کا احسان رکھے۔ یہ تو محض اس کا فضل ہے کہ وہ بندہ نوازی سے ان چیزوں کو قبولیت کا فخر بخشتا ہے۔ مگر یہی کمزوروں اور ناسمجھوں کے لئے بار ہو جاتی ہے اور ٹھوکر کا موجب۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ خیر جو کچھ بھی ہے جماعت ان حالات میں گزر رہی ہے کہ جو حالات عظیم الشان قربانی کا مطالبہ کر رہے ہیں اگر اسے قربانی کہا جا سکتا ہے۔ بہت سے نوجوان ہیں جنہوں نے اس راز کو سمجھا اور آج دنیا کے کونوں میں احمدیت کی آواز پہنچا رہے ہیں۔ بہتوں نے اس حقیقت کو پہچانا اور آج مرکز میں وہ مشغول کار ہیں مگر بہت سے میرے جیسے ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہوئے کہ

؎ یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا　　　ہم محو نالہ جرس کارواں رہے

اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں پر بیٹھے آنسو بہا رہے ہیں اور کر کچھ نہیں سکتے۔ اس لئے میں حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر حضور مناسب فرماویں تو بندہ ہمیشہ کی

طرح اب بھی فوراً خدمت سلسلہ کے لئے حاضر ہے بی اے اور ایم اے بننے کا مجھے کبھی بھی شوق نہیں ہوا اور خدا تعالیٰ شاہد ہے۔ گو اس کا اظہار پہلے نہ ہو سکا اور گو بعض اور خیالات نے اس کی طرف مجبور کیا گو وقف کنندہ ہوں مگر پھر دوبارہ اپنے کو حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ بندہ اسی وقت سے خدمت احمدیت کے لئے حاضر ہے۔ اور سلسلہ کی غلامی کو سب عزتوں سے معزز سمجھتا ہے اور سلسلہ کی خدمت سے علیحدہ رہتے ہوئے اپنی زندگی کو خالی اور فضول پاتا ہوں۔ وماتوفیقی الاّ باللہ

فقط خاکسار مرزا ناصر احمد

حضرت المصلح الموعودؓ کا جواب

حضرت المصلح الموعودؓ کو اس خط سے جو راحت اور خوشی پہنچی اس کا اظہار آپ نے ایک خط میں فرمایا

پیارے ناصر احمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا ایک خط تو پہلی دفعہ ملا تھا اور دوسرا اب۔ میں نے پہلے خط کا جواب بھی اب تک نہیں دیا کیونکہ اس وقت میرے جذبات بہت متاثر تھے اور میں فوراً جواب دینے کے قابل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ارادہ میں برکت ڈالے۔ میں خود اس بارہ میں باوجود اس شدید احساس کے کچھ کہنا پسند نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ وہ خود ہی تم کو نیک ارادہ کی توفیق دے کیونکہ میرے نزدیک میری تحریک پر تمہارے ارادے کو بدلنا تمہارے ثواب کو ضائع کر دیتا۔ سو الحمد للہ کہ تمہارا دل اسطرف متوجہ ہوا۔ مجھے سخت افسوس آتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے تعلق کی عظیم الشان نعمت کی ہمارے خاندان نے قدر نہیں کی ہمارے نوجوانوں کے اعمال اور احساس اس مقام سے بالکل مختلف ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ نے بخشا تھا۔ اگر دنیا کی ہر تکلیف کا شکار ہو کر بھی ہم اس مقام کے وقار کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے تو یہ احسان الٰہی کا بدلہ نہیں ہو سکتا تھا..... جو خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے..... ہمارا خدا زندہ خدا ہے جو سچ مچ اس کے لئے موت قبول کر لیتا ہے بشرطیکہ وہ موت سچی ہو، بشرطیکہ انسان اپنے نفس کو اس کے لئے بالکل مار دے، بشرطیکہ وہ ماسوا اللہ سے باوجود دنیا میں بسنے کے آزاد ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے معاملہ میں اور سلسلہ کے معاملہ میں اس کے کسی رشتہ دار کا خواہ اس سے کسی قدر ہی محبت ہو۔ اور کسی دوست کا خواہ اس کا اس پر کس قدر ہی اثر ہو اور کسی اور غرض کا خواہ وہ کس قدر ہی پیاری ہو اس پر کوئی اثر نہ ہو۔ یہ راستہ ہے جو ہمارے خاندان کے لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا ہے۔ بغیر اپنے مٹا دینے کے اسلام آج کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسلام کا سوال کھیل نہیں کہ یونہی طے ہو جائے وہ ایک ایسا مشکل کام ہے کہ اس سے پہلے اس قدر مشکل کام کبھی دنیا کو پیش نہیں آیا۔ اس کے لئے دیوانوں کی ضرورت ہے۔ اسی زندگی میں موت کو قبول کر لینے والوں کی ضرورت ہے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اس بارہ میں ہمارے خاندان پر نظر رکھتا ہے..... یہ راستہ ہے جو سچا راستہ ہے اسی کی نسبت خدا تعالیٰ کا الہام فرماتا ہے کہ

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یہ عالی مقام تمہارے لئے، ہر فرد خاندان کے لئے اور ہر مخلص احمدی کے لئے ممکن الحصول ہے اگر دیکھنے والی آنکھیں ہوں اور اگر سننے والے کان ہوں اور اگر سوچنے والا دل ہو۔ واللّٰہُ المستعان و علیہ التکلان ۔ کالج کے متعلق جو تم نے دریافت کیا ہے میرا خیال ہے کہ جرمن زبان بہتر رہے گی کیونکہ فرانسیسی پڑھنے کے سامان ہندوستان میں کالج کے باہر بھی کافی ہیں۔

والسلام

مرزا محمود احمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ابتدائی زندگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ پیش خبریوں کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ایک رنگ سے موعود خلیفہ ہیں۔ 17 اپریل 1922ء کو جب کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی عمر 13 سال تھی حفظ قرآن کی تکمیل کی توفیق ملی۔ بعد ازاں حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ سے عربی اور اُردو پڑھتے رہے۔ پھر مدرسہ احمدیہ میں دینی علوم کی تحصیل کیلئے باقاعدہ داخل ہوئے اور جولائی 1929ء میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے پنجاب یونیورسٹی سے ''مولوی فاضل'' کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد میٹرک کا امتحان دیا اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہو کر 1934ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اگست 1934ء میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شادی ہوئی۔ 6 ستمبر 1934ء کو بغرض تعلیم انگلستان کیلئے روانہ ہوئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کر کے نومبر 1938ء میں واپس تشریف لائے۔ یورپ سے واپسی پر جون 1939ء سے اپریل 1944ء تک جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے۔ فروری 1939ء میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر بنے۔ اکتوبر 1949ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بنفس نفیس خدام الاحمدیہ کی صدارت کا اعلان فرمایا تو نومبر 1954ء تک بحیثیت نائب صدر مجلس کے کاموں کو نہایت عمدگی سے چلاتے رہے۔ مئی 1944ء سے لے کر نومبر 1965ء تک (یعنی تا انتخاب خلافت) تعلیم الاسلام کالج کی پرنسپلی کے فرائض سرانجام دیئے۔ جون 1948ء سے جون 1950ء تک فرقان بٹالین کشمیر کے محاذ پر دادِ شجاعت دیتے رہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اس بٹالین کی انتظامی کمیٹی کے ممبر تھے۔ 1953ء میں پنجاب میں فسادات ہوئے اور مارشل لا (Martial Law) کا نفاذ ہوا تو اس وقت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح سنت یوسفیؑ کے مطابق آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو کچھ عرصہ قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا پڑیں۔ 1954ء میں مجلس انصار اللہ کی زمامِ قیادت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کی گئی۔ مئی 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو صدر انجمن احمدیہ کا صدر مقرر فرمایا۔ کالج کی پرنسپلی کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے کاموں کی نگرانی بھی تا انتخاب خلافت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہی سپرد رہی۔ تقسیم ملک سے قبل باؤنڈری کمیشن (Boundary Commision) کیلئے مواد فراہم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور حفاظت مرکز (قادیان) کے کام کی براہ راست نگرانی کرتے رہے۔ (بحوالہ دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ 184 تا 186 شائع کردہ مجلس انصار اللہ پاکستان)

انتخاب خلافت ثالثہ:

مؤرخہ 7 نومبر 1965ء کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک ربوہ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی مقرر کردہ مجلس انتخاب کا اجلاس بہ صدارت جناب حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ منعقد ہوا جس میں حسب قواعد ہر ممبر نے خلافت سے وابستگی کا حلف اٹھایا اور اس کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ کے لئے خلیفۃ المسیح اور امیر المؤمنین منتخب کیا۔ اراکین مجلس انتخاب نے اسی وقت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی جس کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا اور پھر تمام موجود احباب نے جن کی تعداد اندازاً پانچ ہزار تھی رات کے ساڑھے دس بجے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی۔ (حیات ناصرؒ جلد 1 صفحہ 358)

انتخاب خلافت سے اگلے روز مؤرخہ 8 نومبر 1965ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ہزاروں سوگوار احباب جماعت کے جلوس کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا تابوت لے کر بہشتی مقبرہ پہنچے اور پچاس ہزار احباب جماعت کے ساتھ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ چھ تکبیرات کہیں اور تدفین کے بعد لمبی پُرسوز دعا کروائی۔ (حیات ناصر جلد 1 صفحہ 362،363)

خلافت ثالثہ کے انتخاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

کا 9 نومبر 1965ء کے روز مستورات سے روح پرور خطاب

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے اس وقت صرف دو وجود باقی ہیں۔ ہمیں ان بابرکت وجودوں کی قدر کرنی چاہئے"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اسی رات یعنی 8 نومبر 1965ء کو رات دس گیارہ بجے کے درمیان نیچے صحن میں تشریف لائے۔ صحن میں اس وقت ستّر پچھتّر کے قریب مستورات جمع تھیں۔ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی موجود تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیعت لی اور مستورات کو چند نصائح فرمائیں آپ نے فرمایا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے اس وقت صرف دو وجود باقی ہیں۔ ہمیں ان بابرکت وجودوں کی قدر کرنی چاہئے"۔

حضورؒ نے محبت اور اتفاق پر زور دیا اور دعا کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مورخہ 9 نومبر 1965ء قبل دوپہر احمدی مستورات سے بیعت لینے کے بعد حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ کے گھر جو خطاب فرمایا، وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یہ بیعت کا دوسرا موقع تھا جو احمدی مستورات کو دیا گیا۔ تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"آپ میں سے بعض بہنیں ضرور یہ علم رکھتی ہوں گی اور بعض کو شاید ان تفاصیل کا علم نہیں ہوگا کہ جب 1914ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے مصلح موعود کو مسندِ خلافت پر بٹھایا تو اس وقت جماعت کے بعض لوگوں میں نفاق پیدا ہو چکا تھا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر پوری طرح اور کامل طور پر مجموعی لحاظ سے یقین نہیں رکھتے تھے۔ یعنی بعض پہلوؤں کو تو وہ مانتے تھے لیکن ان دعاوی کے بعض پہلوؤں کو وہ ردّ کر رہے تھے۔ اور انہیں قبول کرنے کے لئے ان کے دل تیار نہ تھے۔ گویا اس وقت اندر ہی اندر ایک چھپا ہوا فتنہ جماعت میں پیدا ہو چکا تھا

ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس ذمہ داری کو اٹھایا جو ذمہ داری کہ ایک الٰہی سلسلہ میں سب سے مشکل اور سب سے اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے رحم سے اور اپنی محبت کے طفیل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو یہ توفیق عطا کی کہ آپ اس فتنہ کو مٹا دیں۔ آپ نے جماعت میں ایک ایسا اتفاق، ایک ایسا اتحاد، ایک ایسی یک جہتی، ایک ایسی اخوت اور ایک ایسی برادری قائم کردی کہ اس کا نظارہ ہمیں سگے رشتوں میں بھی نظر نہیں آتا اور یہی وہ نظارہ ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں سورۃ انفال آیت 64 میں فرمایا: ترجمہ:۔ اگر تو جو کچھ بھی زمین میں ہے ان پر خرچ کر دیتا تو بھی ان کے دلوں کو اس طرح باندھ نہیں سکتا تھا لیکن اللہ نے ان میں باہمی محبت (اور تیرے ساتھ سچی محبت) قائم کردی ہے۔ جماعت کا جو اتحاد آج نظر آ رہا ہے یہ دُنیوی تدابیر کے نتیجہ میں نہیں دُنیوی کوشش کے نتیجہ میں بھی نہیں۔ دُنیا کے مال خرچ کرنے کے نتیجہ میں بھی نہیں کیونکہ ساری دنیا کے سارے اموال بھی اگر خرچ کر دیئے جائیں تو بھی اس قسم کا اتحاد اور اس قسم کا اتفاق کسی قوم میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے اتحاد اتفاق کے پیدا کرنے کے لئے اس مشیتِ الٰہی کی ضرورت ہے جس کا منبع آسمان ہے یعنی آسمان پر اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور زمین پر اس کا نفاذ ہوتا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ** کہ خدا تعالیٰ نے خود یہ تدبیر کی کہ پھر ان کے دلوں میں اتفاق واتحاد پیدا ہو جائے۔ جب کسی قوم میں یہ اتفاق واتحاد ہو جاتا ہے تو پھر اس قوم کے تمام افراد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں یہ ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ اس یکجہتی کے قیام اور استحکام کے لئے اپنی

پوری کوشش صرف کردیں۔ اور اس کے واسطے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہوں اس اتفاق واتحاد میں بظاہر رخنہ پیدا کرنے کے لئے بھی بعض مواقع پیدا کئے جاتے ہیں تا کہ ہمارا امتحان لیا جائے۔ ان مواقع میں سے ایک بڑا موقع وہ ہے جب ایک امام وقت اپنے رب کو پیارا ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کمزور انسان کے اوپر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ دنیا کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ دیکھو ہمارے محبوب اور تمہارے امام نے جس کندھوں پر ہم نے یہ بھاری ذمہ داری ڈالی تھی کس طرح اپنی کوششوں اور دعاؤں کے نتیجہ میں اتحاد قائم کر دیا ہے حتیٰ کہ وہ قوم ہر امتحان میں پوری اُتری اور کامیاب ہوئی اور اس طرح خدا تعالیٰ کے مزید فضلوں کی وارث ٹھہری۔ دوسری طرف وہ دنیا کو بتانا چاہتا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ دراصل کسی انسان کی کوشش کا نتیجہ نہیں تھا۔ پہلا شخص جو بڑا تجربہ کار اور بڑا عالم ہوتا ہے جس کے علم کا سکہ دنیا مان چکی ہوتی ہے اور اس کی دوربین نگاہیں دور دور کی باتوں کو فوراً تاڑ جاتی ہیں۔ اور جس کی حکمتِ عملی کا دنیا میں کوئی جواب نہیں پایا جاتا خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں اسے اٹھا کر ایک ناتجربہ کار ایک بے علم اور نااہل انسان کو اس کی جگہ بٹھاتا ہوں اور پھر تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ میرا یہ قائم کردہ سلسلہ اور اس کا اتحاد و اتفاق کس طرح قائم و دائم ہے کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود مجھ پر ہے انسانی تدبیر پر نہیں۔

لیکن جیسا کہ میں نے ابھی بتایا کہ پہلے حصہ کا تعلق میرے اور آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہے پس آپ میں سے ہر وہ عورت جس کے گھر کوئی فتنہ ہو اور اتحاد میں خلل پیدا ہوتا ہوا اپنے خدا کے سامنے اس کی ذمہ داری ہے اس کے متعلق اپنے رب کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا کیونکہ اس نے اپنے گھر کی پاسبانی نہیں کی۔ پس آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے پوری کوشش کرے اور اگر ضرورت ہو تو اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دے۔ اپنے بچوں کو اپنی بچیوں کو اور اپنے تمام رشتہ داروں کو سمجھائے کہ قوم کا اتحاد ہر قیمت پر ملحوظ رکھا جائیگا۔

اگر آپ نے اپنی ذمہ داری کو سمجھا اور اسے پوری طرح نبھایا تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کی کوئی طاقت ہمارے اس اتفاق واتحاد میں رخنہ پیدا نہ کر سکے گی۔ ہم لوگوں نے بہر حال اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا ہے ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہہ سکتے کہ جا تُو اور تیرا رب لڑے ہم تو یہاں آرام سے بیٹھے ہیں۔ ہمیں ان فدایانِ مصطفیٰ ﷺ کا نمونہ دکھانا ہوگا جنہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا تھا کہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپؐ کے بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن کو آپؐ تک ہرگز نہیں پہنچنے دیں گے جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا آگے نہ بڑھے۔

محمد رسول ﷺ کی ذات ایک اُسوہ تھی ایک نمونہ تھی آپؐ نے اسلام کی مکمل تعلیم پیش فرمائی اور ساتھ ہی اس تعلیم کی اشاعت کی ذمہ داری آپ نے اپنے اوپر اور دیگر فدایانِ اسلام پر ڈالی۔ وہ زمانہ بیت گیا اب اس آخری زمانہ میں یہ ذمہ داری حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے متبعین پر ڈالی گئی ہے۔ ہاں یہ ذمہ داری مجھ پر آپ میں سے ہر ایک پر ڈالی گئی ہے اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے رب سے یہ عہد باندھا ہے کہ ہم اپنی عزتوں کو قربان کر کے، اپنی خواہشات کو قربان کر کے، اپنے بچوں اور بچیوں کو قربان کر کے اور ہر قسم کی قربانی دے کر اس دین کی حفاظت کریں گے اور اسلام کے غلبہ کی کوشش کو جاری رکھیں گے۔

یہ ہے ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری!!! پس اس ذمہ داری کو سمجھیں اور دل میں پختہ عہد کریں کہ خواہ کچھ ہو جائے دعاؤں کے ذریعہ اور ہر قسم کی تدبیروں کے ذریعہ ہم قومی اتحاد کو قائم رکھیں گے اور اس فرض کو حتّی الوسع احسن طور پر نبھانے کی کوشش کریں گے جو ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈالا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا کرے اور ہم پر وہ تمام فضل نازل فرمائے جن فضلوں کا وارث اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو بنایا اور جن کی بشارات آپ کو دی گئیں۔ آپ کو بہت بڑی بشارات دی گئی ہیں۔ کوشش کریں کہ آپ ان بشارات ان برکات اور ان فیوض سے حصہ لے رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو، ہر آن آپ کی مدد کرے ہمیشہ آپ کی حفاظت کرے اور ہمیشہ ہی آپ کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اللّٰھم آمین۔ (المصابیح ص 4,1)

رؤیا و کشوف حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مبشر خواب اور رویاء میں سے چند ایک پیش خدمت ھیں۔

خلیفہ اللّٰہ تعالیٰ ھی بناتا ھے:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت اور انتخاب خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میری خلافت کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ''

(حیاتِ ناصر جلد 1۔ صفحہ 370)

مبشر خواب:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

''حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرینکفرٹ میں جرمن قوم کے متعلق اپنا پرانا مبشر خواب سنایا: کہ ایک جگہ ہے وہاں ہٹلر بھی موجود ہے اور وہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں۔ چنانچہ وہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف اشیاء پڑی ہیں۔ کمرہ کے وسط میں ایک پان کی شکل کا پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے اس پتھر پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل ہے یعنی دین سے بے گانہ نظر آتی ہے مگر اس کے دلوں میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔'' (حیاتِ ناصر جلد 1۔ صفحہ 102)

''جرمن قوم کے دلوں پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ھوا ھے''

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1973ء کے دورہ جرمنی میں ٹیلی ویژن کے نمائندوں کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا: ''آئندہ پچاس سال تک انشاء اللہ جرمن قوم اسلام قبول کرلے گی۔ اسلامی نقطۂ نگاہ اور سائنسی ترقی میں باہم کوئی تضاد نہیں اس لئے ہمیں یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن اسلام ضرور یورپ میں پھیل کر رہے گا آئندہ زمانہ اگر آپ نہیں تو آپ کے بچے ضرور اسلام قبول کریں گے۔ میں نے عرصہ ہوا خواب میں دیکھا کہ جرمن قوم کے دلوں پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ قوم بالآخر ضرور مسلمان ہوگی۔'' (الفضل ربوہ 27 ستمبر 1973ء)

قرآن کریم کی بکثرت اشاعت:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 11 دسمبر 1976ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

''اس وقت اصل چیز یہ ہے جو میرے دل کی تڑپ ہے اور جو آپ کے دل کی آواز ہے کہ قرآن کریم کی کثرت سے اشاعت کی جائے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہم اس میں کامیاب ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے ایسا ہی بتایا ہے تفصیل نہیں بتا سکتا۔''

1980ء کے دورہ مغرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس راز سے پردہ اٹھایا اور خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جولائی 1980ء بمقام فرینکفرٹ (جرمنی) فرمایا:

''ایک دن مجھے یہ بتایا گیا کہ تیرے دور خلافت میں پچھلی دو خلافتوں سے زیادہ اشاعت قرآن کا کام ہوگا۔ چنانچہ اب تک میرے زمانہ میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانوں سے قرآن مجید کی دوگنا زیادہ اشاعت ہو چکی ہے دنیا کی مختلف زبانوں میں اب تک قرآن مجید کے کئی لاکھ نسخے طبع کروا کر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔''

(بحوالہ دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 25، 26۔ روزنامہ الفضل ربوہ 25 مئی 2000ء صفحہ 13)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی دینی خدمات سے بھرپور زندگی

''خُدا کے بنو، خُدا کے بنو! ہم سب فانی ہیں وہی زندہ ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔۔۔ اپنی زندگی کو اسی کے لیے کرو ہر سانس زندگی کا اسی کے لیے ہو۔''

(انگلستان روانگی کے وقت حضور کو حضرت مصلح موعودؓ کی نصیحت جسے حضور رحمہ اللہ نے پورا کیا)

☆ولادت باسعادت: ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء (بوقت شب)

☆حفظ قرآن پاک کی تکمیل: ۱۷ اپریل ۱۹۲۲ء بعمر ۱۲ سال (آپ کے حفظ قرآن کے استاد کا نام حافظ سلطان حامد ملتانی مرحوم تھا)

☆امتحان مولوی فاضل میں کامیابی: جولائی ۱۹۲۹ء

☆بی اے کے امتحان میں کامیابی: ۱۹۳۴ء گورنمنٹ کالج لاہور

☆حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم وحضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے عقد: ۲ جولائی ۱۹۳۴ء (نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے پڑھا)

☆تقریب رخصتانہ: ۶ اگست ۱۹۳۴ء بمقام ریاست مالیر کوٹلہ (برات میں حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا بھی شامل ہوئیں)

☆دعوت ولیمہ: ۸ اگست ۱۹۳۴ء

☆اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے انگلستان روانگی: ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

☆آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد قادیان واپسی: ۹ نومبر ۱۹۳۸ء

☆زمانہ قیام انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام بھی کرتے رہے چنانچہ اسی غرض سے ''الاسلام'' کے نام سے ایک خوبصورت رسالہ بھی وہاں سے جاری فرمایا

☆جامعہ احمدیہ کے پروفیسر اور پھر پرنسپل کے عہدہ پر تقرر: ۱۹۳۹ء تا اپریل ۱۹۴۴ء

☆تعلیم الاسلام کالج (قادیان، لاہور، ربوہ) کے پرنسپل کے عہدہ پر تقرر: مئی ۱۹۴۴ء تا نومبر ۱۹۶۵ء

☆خُدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر: فروری ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۹ء

☆نائب صدر خُدام الاحمدیہ مرکزیہ: اکتوبر ۱۹۴۹ء تا نومبر ۱۹۵۴ء (جبکہ حضرت مصلح موعودؓ خود خُدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر رہے)

تقسیم ملک کے بعد قادیان میں رہ کر دیہات میں گھرے ہوئے مسلمانوں کی امداد ۱۴ اگست تا ۱۵ نومبر ۱۹۴۷ء

☆پاکستان میں ہجرت: ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء

☆فرقان بٹالین کی کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے اہم ملکی خدمات: جون ۱۹۴۸ء تا جون ۱۹۵۰ء

☆سنت یوسفی کے مطابق قید و بند کی صعوبت برداشت کرنے کے بعد آپ کی رہائی: ۲۸ مئی ۱۹۵۳ء

☆صدر انصار اللہ مرکزیہ کے عہدہ پر تقرری: ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۵ء

☆صدر، صدر انجمن احمدیہ کے طور پر تقرری: مئی ۱۹۵۵ء تا نومبر ۱۹۶۵ء

☆حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح کی رحلت پر انتخاب خلافت اور خلیفۃ المسیح الثالث کے منصب جلیلہ پر تقرر: ۸ نومبر ۱۹۶۵ء بعد نماز عشاء بمقام مسجد مبارک ربوہ

☆خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد پہلا خطاب: ۸ نومبر ۱۹۶۵ء بعد از انتخاب خلافت

☆خلیفۃ المسیح کی حیثیت میں خواتین سے پہلا خطاب: ۹ نومبر ۱۹۶۵ء بمقام مکان حضرت سیدہ مہر آپاؓ

☆خلیفۃ المسیح کی حیثیت سے پہلا خطبہ جمعہ: ۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

☆حضورؒ کے عہد خلافت کا پہلا جلسہ سالانہ: ۱۹ دسمبر تا ۲۱ دسمبر ۱۹۶۵ء

☆حضور کے عہد کی پہلی مالی تحریک فضل عمر فاؤنڈیشن: ۱۹دسمبر بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء اس میں حضور نے ۲۵لاکھ روپے کا مطالبہ کیا تھا مگر جماعت نے ۳۷لاکھ روپیہ پیش کیا جس پر حضور نے فرمایا "دوستوں کی قربانی پر میرا دل خُدا کی حمد سے بھر گیا"۔

☆جلسہ سالانہ پر مستورات سے پہلا خطاب: ۲۰دسمبر ۱۹۶۵ء

☆حضورؒ کے عہد خلافت کی پہلی عید الفطر: ۲۳جنوری ۱۹۶۶ء

☆تحریک تعلیم القرآن کی تحریک: ۱۱فروری ۱۹۶۶ء

☆خلیفہ بننے کے بعد خُدام سے پہلا خطاب: ۲۶نومبر ۱۹۶۵ء بمقام ہال جامعہ احمدیہ ربوہ

☆مسکینوں یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلانے کی تحریک: ۱۷دسمبر ۱۹۶۵

☆حضورؒ کا ارشاد کہ "وطن کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہر احمدی کا مذہبی فریضہ ہے": ۲جنوری ۱۹۶۶ء

☆تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے جلسہ تقسیم اسناد و انعامات سے حضور کا خطاب: ۱۳مارچ ۱۹۶۶ء

☆وقف عارضی کی مبارک تحریک کا آغاز: ۱۸مارچ ۱۹۶۶ء

☆حضور کے عہد کی پہلی مجلس مشاورت: ۲۵ تا ۲۷مارچ ۱۹۶۶ء

☆خواتین میں پہلا درس القرآن: ۳۰اپریل (حضرت سیدہ مریم صدیقہؓ کے مکان پر)

☆ڈنمارک میں احمدی خواتین کے چندہ سے بننے والی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد: ۶مئی ۱۹۶۶ کو محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے ہاتھ سے رکھا گیا۔

☆تفسیر صغیر کا پانچواں نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ایڈیشن: مئی ۱۹۶۶ء

☆تیسری فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کا افتتاح: ۲جولائی ۱۹۶۶ء

☆فضل عمر فاؤنڈیشن کے دفتر کا سنگ بنیاد: ۱۶اگست ۱۹۶۶ء

☆رسوم و بدعات کے خلاف اعلان جہاد خطبہ جمعہ فرمودہ: ۹ستمبر ۱۹۶۶ء بمقام مری

☆حضورؒ کے عہد میں خُدام الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا پہلا سالانہ اجتماع: ۲۱ تا ۲۳اکتوبر ۱۹۶۶ء

☆انصار اللہ مرکزیہ کا پہلا سالانہ اجتماع: ۲۸ تا ۳۰اکتوبر ۱۹۶۶ء

☆تحریک وقف عارضی: ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء

☆گورنر جنرل گیمبیا الحاج ایف ایم سنگھاٹے (امیر جماعت گیمبیا) کے ذریعہ الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" پورا ہوا: جولائی ۱۹۶۶ء

☆حضورؒ کی تحریک کہ وقف جدید کا مالی بوجھ بچے اور بچیاں اُٹھائیں: ۴نومبر ۱۹۶۶ء

☆مسجد اقصیٰ کا سنگ بنیاد: ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء

☆مجلس موصیان کے قیام کا اعلان: ۵ اگست ۱۹۶۶ء

☆پہلا سفر سندھ و کراچی: ۲۰نومبر ۱۹۶۶ء

☆حضرت مسیح آخر الزمان کے معرکہ آرا لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے انگریزی ترجمہ کی ایک لاکھ میں اشاعت: ۲۵ جنوری ۱۹۶۷ء

☆جلسہ سالانہ ۱۹۶۶ء: ۲۶ تا ۲۸جنوری ۱۹۶۷ء

☆کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں مسجد کا افتتاح: ۲۱ جولائی ۱۹۶۷ء حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے افتتاح فرمایا

☆جلسہ سالانہ ۱۹۶۷ء ۔۱۱۔۱۲۔۱۳جنوری ۱۹۶۸ء : قریباً ایک لاکھ اشخاص نے شمولیت کی۔

☆جماعت کو تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے کی تحریک: ۱۵مارچ ۱۹۶۸ء

☆صدر انجمن احمدیہ کے مالی سال ۶۸۔۱۹۶۷ء کے بجٹ میں تین لاکھ دس ہزار سے زائد کا اضافہ: خطبہ جمعہ ۱۰مئی ۱۹۶۸ء

☆زیر تعمیر مسجد اقصیٰ کی بنیادوں میں بعض بزرگ خواتین مبارکہ نے اینٹیں رکھیں: ۱۰ جولائی ۱۹۶۸ء کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور حضرت سیدہ نواب منصورہ بیگم صاحبہؒ حرم حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اینٹیں رکھ کر دعا فرمائی۔

☆بیرونی ممالک کے سات تبلیغی و تربیتی نہایت اہم دورے:

۱: دورہ یورپ: ۶جولائی ۱۹۶۷ء تا ۲۴ اگست ۱۹۶۷ء

۲: دورہ مغربی افریقہ: ۴ اپریل ۱۹۷۰ء تا ۸ جون ۱۹۷۰ء

۳: سفر انگلستان: ۱۳جولائی ۱۹۷۳ء تا ۲۶ستمبر ۱۹۷۳ء

۴: سفر یورپ: ۵ اگست ۱۹۷۵ء تا ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء

۵: دورہ امریکہ و کینیڈا: ۲۰ستمبر ۱۹۷۶ء تا ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۶ء

۶: دورہ یورپ برائے کسر صلیب کانفرنس: ۸مئی ۱۹۷۸ء تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷: دورہ مغرب ۲۶ جون ۱۹۸۰ء تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء: حضورؒ کا یہ دورہ مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، آسٹریا، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، ہالینڈ، انگلستان ،سپین،، نائجیریا، غانا، کینیڈا، اور امریکہ کے تیرہ ممالک پر محیط تھا۔

☆افتتاح خلافت لائبریری : ۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء

☆مسجد اقصیٰ کا افتتاح : ۳۱ مارچ ۱۹۷۲ء

☆گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ کا آغاز: ۹ دسمبر ۱۹۷۲ء

☆جشن صد سالہ احمدیہ جوبلی کی تحریک: ۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء بر موقع جلسہ سالانہ

☆پاکستان کی قومی اسمبلی میں جماعت احمدیہ کے عقائد کی ترجمانی: ۲۲ تا ۲۳ جولائی۔۵ تا ۱۰ اگست۔۲۰ تا ۲۴ اگست ۱۹۷۴ء

☆جماعت احمدیہ کے لیے علمی منصوبے کا اعلان : ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۹ء

☆مسجد بشارت سپین کا سنگ بنیاد: ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء

☆کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے کی تحریک: ۹ نومبر ۱۹۸۰ء

☆احمدیہ بک ڈپو کا افتتاح: ۲۴ دسمبر ۱۹۸۱ء

☆جماعت احمدیہ کے لیے ستارہ احمدیت کے اعزاز کا اعلان: ۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء

☆دفتر صد سالہ جوبلی سکیم کا سنگ بنیاد: ۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء

☆حضورؒ کا عقد ثانی: ۱۱ اپریل ۱۹۸۲ء

☆حضورؒ کی رحلت کا المناک سانحہ: ۸۔۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب پونے ایک بجے بمقام بیت الفضل اسلام آباد

☆مقبرہ بہشتی ربوہ میں نماز جنازہ اور تدفین : ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہشتی مقبرہ کے میدان میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں کم وبیش ایک لاکھ احباب نے شرکت فرمائی جس کے بعد تدفین عمل میں آئی اور یوں وہ مقدس وجود ہمیشہ کے لیے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا جس نے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے بزرگ والد حضرت مصلح موعودؓ کی (مضمون کے شروع میں درج) نصیحت پر عمل کرنے کا عظیم نمونہ پیش فرمایا۔

(مرتبہ۔امۃ اللطیف خورشید صاحبہ)

(بحوالہ مصباح ربوہ دسمبر، جنوری ۸۲۔۱۹۸۳ء صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۴)

"خلیفۂ وقت کی آواز وقت کی آواز ہوتی ہے"

ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وقت کے امام کو پہچاننے کی توفیق دی اور اس کا سراسر فضل واحسان ہے کہ ہمیں خلافت کے نظام میں شامل کیا، ایک امام عطا کیا جو ہمارے لئے اپنے دل میں درد رکھتا ہے، ہمارے لئے اپنے دل میں پیار رکھتا ہے، اس خوش قسمتی پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے، اس شکر کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کی آواز سنیں، اس کی ہدایات کو سنیں اور ان پر عمل کریں کیونکہ اس کی آواز کو سننا باعث ثواب اور اس کی باتوں پر عمل کرنا دین و دنیا کی بھلائی کا موجب ہے۔ اس کی آواز وقت کی آواز ہوتی ہے، خدا تعالیٰ کے یہ برگزیدہ بندے زمانے کی ضرورت کے مطابق بولتے اور خدائی تقدیروں کے اشاروں سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ الٰہی تائیدات ونصرت ان کے شامل حال ہوتی ہیں۔ خدائی صفات ان کے اندر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ خلافت احمدیہ کے قیام کا پہلا سو سال گواہ ہے کہ خلفائے احمدیت نے ہر موڑ پر خطبات، خطابات اور تقاریر کے ذریعہ سے جماعت کی ایسے رنگ میں رہنمائی فرمائی کہ آج جماعت احمدیہ کا جھنڈا بڑے طمطراق کے ساتھ دنیا کے 193 ممالک میں لہرا رہا ہے۔

خطابات، خطبات اور تقاریر خلفائے احمدیت کا یہ ایک ایسا مستقل اور مسلسل جاری رہنے والا فیضان ہے کہ اس میں سے ہر کوئی حصہ پا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی آواز میں ایک تاثیر رکھ دیتا ہے جس سے ہر طرح کی عقل وفہم رکھنے والا انسان متاثر ہوتا ہے۔ خلفائے احمدیت کے خطبات وخطابات کو براہ راست سننے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ خلافت کے اس فیضان کو اچھی طرح جذب کرنے والے بن سکیں۔ (بحوالہ مواد تقاریر۔ فیضان خلافت)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی پہلی بابرکت تحریک

فضل عمر فائونڈیشن تحریک کا پس منظر:

''1965ء کے تاریخی جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکمیل میں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت انصاف نے 19 دسمبر کو احباب کے سامنے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بے مثال کارناموں اور عظیم الشان ان گنت احسانوں کی یادگار کے طور پر پچیس لاکھ روپے کا ایک فنڈ قائم کرنے اور اس میں بڑھ چڑھ کر رقوم پیش کرنے کی تحریک کی۔''

فضل عمر فائونڈیشن کی تحریک کا اعلان:

جلسہ سالانہ 1965ء کے اختتامی خطاب میں 21 دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کل مخدومی و محترمی چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے احباب جماعت کی خدمت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یاد میں ایک فنڈ قائم کرنے کی تحریک کی تھی اب مشورہ کے بعد اس فنڈ کا نام ''فضل عمر فاؤنڈیشن'' تجویز ہوا ہے۔ اس فنڈ سے بعض ایسے کام لئے جائیں گے جن سے حضور (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کو خاص دلچسپی تھی اس میں شک نہیں کہ موجودہ شکل میں صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، وقف جدید، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی جو ذیلی تنظیمیں حضور (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) نے جماعت میں قائم فرمائی ہوئی ہیں وہ سب حضور (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کی یادگار ہیں اور جب تک یہ قائم ہیں اور جب تک ان تنظیموں کے اچھے اور خوشکن نتائج نکلتے چلے جائیں گے اس وقت تک حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کا نام اور کام بھی زندہ رہے گا اور دنیا عزت سے حضور (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کو یاد کرتی رہے گی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم حضور (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کی یاد میں صدقہ جاریہ کے طور پر نئی سکیمیں جاری نہ کریں اس لیے میں دوستوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام مالی قربانیوں پر قائم رہتے ہوئے اور ان میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر بشاشت قلب کے ساتھ محض رضائے الٰہی کی خاطر اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں اور ساتھ ہی دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس فنڈ کو بابرکت کرے اور اس کے اچھے نتائج کا ثواب حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اور ہمیں بھی پہنچائے۔''

(الفضل 24 فروری 1966ء و حیات ناصر جلد اول۔ صفحہ 512 تا 513 از محمود مجیب اصغر صاحب)

تحریک کے پہلے دور کا اختتام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اظہار تشکر:

دور اول کی کامیابی پر اظہار تشکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''دل فضل عمر فاؤنڈیشن کے درخت کو پروان چڑھتا دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے فاؤنڈیشن کے درخت کو حوادث سے محفوظ رکھا اور اسے پھل دینے کے قابل بنایا۔ دراصل اب فاؤنڈیشن کے لیے عطایا جمع کرنے کا دور ختم ہو رہا ہے اور اب دوسرا دور شروع ہو رہا ہے۔ یہ دوسرا دَور درخت کی خاطر خواہ حفاظت کا دَور ہے تا کہ یہ درخت خدا تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ پھل دیتا چلا جائے۔''

(حیات ناصرؒ جلد 1۔ صفحہ 516 تا 517)

دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام:

سب سے پہلا کام فضل عمر فاؤنڈیشن کے دفتر کے قیام کا تھا۔ صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں نوے سال کے لیے زمین پٹہ (Lease) پر لے کر دفتر کی عمارت تعمیر کی گئی، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے 6 اگست 1966ء کو دفتر کی بلڈنگ کا سنگِ بنیاد رکھا اور 15

جنوری 1967ء کو فاؤنڈیشن کے صدر چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے دفتر کا افتتاح فرمایا۔(حیات ناصر جلد 1۔صفحہ 518)

فضل عمر فاؤنڈیشن کے چند مزید ثمرات:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 4 جولائی 1980ء کو مسجد نور فرینکفورٹ (Frankfurt West Germany) میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''سب سے پہلے میری طرف سے فضل عمر فاؤنڈیشن کا منصوبہ پیش ہوا جماعت نے اپنی ہمت اور توفیق کے مطابق اس میں حصہ لیا۔اس کے تحت بعض بنیادی نوعیت کے کام انجام دیئے گئے یہ گویا ابتداتھی ان منصوبوں کی جو خدائی تدبیر کے ماتحت غلبۂ اسلام کے تعلق میں جاری ہوئے تھے۔'' چنانچہ جو بنیادی کام اس فنڈ کی آمد کے سرمایہ سے سرانجام دیئے گئے ان کا تعلق زیادہ تر ان کاموں سے ہے جن سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو خاص دلچسپی تھی اور وہ درج ذیل ہیں:

(ا) سوانح فضل عمر:

جس مقدس وجود کی یاد میں ''فضل عمر فاؤنڈیشن'' قائم کی گئی تھی اس کی سوانح پر کسی مستند کتاب کا ہونا ضروری تھا چنانچہ یہ کام فاؤنڈیشن نے اپنے ذمہ لیا اور ایک نگران بورڈ کے مشوروں سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (جو بعد میں خلافت رابعہ کے منصب جلیلہ سے سرفراز ہوئے) نے لکھنی شروع کی۔اس کا پہلا حصہ خلافت ثالثہ میں شائع ہوا دوسرے حصہ کا مسودہ خلافت ثالثہ میں مکمل ہوا لیکن اشاعت بعد میں ہوئی۔(حیات ناصرؒ جلد 1۔ صفحہ 518 تا 519)

نوٹ :۔اور اب مزید اسی فاؤنڈیشن کے تحت خلافت رابعہ میں سوانح فضل عمر کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جو کہ اسی تحریک کا ثمرہ ہے۔

(ب) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تقاریر و خطبات:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بشارت ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا'' کے مطابق اپنے باون سالہ دور خلافت میں بے شمار علمی جواہر پارے اپنی یادگار چھوڑے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بے شمار تقاریر و خطبات باون سال سے زائد کی اخباروں اور رسالوں میں بکھرے پڑے ہیں ان سب کو اکٹھا کر کے محفوظ رکھنے کا کام اس فاؤنڈیشن کے بنیادی کاموں میں سے ہے۔اس سلسلہ میں خطبات محمود کے نام سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبات اور تقاریر کی تدوین و اشاعت کا کام فاؤنڈیشن کر رہی ہے۔اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تصانیف ''انوار العلوم'' کے نام سے سیٹ کی شکل میں شائع کی جا رہی ہیں۔ (حیات ناصر جلد 1۔صفحہ 519)

نوٹ: اللہ کے فضل و کرم سے اس فاؤنڈیشن کے تحت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تقاریر و تصانیف آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز سے 1944ء تک کی تقاریر، کتب پر مشتمل:

(i) ''انوار العلوم کی سترہ (17) جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

(ii) اس طرح خطبات محمود پر مشتمل خطباتِ جمعہ وعیدین و خطبات نکاح جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آغاز سے 1934ء تک کے دور کا احاطہ کرتے ہیں، کی پندرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور ابھی یہ سلسلہ بھی جاری ہے۔

(iii) مزید حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ ''تفسیر کبیر'' کی 10 جلدوں میں اشاعت اور مختصر تفسیری نوٹس پر مبنی ''تفسیر صغیر'' کی اشاعت بھی اسی فاؤنڈیشن کا کارنامہ ہے۔

(ج) خلافت لائبریری:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جماعت کے پاس لائبریری کی کتب تو تھیں لیکن ایک وسیع بلڈنگ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ایک جدید لائبریری کی وسیع عمارت اس فاؤنڈیشن کے ذریعے تعمیر کی گئی جس پر پہلے سوا چار لاکھ روپے خرچ آیا پھر اس کی مزید توسیع کی گئی جس پر مزید آٹھ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ فاؤنڈیشن (Foundation) نے لائبریری آرکیٹکٹس (Laibrary Architects) سے باقاعدہ ڈیزائن کروا کر ایک شاندار عمارت کی شکل میں تعمیر کروائی اور اسے جدید فرنیچر اور جدید آلات سے مزین کیا گیا۔

اس عمارت کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے 18 جنوری 1970ء کو رکھا گیا اور اس کا افتتاح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہی فرمایا جو 3۔اکتوبر 1971ء کو عمل میں آیا۔

فاؤنڈیشن نے یہ لائبریری مع فرنیچر صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کر دی۔ اس لائبریری کا پہلا نام "محمود لائبریری" رکھا گیا جسے بدل کر "خلافت لائبریری" کر دیا گیا۔ ابتدا میں اس لائبریری کی گنجائش پچاس ہزار کتب تھی لیکن اب اس میں ایک لاکھ تیس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لائبریری کی اہمیت کے بارہ میں فرمایا تھا۔

"یہ اتنی اہم چیز ہے کہ ہمارے سارے کام اس سے وابستہ ہیں۔ تبلیغ اسلام، مخالفوں کے اعتراضات کے جوابات، تربیت یہ سب کام لائبریری سے ہی تعلق رکھتے ہیں......لائبریری کے متعلق میرے نزدیک سلسلہ سے بہت بڑی غفلت ہوئی ہے لائبریری ایک ایسی چیز ہے کہ کوئی تبلیغی جماعت اس کے بغیر کام نہیں کر سکتی۔"

غرض فضل عمر فاؤنڈیشن کے ذریعہ مرکز سلسلہ میں ایک جدید لائبریری کا فراہم کرنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ان اہم کاموں سے تھا جن سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو خاص دلچسپی تھی اور جن کو پورا کرنے کا عزم نافلہ موعود خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کیا تھا۔ (حیات ناصر جلد 1۔ صفحہ 520)

(د) انعامی مقالہ جات:

اس کے لئے فاؤنڈیشن نے ہر سال علمی تحقیقی انعامی مقالہ جات لکھوانے کا سلسلہ شروع کیا جس کا مدعا علمی ذوق پیدا کرنا اور کتب تصنیف کرنے کی اس جامع سکیم پر عملدرآمد کرنا تھا جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1949ء میں احباب جماعت کے سامنے رکھی تھی۔ اول انعام حاصل کرنے والے کو ایک ہزار روپے سے اڑھائی ہزار تک کے انعامات دیئے جاتے رہے ہیں۔ خلافت ثالثہ کے اختتام تک ستائیس مقالہ جات پر انعامات دیئے گئے، انعامات کی کل رقم پچاس ہزار روپے کے لگ بھگ دی گئی۔

(ہ) سرائے فضل عمر:

خلافت ثالثہ میں جلسہ سالانہ پر غیر ملکی وفود میں ہر سال اضافہ ہوتا رہا ہے۔ غیر ملکی مہمانوں کی رہائش کے لیے مرکز سلسلہ میں کئی گیسٹ ہاؤس بنائے گئے جن میں سے ایک گیسٹ ہاؤس جو تحریک جدید کے احاطہ میں سوا گیارہ لاکھ روپے کی لاگت سے 1974ء میں تعمیر ہوا اور "سرائے فضل عمر" کے نام سے موسوم ہے فضل عمر فاؤنڈیشن کے تحت تعمیر ہوا۔ اس کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 30 جنوری 1974ء کو اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔ اس گیسٹ ہاؤس میں ایئر کنڈیشنرز اور پانی گرم کرنے کے لئے گیزر بھی نصب کئے گئے ہیں اور یہ گیسٹ ہاؤس جدید قسم کی سہولتوں سے مزین ہے۔

(و) ٹرانسلیشن بوتھ (Translation Booth):

غیر ملکی مہمانوں کو جلسہ سالانہ پر اصل تقریر کے ساتھ ساتھ ان کے تراجم سنانے کی دقت محسوس کی جا رہی تھی۔ غیر ملکی مہمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش فرمائی کہ ترجمانی کے لئے آلات نصب کر کے غیر ملکیوں کو سہولت دی جائے۔ اس پر بعض مخلص انجینئرز کی کوششوں سے ڈیزائن تیار کر لیا گیا۔ یوں 1980ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی مرتبہ یہ آلات نصب کر کے دو زبانوں میں تراجم سنوانے کا بندوبست کیا گیا جن میں سال بہ سال اضافے کی گنجائش رکھی گئی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ 1980ء پر زنانہ مردانہ دونوں جلسہ گاہوں میں انگلش اور انڈونیشین تراجم سنوائے گئے اور یہ سلسلہ بعد میں بھی اضافے کے ساتھ جاری ہے۔ ترجمانی کے نظام کے لیے آلات کے ڈیزائن کا کام تو انجینئروں نے رضا کارانہ طور پر کیا لیکن آلات کی قیمت کے لئے ایک لاکھ روپے کا ابتدائی سرمایہ فضل عمر فاؤنڈیشن نے فراہم کیا۔

(ز) لٹریری کمیٹی (Literary Committee):

فضل عمر فاؤنڈیشن کے تحت ایک لٹریری کمیٹی (Literary Committee) قائم کی گئی جو جماعت کی علمی ترقی کے لئے تجاویز پیش کرتی ہے۔

(ح) متفرق مصارف:

اس فنڈ کے متفرق مصارف درج ذیل ہیں:

1۔ اعلیٰ سائنسی تعلیم کے لئے وظائف کی فراہمی

2۔ جامعہ احمدیہ کے لئے 80 (اسی) ہزار روپے کی لاگت سے فوٹوسٹیٹ مشین (Photostat)

3۔ فرانسیسی (French) ترجمہ قرآن کے لیے معاونت

4۔ بعض دیگر جماعتی ضروریات میں معاونت

(حیات ناصر جلد 1۔ صفحہ 521 تا 525)

"نصرت جہاں سکیم" ایک انقلاب انگیز تحریک:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی مغربی افریقہ سے پاکستان واپسی لندن

کے راستے ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کا اعلان پہلے لندن میں فرمایا اور پھر پاکستان پہنچ کر 12 جولائی 1970ء کو ربوہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نصرت جہاں سکیم کے پس منظر اور لندن میں تحریک کے اعلان اور اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید ونصرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے میرے اپنے پروگرام نہیں رہنے دیئے بلکہ بڑی شدت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ یہ وقت ہے کہ تم کم سے کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ بڑی برکت ڈالے گا اور بہت بڑے اور اچھے نتائج نکلیں گے...... اس سلسلہ میں انگلستان کی جماعتوں میں سے مجھے دوسو ایسے مخلص آدمی چاہئیں جو دوسو پونڈ فی کس کے حساب سے دیں اور باقی جو ہیں وہ چھتیس پونڈ دیں، ان میں سے بارہ پونڈ...... فوری طور پر دے دیں۔ میں نے انہیں کہا کہ قبل اس کے کہ میں انگلستان چھوڑ دوں اس مد میں دس ہزار پونڈ جمع ہونے چاہئیں...... میں نے پھر اپنے سامنے نیا اکاؤنٹ کھلوایا اور اس کا نام ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' رکھا ہے...... میں نے جمعہ کے خطبہ میں انہیں کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ ہم یہ رقم خرچ کریں اور ہسپتالوں اور سکولوں کے لئے جتنے ڈاکٹر اور ٹیچر چاہئیں وہاں مہیا کریں...... مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ یہ رقم آئے گی یا نہیں یا آئے گی تو کیسے آئے گی؟ یہ مجھے یقین ہے کہ ضرور آئے گی اور نہ یہ خوف ہے کہ کام کرنے کے لئے آدمی ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ یہ ضرور ملیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ کام کرو۔ خدا کہتا ہے تو یہ اس کا کام ہے لیکن جس چیز کی مجھے فکر ہے وہ آپ کو بھی فکر کرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ محض خدا کے حضور قربانی دے دینا کسی کام نہیں آتا جب تک اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول نہ کر لے۔''

(حیات ناصرؒ جلد 1۔ صفحہ 527 تا 530)

''نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں مغربی افریقن ممالک کی خدمت کے لئے خرچ کرنے کا جو القاء گیمبیا کے مقام پر ہوا اور جو منصوبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو سمجھایا اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شریک حیات سیدہ نصرت جہاں بیگم کے نام پر ''نصرت جہاں آگے بڑھو منصوبہ'' رکھا حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاول کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہانوں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔'' غرض یہ وہ منصوبہ ہے جو سارے جہان میں اسلام کی نصرت کا باعث ہوگا''۔

(حیات ناصر جلد 1۔ صفحہ 533 و 534)

خلافت ثالثہ کی ایک اور بابرکت تحریک، صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ :

احمدیت کی پہلی صدی کی تکمیل پر اظہار تشکر اور احمدیت کی دوسری صدی (جو غلبۂ اسلام کی صدی ہے) کے شایان شان استقبال کی تیاری کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک جامع منصوبہ بنا کر اسے 1973ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت کے سامنے پیش کیا اور اس کے دوسرے حصے یعنی تعلیمی منصوبے کا اعلان حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1979ء میں اس وقت فرمایا جب تاریخ اسلام میں آٹھ سو سال کے وقفے کے بعد پہلے احمدی مسلمان .... سائنس دان عبدالسلام نے فزکس میں دو امریکی سائنسدانوں کے ساتھ عالمی اعزاز ''نوبل انعام'' حاصل کیا۔ غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم صد سالہ جوبلی منصوبہ کے ساتھ تعلیمی منصوبے کو بھی منسلک کرنے سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہ تھا کہ: ''جب تک تعلیمی بنیاد مضبوط نہ ہو کوئی شخص علوم قرآنی سے بہرہ ور نہیں ہوسکتا'' اور یہ کہ: ''جب انسان اپنے مسائل حل کرنے میں ناکام ہوجائے تو انسان کی مدد کے لئے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن ہی آئے گا'' نیز یہ کہ: ''ہم اسلام کو اس وقت تک نہیں پھیلا سکتے جب تک یورپینوں کو تعلیم کے میدان میں شکست نہ دے دیں۔''

(حیات ناصرؒ جلد 1۔ صفحہ 556)

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کا اعلان:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ 1973ء پر جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے یعنی وہ لوگ جن کو سوواں سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں اور میں بھی اپنی اسی خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ صد سالہ جشن منایا جائے اس لیے میرے دل

میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے اور میں نے بڑی دعاؤں کے بعد اور بڑے غور کے بعد تاریخ احمدیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگلے چند سال جو صدی پورا ہونے سے قبل باقی رہ گئے ہیں وہ ہمارے لیے بڑی ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس عرصہ میں ہماری طرف سے اس قدر کوشش اور اللہ کے حضور اس قدر دعائیں ہو جانی چاہئیں

''اب ہم پندرھویں صدی میں خدا تعالیٰ کے بڑے عظیم نشانوں کو دیکھنے کے لیے داخل ہو چکے ہیں...... جو سال گزر رہا ہے اِس صدی کا، اس میں بھی بے انتہا نشان دکھائے ہیں اور بڑی عظمتوں کا نشان مثلاً 745 سال بعد سپین کی مسجد مکمل ہو گئی الحمدللہ...... پھر ہم پہلے مشرق کی طرف، ابھی ادھر نہیں گئے تھے، جاپان میں اللہ

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کا روحانی پروگرام:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے'' کے اغراض و مقاصد پورا ہونے کے لئے جماعت کو سولہ سالوں کے لیے ایک روحانی پروگرام دیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے

☆ سورۃ فاتحہ سات بار روزانہ

☆ رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ. گیارہ بار روزانہ

☆ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَ نَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ گیارہ مرتبہ روزانہ

☆ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ تینتیس بار روزانہ

☆ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ تینتیس بار روزانہ

☆ دو نفل بعد نماز ظہر یا بعد نماز عشا روزانہ

☆ ایک نفلی روزہ ہر ماہ

(حیات ناصر جلد 1۔ صفحہ 569، 570)

کہ اس کی رحمتیں ہماری تدابیر کو کامیاب کرنے والی بن جائیں اور پھر جب ہم یہ صدی ختم کریں اور صد سالہ جشن منائیں تو اس وقت دنیا کے حالات ایسے ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ یہ جماعت اس کے حضور قربانیاں پیش کر کے غلبۂ اسلام کے ایسے سامان پیدا کر دے''۔ (حیات ناصر جلد 1۔ صفحہ 556، 557)

تحریک کے ثمرات:

صد سالہ جوبلی منصوبے کے شیریں ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری جلسہ سالانہ پر فرمایا:۔

تعالیٰ نے ایک گھر کی خرید کا سامان پیدا کر دیا...... پھر بڑی وسعت پیدا ہو رہی ہے کینیڈا اور امریکہ میں، پھر بڑی وسعت پیدا ہو رہی ہے افریقہ کے بہت سے حصوں میں۔ میں تو حیران ہوں، حیرت میں گم ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عظمت میرے اس زمانہ میں اس بات سے ثابت ہوئی کہ میرے جیسے عاجز انسان کا اس نے ہاتھ پکڑا اور اعلان کیا کہ اس ذرہ ناچیز سے میں دنیا میں انقلاب بپا کر دوں گا اور کر دیا۔''

(حیات ناصرؒ جلد 1۔ صفحہ 592 تا 594)

دیکھ کر جور و جفا اس کا تھا یہ درسِ وفا دکھ اٹھا، سن گالیاں، پر مسکرا کر دے دعا

1974ء کا پرآشوب دور

کریما صد کرم کن، بر کسے کو ناصر دیں است بلائے او بگرداں، گر گہے آفت شود پیدا

1974 کا سال ایک عظیم ابتلاء لے کر آیا۔ اس وقت کی حکومت کی شہ پر پاکستان میں احمدیوں کے قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رہا۔ معاندین نے احمدیوں کی مساجد، قرآن کریم کے نسخے اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیوں کے گھر نذر آتش کئے، احمدیوں کی دکانیں اور کاروبار تباہ کر دیئے گئے، فیکٹریوں کو آگ لگائی گئی، کئی احمدی شہید کر دیئے گئے، غرضیکہ احمدیوں کو بڑی قربانیاں دینا پڑیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو پہلے تحقیقاتی ٹریبونل میں بیان دینے کے لئے لاہور طلب کیا گیا اور پھر جرح کے لئے پاکستان قومی اسمبلی میں اسلام آباد بلایا گیا۔ کئی روز کی جرح کے دوران حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے عقائد کی خوب ترجمانی فرمائی۔ جماعت کے لئے یہ بہت نازک وقت تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ جماعت کی دلداری فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور مسلسل کئی کئی راتیں جاگ کر مناجات کرتے رہے اور مخالفت اور ظلم و تشدد کے طوفان کے آگے ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑے ہوگئے اور اپنی دعاؤں اور اُولوالعزمی سے اس طوفان کا رُخ موڑ دیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے جماعت احمدیہ کو آئینی اغراض کی خاطر غیر مسلم قرار دیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا: ''وَسِّعْ مَكَانَكَ إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ'' کہ تم اپنے مکان وسیع کرو۔ میں ان استہزا کرنے والوں کے لئے کافی ہوں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو بھی مصیبت زدہ احمدی ملاقات کے لئے آتا حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے مل کر وہ تمام دُکھ بھول جاتا۔ تعلق باللہ اور توکل اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بشارتوں کے نتیجہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے چہرے پر جو بشاشت تھی وہ ملاقات کے بعد ان کے چہروں پر بھی منتقل ہو جاتی اور وہ ہنستے مسکراتے باہر جاتے اور جو قربانیاں اللہ تعالیٰ ان سے لے رہا تھا ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ پاکستان قومی اسمبلی کے اس فیصلے کی کئی مسلمان حکومتوں نے توثیق کی اور عالمی سطح پر اس مسئلہ کو پہنچانے کی کوشش کی، اس موقع پر آپؒ حضرت مصلح موعودؓ کو دی جانے والی اس خدائی بشارت کے مصداق ہوئے جس میں کہا گیا تھا کہ:

''میں تجھے ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔''

1974ء کے مصائب سے اس طرح بچ نکلنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا کا ثمرہ لگتا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے انصار دین کے لئے اپنے مولیٰ کے حضور جیسا کہ عرض کرتے ہیں۔

کریما صد کرم کن ، بر کسے کو ناصر دیں است
بلائے او بگرداں، گر گہے آفت شود پیدا

(حیات ناصر جلد 1 صفحہ 398، 399)

تعلق باللہ

"اے میرے رب! میں ظلم کر کے، چوری کر کے، کسی کی کوئی چیز مار کر یا غصب کر کے یا کوئی اور گناہ کر کے اس کوٹھڑی میں نہیں پہنچا۔ میں اس جگہ اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں تیرے نام کو بلند کرنے والا تھا"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے تعلق باللہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ جب ایک موقع پر ظالمانہ طور پر ہمیں بھی قید میں بھیج دیا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے اور مجھے پہلی رات اس تنگ کوٹھڑی میں رکھا گیا جس میں ہوا کا کوئی گزر نہیں تھا اور اس قسم کی کوٹھڑیوں میں ان لوگوں کو رکھا جاتا ہے جنہیں اگلے دن پھانسی پر لٹکایا جانا ہو۔ زمین پر سونا تھا۔ اوڑھنے کے لئے ایک بوسیدہ کمبل تھا اور سرہانے رکھنے کے لئے اپنی اچکن تھی۔ بڑی تکلیف تھی۔ میں نے اس وقت دعا کی کہ "اے میرے رب! میں ظلم کر کے، چوری کر کے، کسی کی کوئی چیز مار کر یا غصب کر کے یا کوئی اور گناہ کر کے اس کوٹھڑی میں نہیں پہنچا۔ میں اس جگہ اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں تیرے نام کو بلند کرنے والا تھا۔ میں اس جماعت میں شامل تھا جو تو نے اس لئے قائم کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں پیدا کی جائے۔ میرے رب! مجھے یہاں آنے سے کوئی تکلیف نہیں، مجھے کوئی شکوہ نہیں، میں کوئی گلہ نہیں کرتا، میں خوش ہوں کہ تو نے مجھے قربانی کا ایک موقع دیا ہے اور میری اس تکلیف کی میری اپنی نگاہ میں بھی کوئی حقیقت اور قدر نہیں ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میں اس جگہ جہاں ہوا کا گزر نہیں سو نہیں سکوں گا"۔ میں یہ دعا کر رہا تھا اور میری آنکھیں بند تھیں۔

میں بلا مبالغہ آپ کو بتاتا ہوں کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے نزدیک ایک ایئر کنڈیشنر (Air conditionar) لگا ہوا ہے اور اس سے ایک نہایت ٹھنڈی ہوا نکل کر پڑنی شروع ہوئی اور میں سو گیا۔ غرض ہر دکھ کے وقت، ہر مصیبت کے وقت میں جب عظیم منصوبے بنائے گئے ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کا پیار آسمان سے آیا اور اس نے ہمیں اپنے احاطہ میں لے لیا اور ہمیں تکلیفوں اور دکھوں سے بچایا اور ایسی لذت اور سرور کے سامان پیدا کئے کہ دنیا اس سے ناواقف ہی نہیں اس کی اہل بھی نہیں ہے۔"

(حیات ناصر۔ صفحہ 173-174)

۱۹۷۶ء میں حضورؒ کی اشاعت اسلام کے لئے دورہ یورپ وامریکہ کیلئے روانگی کے موقع پر دعائیہ نظم بزبان حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

تشنہ روحوں کو پلادو شربت وصل و بقا

﴿حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے مصرع کی تضمین۔ یہ مصرع حضور کو خواب میں بتلایا گیا تھا﴾

جب سے تجویز سفر تھی سب تھے مصروف دعا
خود امیر المومنین اور ہر غلام با وفا

یا الٰہی خیر ہو آئیں بصد فتح و ظفر
درد دل سے تھی حضور ذات باری التجا

طالب نصرٌ من اللّٰہ سائل فتحٌ قریب
روز و شب رہتا تھا سالار سپاہ مصطفیٰ☆

رحمت حق جوش میں آئی یہ حالت دیکھ کر
بہر تسکین و سکوں مولا نے یہ مژدہ دیا

میری نصرت ہم قدم ہے فضل میرا ہم نفس
اے ''مبارک'' جاسفر تیرا مبارک کر دیا

یہ زباں تیری، قلم تیرا، ترے قلب و دماغ
ہیں سبھی میرے تصرف میں تجھے پھر خوف کیا

کہہ چکا ہے رحمت عالم کا فرزند جلیل
'' ہم ہوئے دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا ''

کام کو جس کے چلا ہے خود وہ تیرے ساتھ ہے
اے مرے ''ناصر'' ہے تیرا حافظ و ناصر خدا

تجھ کو روحانی خزائن ہیں مسیحا سے ملے
دونوں ہاتھوں سے لٹا اے صاحب جود و سخا

علم و عرفاں تم کو بخشا اور کنز بے بہا
یہ کلام رب اکبر یہ کتاب حق نما

دل میں ایمان و یقیں ہے ہاتھ میں قرآن ہے
''تشنہ روحوں کو پلادو شربت وصل و بقا''

☆سپاہ مصطفیٰ سے مراد جماعت احمدیہ ہے جس کا مقصد اصل اور فرض اولین خدمت اسلام اور سینہ سپر ہو کر تمام عالم کے چپہ چپہ سے اسلام کا علم ،توحید کا پرچم بلند کرنا ہے۔ مبارکہ

(از دُرِّ عدَن۔ منظوم کلام حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا)

سفرِ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

آیت کریمہ: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.(سورۃ توبہ :41)

ترجمہ: نکل کھڑے ہو ہلکے بھی اور بھاری بھی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

حدیث مبارکہ : عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِىْ فِى السِّيَاحَةِ، فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِى الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

(ابو دائود کتاب الجهاد باب فی القوم یسافرون لوفرون)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سیر و سیاحت کی اجازت دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی سیر وسیاحت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے مبارک سفر:

سفر سندھ	نومبر 1966ء۔1980ء
سفر یورپ	6جولائی 1967ء۔اکتوبر 1980ء
سفر افریقہ	1970ء۔1980ء
سفر امریکہ وکینیڈا	1976ء۔1980ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفر ہائے سندھ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 10 نومبر 1966ء کو حیدر آباد سندھ تشریف لے گئے 11 نومبر کو حضورؒ نے بشیر آباد اسٹیٹ کے مختلف حلقوں کا دورہ فرمایا اور خطبہ جمعہ بشیر آباد کی وسیع مسجد میں ارشاد فرمایا جس کا لب لباب یہ تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہمیں زندہ خدا، زندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور زندہ کتاب یعنی قرآن کریم جیسے فیوض حاصل ہوئے۔13 نومبر 1966ء کو حضورؒ ناصر آباد اسٹیٹ کی اراضیات کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے اس کے بعد حضورؒ محمود آباد اسٹیٹ کی اراضیات اور باغ کے معائنہ کے لئے گئے حیدر آباد میں قیام کے دوران حضورؒ نے ایک مسجد کا سنگِ بنیاد بھی رکھا۔20 نومبر کو حضور انورؒ اندرون سندھ کا دورہ مکمل فرمانے کے بعد کراچی تشریف لے گئے جہاں حضورؒ نے مختصر قیام فرمایا اور مجالس عرفان بھی منعقد فرمائیں۔(الفضل 29 نومبر،2،9دسمبر 1966ء)

حضور انورؒ نے کراچی (سندھ) کو دوسرا دورہ 1980ء میں فرمایا اس دورہ میں حضورؒ نے جام شورو میں مختصر قیام فرمایا اور خاص طور پر طلبا کو بیش قیمت نصائح سے نوازا۔علم کے ہر میدان خصوصاً سائنس اور ٹیکنالوجی میں نمایاں کامیابیوں کے حصول کی تلقین فرمائی جام شورو سے حضورؒ کم وبیش پونے دوسو کلو میٹر کا سفر کرنے کے بعد محمود آباد تشریف لے گئے۔(الفضل 3مارچ 1980ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفرِ یورپ (Europe)

6جولائی 1967ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یورپ کا پہلا دورہ فرمایا اور لندن، گلاسگو، کوپن ہیگن (ڈنمارک)، اوسلو اور سٹاک ہالم کے مشنوں کا معائنہ

فرمایا.....اور مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کا افتتاح بھی فرمایا اس دورہ کے دوران وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال لندن میں ''امن کا پیغام'' اور ''ایک حرفِ انتباہ'' کے عنوان سے ایک معرکۃ الآرا خطاب بھی فرمایا۔13 جولائی 1970ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دوسری مرتبہ سفر یورپ کے لئے روانہ ہوئے۔اسی دورہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں مسجد محمود کا افتتاح بھی فرمایا اسی طرح انگلستان کے علاوہ مغربی جرمنی اور سپین کا بھی دورہ فرمایا۔

1973ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یورپ کا تیسرا دورہ فرمایا۔اس دورے کا بنیادی مقصد یورپ میں تبلیغ اسلام اور قرآن کی وسیع پیمانے پر اشاعت کا عظیم منصوبہ تھا۔حضورؒ نے اس دورے کے دوران انگلستان، ہالینڈ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، اٹلی، سویڈن اور ڈنمارک کا دورہ بھی فرمایا۔

1975ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ علاج کی غرض سے یورپ تشریف لے گئے اور انگلستان، مغربی جرمنی، ڈنمارک، ناروے، ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کا دورہ بھی فرمایا۔اس دورہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے عید الفطر کی نماز پڑھائی امام وقت کا لندن میں نماز عید پڑھانے کا یہ پہلا موقع تھا۔

1978ء میں جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقدہ کسرِ صلیب کانفرنس میں شرکت کے ارادے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ لندن روانہ ہوئے اس کانفرنس میں آپؒ نے ایک نہایت معرکۃ الآرا خطاب بھی فرمایا۔

1980ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یورپ، امریکہ اور افریقہ کا دورہ فرمایا۔9 اکتوبر 1980ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ساڑھے سات سو سال بعد سپین میں پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جو مسجد بشارت کے نام سے موسوم ہوئی۔اسی دورہ کے دوران حضورؒ نے انگلستان میں پانچ نئے مشنوں کا افتتاح فرمایا۔

1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مغربی افریقہ کا پہلا دورہ فرمایا مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے قیام کے بعد کسی بھی خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا دورہ تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ، گیمبیا، سیرالیون اور لائبیریا کا دورہ فرمایا۔حضورؒ نے نائیجیریا کے اس وقت کے صدر ''جنرل یعقوب گوان''، لائبیریا کے صدر ''ٹب مین'' اور گیمبیا کے صدر ''داؤد جوارا'' سے ملاقات فرمائی۔اسی طرح غانا اور سیرالیون کے صدرانِ مملکت کو بھی شرف ملاقات بخشا اس دورہ سے واپسی پر حضورؒ نے نصرت جہاں ریزروفنڈ قائم فرمایا جس میں جماعت نے اس وقت 53 لاکھ روپے جمع کرائے جس سے مغربی افریقہ میں سکول اور کلینک کھول کر ان اقوام کی خدمت اور خوشحالی کے سامان فرمائے۔اسی دورہ کے دوران حضورؒ نے مسجد اجیواڈے (نائیجیریا) کی تعمیر شدہ تیسری مسجد کا افتتاح فرمایا اسی طرح غانا کے دارالحکومت آکرہ میں ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اس کے علاوہ حضورؒ نے افریقہ کے مختلف ممالک میں مختلف علاقوں میں کئی مساجد کا افتتاح فرمایا اور کئی کا سنگ بنیاد رکھا۔

1980ء میں حضورؒ نے دوسری مرتبہ افریقہ کا دورہ فرمایا اِس دورہ میں بھی حضورؒ نے نائیجیریا میں تین بڑی مساجد کا افتتاح فرمایا اس کے علاوہ مغربی افریقہ میں حضورؒ نے تعلیمی اور طبی سرگرمیوں کا جائزہ لیا اور متعدد تعلیمی اور طبی مراکز کھولنے کی منظوری فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفرِ امریکہ و کینیڈا

1976ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ امریکہ و کینیڈا کے پہلے دورے پر روانہ ہوئے حضورؒ نے واشنگٹن، ڈیٹن، نیویارک اور نیوجرسی کا دورہ فرمایا اور ان شہروں کے جلسہ ہائے سالانہ میں شرکت فرمائی اور خطابات فرمائے حضورؒ نے جماعت کو کمیونٹی سنٹر بنانے اور ان میں پھلدار پودے لگانے کی تحریک بھی فرمائی۔امریکہ کے بعد حضورؒ کینیڈا بھی تشریف لے گئے جہاں آپؒ کا والہانہ استقبال کیا گیا۔1980ء میں حضور انورؒ دوسری مرتبہ امریکہ و کینیڈا کے دورے کے لئے روانہ ہوئے۔یہ حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ کا آخری غیر ملکی دورہ تھا۔

(ملخص از حیات ناصر جلد 1 صفحہ 384، 388، 403، 410)

حضورؒ نے خواتین سے فرمایا

''اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے عشق میں مست رہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جو نور اور حسن ہے اس سے نور اور حسن حاصل کرو۔اور خدا کرے کہ آپ نبی ءکریم ﷺ کے نقش قدم پر عاجزی سے چلنے والی ہوں اور ساری ہی دنیا آپ سے پیار کرنے والی ہو۔آمین'' (تاریخ لجنہ جلد ۵ صفحہ ۸۶۸)

ایک عظیم الشان پریس کانفرنس سے خطاب

15 اگست کو صبح دس بجے حضور انورؒ نے ورلڈورف اسٹوریا ہوٹل نیویارک میں ایک عظیم الشان پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس کانفرنس میں مختلف اخبارات کے سترہ نمائندگان نے شرکت کی۔ نامہ نگاروں نے سوالات میں سے ایک سوال مرد اور عورت کے درمیان مساوات کے متعلق بھی کیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ "اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورت کو اس کے حقوق دلوائے ہیں۔ اسلام نے ہر دو کے لئے مساوی و روحانی ترقی کے دروازے کھولے ہیں۔ اسلام بنیادی طور پر خداداد صلاحیتوں کے اعتبار سے عورت اور مرد میں کوئی فرق روا نہیں رکھنا چاہتا۔" ایک نامہ نگار کے سوال پر کہ:۔

"کیا عورت امام بن سکتی ہے؟"

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اگرچہ مردوں کی طرح اپنی فطرتی مجبوری کی بنا پر امام تو نہیں بن سکتی لیکن وہ اپنے حلقہ میں اخلاقی و روحانی ترقی کر کے لیڈر بن سکتی ہے لیکن اس سے اس کے حقوق میں کمی نہیں ہوتی بلکہ مرد بھی آزاد ہے اور عورت بھی کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں ترقی کرے"۔

اس پریس کانفرنس کا بہت چرچہ ہوا اور نیویارک کے نہایت با اثر اخبار نیویارک پوسٹ میں چار کالمی عنوان کے تحت جو تفصیلی خبر شائع کی اس میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے نمایاں فوٹو کے نیچے لکھا:۔

"حضرت احمدؑ"۔ "موجودہ دور کے مسائل کا مکمل جواب"

اور خبر پر عنوان یہ جمایا۔

"باہر دیکھو۔ وہ تمہاری تلاش میں ہے۔"

اس عنوان کے تحت اس نے لکھا:۔ "ایک بزرگ صورت جن کا سر پگڑی سے اور چہرہ خوبصورت داڑھی سے مزیّن ہے اور ایک دائمی مسکراہٹ کی وجہ سے جن کا چہرہ ہمیشہ خنداں نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں وہ ہر امریکی شہری کو اسلام میں داخل کرنے اور اسے مسلمان بنانے یہاں آئے ہیں۔ اسلام کی طرف منسوب ہونے والی جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا حضرت مرزا ناصر احمد نے امریکہ میں اپنی آمد سے مطلع کرنے اور یہ اعلان کرنے کی غرض سے کہ ان کی جماعت کا مقصد امریکہ میں دھڑکنے والے ہر دل کو جیتنا اور فتح کرنا ہے"۔

گزشتہ دنوں والڈورف ایسٹوریا ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ خاکی لباس میں ملبوس آکسفورڈ یونیورسٹی کے گریجوایٹ (یعنی حضرت مرزا ناصر احمد) نے جن کے مسلم فرقے کے دُنیا بھر میں ایک کروڑ پیرو پائے جاتے ہیں اور تبلیغ کے میدان میں پیش پیش ہیں۔ اس امر کو تسلیم کیا کہ اس دُور رس مقصد کے حصول میں سالہا سال لگ جائیں گے تاہم انہوں نے فرمایا انہیں صبر و استقلال کی قوت عطا کی گئی ہے۔ آپ نے گفتگو کے وقت جملوں کے دوران ٹھہر ٹھہر کر مسکراتے ہوئے فرمایا

"ہم دلوں کو محبت اور پیار سے جیتیں گے اور جب لوگوں کو اس حقیقت کا احساس ہو جائیگا کہ ہم محبت اور پیار سے دلوں کو جیتتے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ شامل ہونگے"۔

حضرت (مرزا ناصر) احمد والڈورف ایسٹوریا ہوٹل کی تینتیسویں منزل کے ایک سویٹ (svite) میں دیوار پر سنہری فریم میں لٹکی ہوئی ایک بڑی آئل پینٹنگ کے نیچے ایک مخملی صوفہ پر چند پیروؤں اور درجن بھر رپورٹروں میں گھرے بیٹھے تھے۔ آپ نے ایک گھنٹہ سے زائد عرصہ تک رپورٹروں کے سوالوں کے بڑی مہارت سے جواب دیئے۔ آپ نے فرمایا۔

"کیپٹل ازم، کمیونزم اور عیسائیت سب ناکام ہو چکے ہیں اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جو مغربی حصہ دنیا کو درپیش روحانی، معاشرتی اور سیاسی مسائل کا مکمل اور مثبت حل پیش کرتا ہے"۔

حضرت مرزا ناصر احمد حضرت مرزا غلام احمد کے پوتے اور اُن کے تیسرے خلیفہ ہیں جنہوں نے ۱۸۸۹ء میں ہندوستان میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ آپ آئندہ تین ہفتوں کے دَوران امریکہ اور کینیڈا کے مختلف شہروں میں وہاں کے باشندوں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں گے۔ ایک اطلاع کے مطابق آپ نے طویل سفر جماعتہائے احمدیہ امریکہ کی دعوت پر اختیار کیا ہے۔ جو شمالی امریکہ کے بیس سے زیادہ شہروں میں قائم ہیں۔ امریکہ میں اس فرقہ کا نیشنل ہیڈ کوارٹر واشنگٹن ڈی سی میں واقع ہے۔ اس ملک میں اس فرقہ کا آغاز خود اس کے اپنے شائع کردہ پمفلٹ کے مطابق ۱۹۲۰ء میں ہوا تھا۔ تاہم اس کے امریکی پیروؤں کی تعداد اندازاً صرف ایک ہزار ہے۔ اس تحریک کا عالمی مرکز ربوہ میں ہے جو پاکستان میں واقع ہے اس کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ دنیا بھر میں سینکڑوں مسجدیں ہسپتال اور سکول قائم کر چکی ہے۔" (ترجمہ از نیویارک پوسٹ بابت ۱۹ اگست ۱۹۷۶ء) یہ صرف ایک اقتباس بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے ورنہ قریباً تو اخبارات نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے فوٹو کے ساتھ حضورؒ کے ارشادات کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ نیویارک ٹیلی وژن نے بھی حضور کی پریس کانفرنس کے مناظر ٹیلی کاسٹ کئے۔ ۱۵ اگست کی شام کو جماعت ہائے احمدیہ ایسٹ کوسٹ کی طرف سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اور سیدہ بیگم صاحبہ کے اعزاز میں وسیع پیمانہ پر ایک استقبالیہ تقریب کا اعلان کیا گیا۔ اس عظیم الشان استقبالیہ کے ذریعہ سارے امریکہ میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے بیشتر بڑے بڑے ممالک کے نمائندگان تک اسلام کا پیغام پہنچ گیا۔ نیویارک کی سربرآوردہ خواتین نے ایک علیحدہ کمرہ میں حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ماحضر تناول کرنے کے علاوہ آپ سے ملاقات کر کے نیویارک تشریف لانے پر آپ کو خوش آمدید کہا۔ (از تاریخ لجنہ جلد 4 صفحہ 296 تا 298)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زرّیں ہدایات

حضورؒ نے بعض نہایت قیمتی mottos اور زریں ہدایات جماعت کو دیں مثلاً یہ کہ

"ہمیشہ مسکراتے رہو"۔

"محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں"۔

"تکبر اور ریاء کی بجائے ہمیشہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرو"۔

"ہمارا خُدا بہت ہی پیارا اور احسان کرنے والا ہے اس سے کبھی منہ نہ موڑو"۔

"برگزیدہ نبیؐ کے تابع ہو کر کیوں بے ہمت ہوتے ہو؟"

"تم محض ہمدردی اور خیر خواہی اور خدمت کرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہو"

"ہم کسی کے بھی دشمن نہیں" "ہم سب کے لیے خیر خواہ اور دعا گو ہیں" "بجز خُدا کے اور کسی سے نہ ڈرو"

"دنیا جو مرضی ہو کہتی رہے۔ ہوگا وہی جو خُدا نے کہا اور خُدا کی باتوں کو کبھی دنیوی منصوبے ناکام نہیں کر سکتے"

(الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۸۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بصیرت افروز خطابات سے چند اقتباسات

"نیک نمونہ بہترین تبلیغ ہے"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا

"جماعتِ احمدیہ پر اشاعتِ دینِ حق کی بہت بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے ہم نے توحید حقیقی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کا ایک زبردست بیڑہ اٹھا رکھا ہے اس لئے ہمارے لئے یہ ازبس ضروری ہے کہ ہم دنیا کے سامنے اچھا نمونہ دکھائیں۔ انسانیت کی بھلائی کے لئے مجسم دعا بن جائیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں کا مطالعہ جاری رکھیں۔ کیونکہ آپ کی کتابوں میں موجودہ زمانہ کے مسائل کا حل موجود ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کریں کہ اس سے مومن اور غیر مومن کے درمیان ایک فرقان پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے میں ہر احمدی سے کہتا ہوں۔ چھوٹے سے بھی کہتا ہوں اور بڑے سے بھی، مردوں سے بھی کہتا ہوں اور عورتوں سے بھی کہ وہ اپنے اندر ایک امتیاز پیدا کریں۔ اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہمارا دوسروں سے برتاؤ اچھا ہو۔ ہماری زبان میٹھی ہو۔ ہمارے اخلاق اچھے ہوں۔ ہماری دعائیں پایۂ قبولیت پہنچتی ہوں۔ ہماری دیانتداری مثالی ہو۔ ہمارا محنت کا جذبہ منفرد ہو۔ غرض ہمارا نمونہ ہر لحاظ سے اچھا ہوتا کہ حضرت مسیح موعود (اللہ تعالیٰ کی سلامتی آپ پر ہو) کی بعثت کا مقصد پورا ہوا اور اسلام ساری دنیا پر غالب آ جائے"۔ (تاریخ لجنہ جلد 5 صفحہ 41)

"خدا کرے کہ تم دُنیا کی معلم بنو"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"مجھے جو فکر دامن گیر رہتا ہے وہ یہ ہے کہ دس گیارہ سال کے بعد ہم اپنی زندگی کی اس صدی میں داخل ہو رہے ہیں جس صدی کو ہم اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق اور اپنی فراست کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ غلبۂ اسلام کی صدی ہے تو یہ جو ہماری جماعتی زندگی کی دوسری صدی شروع ہونے والی ہے جس سے قبل قریباً دس سال رہتے ہیں ان دس سالوں میں (لجنہ اماء اللہ کا پروگرام میں بنا رہا ہوں جس کا آج اعلان کر رہا ہوں) عالمگیر جماعت احمدیہ کی اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کو ہر قسم کی بڑی یا چھوٹی بدعت سے پاک کیا جائے گا یا پھر علیحدہ ہو جاؤ مسیح پاک کی اِس جماعت سے۔ خدا تعالیٰ کو تو کسی انسان کی احتیاج نہیں۔ خدا نے کہا ہے کہ یہ میرا منصوبہ ہے کہ میں اسلام کو غالب کروں گا۔ تم چلی جاؤ گی اَور عورتیں آئیں گی۔ پاکستانی نہیں ہوں گی امریکن ہوں گی، دوسرے ملکوں کی ہوں گی۔ تمہاری اجارہ داری تو نہیں ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے تمہیں ہراول دستہ بنایا عاشقانِ محمدؐ کا۔ تمہارے اندر مہدی پیدا ہوا اور عظیم ذمہ داریاں اُٹھانے کی صلاحیت خدا نے تمہیں بخشی۔ تم اس صلاحیت کو اگر ضائع کر دو تو تم ذمہ دار ہو اِس بات کی اللہ تعالیٰ تو اس کا ذمہ دار نہیں۔ اس نے تمہیں صلاحیت دی۔ اس نے دیکھا کہ تم اگر اس صلاحیت کی صحیح نشوونما کرو تو دُنیا کی "عورت" کے لئے نمونہ بن سکتی ہو۔ تمہارا کام ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو تمہیں صلاحیت اور طاقت اور استعداد دی ہے تم (خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتی ہوئی اس سے توفیق حاصل کر کے) اُس کی نشوونما کو انتہا تک پہنچا کر دُنیا کے لئے ایک نمونہ بن جاؤ۔ خدا کرے کہ تمہیں اس کی توفیق ملے اور بجائے اس کے کہ غیر ممالک میں بسنے والی احمدی عورتیں دُنیا کی معلم بنیں صحیح اسلام سکھانے کے لئے، خدا کرے کہ تم دُنیا کی معلم بنو۔ تم اور تمہاری بچیاں اور وہ نسلیں جو بعد میں آنے والی ہیں۔ اور اس طرح پر خدا کا یہ منصوبہ کامیاب ہو اگلی صدی میں کہ ساری دُنیا اِسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ کہا یہ گیا ہے کہ جو اسلام سے باہر رہ جائیں گے، جو اللہ تعالیٰ کے ٹھنڈے سائے کے نیچے نہیں آئیں گے، جو محمد ﷺ کے قدموں میں جمع نہیں ہوں گے، ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی وہ قابلِ ذکر بھی نہیں ہوں گے۔ خدا کرے کہ وہ باتیں ہماری زندگی میں (اللہ تعالیٰ سے جو ہم توفیق پائیں، ہماری نسلیں توفیق پائیں ان سے) پوری ہوں اور حضرت ﷺ کی محبت ہر دل میں موجزن ہو۔ اور ہر طرف سے خدا تعالیٰ کی حمد اور محمد ﷺ پر دُرود کی آواز نوعِ انسانی کے کان میں پڑ رہی ہو۔ آمین۔ اب دُعا کر لیں"۔ (تاریخ لجنہ جلد 4 صفحہ 350 تا 351)

"احمدی مستورات کے لئے ضروری ہے کہ وہ مثالی احمدی بنیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ:

"ان کے لباس، گفتار اور کردار میں اسلام کی تصویر نظر آئے خصوصاً یورپ اور انگلستان میں رہنے والی خواتین کو یہ نمونہ پیش کرنا چاہئے کہ بجائے اس کے کہ ہماری احمدی بہنیں یورپ کی نقل کریں۔ یورپ کی عورتیں ان کے لباس کو پہننے لگیں۔ اس ضمن میں حضورؒ نے قرآنی پردے کا صحیح مفہوم واضح فرمایا اور اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (۲۴-۳۲) کی روشنی میں تفصیل سے بیان فرمایا کہ کب اور کس قسم کا پردہ فرض ہے اور محرم اور غیر محرم کے سامنے پردہ کے متعلق قرآن کریم نے کیا حکم دیا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ "پردہ کا حکم بہت سادہ اور صاف ہے اور وہ یہ کہ اس زینت کو جو ایک خاتون اپنے باپ یا خسر کے سامنے ظاہر کر دیتی ہے اس کو غیر محرم کے سامنے جاتے وقت اسے چھپانا ہوگا"۔ حضورؒ نے تاکیداً ارشاد فرمایا کہ "ضروری ہے کہ ہر احمدی خاتون قرآنی ارشاد کے مطابق پردے کے احکام کی پورے طور پر پابندی کرے"۔

خواتین کے دوسرے ضروری فرض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا کہ "ماں اور بچے میں زبان کا بُعد نہیں ہونا چاہئے ورنہ ماں صحیح طور پر بچے کی تربیت نہیں کر سکے گی"۔ حضورؒ نے فرمایا کہ:

"بچوں کو اردو سکھائیں"

بچوں کو اردو سکھائیں تا کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا براہِ راست مطالعہ کر سکیں"۔ نیز فرمایا "اگر ایسا نہ ہو سکے تو آپ انگریزی سیکھیں تا آپ ایک احمدی خاتون کا کردار مؤثر طور پر ادا کر سکیں"۔ فرمایا "جب ایک ڈینش یا جرمن یا افریقن احمدی ہوتا ہے تو اسے عربی سیکھنے کی لگن اور فکر ہوتی ہے کیونکہ عربی وہ اُمّ الالسنہ ہے اور وہ پاک اور مطہّر زبان ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا یا پھر اسے اردو سیکھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ پس مستورات کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے پورے طور پر وارث بنیں اس کے بغیر دنیا میں عظیم تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی"۔ (تاریخ لجنہ جلد 4 صفحہ 117 - 118)

"صحیح اسلامی پردہ"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح اسلامی پردہ کرنے کی طرف بہنوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"پس زمانہ بدل گیا اُس زمانہ میں جس میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم ہوئی یعنی ۱۹۲۲ء میں میرے خیال میں قادیان میں شاید گنتی کی دس عورتیں ہونگی جو لپ سٹک لگاتی ہونگی اور آج یہ حال ہے کہ گنتی کی عورتیں ہوں گی جو لپ سٹک نہیں لگاتی ہوں گی غرض وہ زمانہ کچھ اور تھا اب کچھ اور زمانہ ہے۔ پہلے مثلاً بے پردگی کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ مگر اب ایسے خاندان ہیں جن کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں گو ہیں تو چند گنتی کے خاندان لیکن اتنے ہو گئے ہیں کہ جماعتیں ان کے خلاف تادیبی کارروائی کا مطالبہ کرتی ہیں۔ مَیں ایک دفعہ کراچی گیا ہؤا تھا دوستوں نے کہا بڑی تباہی آ گئی ہے کہنے لگے عورتیں بے پردہ ہو گئی ہیں مَیں نے سمجھا کہ ان کو دلیل دی تو ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔ مَیں نے ان سے کہا کہ تم ایسی عورتوں کی فہرست بنا کر دو جو بے پردہ ہو گئی ہیں فہرست بن کر آئی تو اس میں دس بارہ عورتوں سے زیادہ نہیں تھیں لیکن میں بڑا خوش ہؤا کہ ہماری جماعت ایک چھوٹا سا غلط کام بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ ہمیں ایسا ہونا چاہئے۔ آپ کا یعنی لجنہ کا جو پچھلے سال اجتماع ہؤا تھا مَیں اس وقت سے سوچ رہا ہوں اور دعائیں کر رہا ہوں کہ جو پندرہ بیس یا سو دو سو ایسے خاندان ہیں جو اسلامی احکام کی پابندی نہیں کرتے خواہ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا ان کو جماعت سے خارج کر دیا جائے لیکن اس کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے انسان اللہ تعالیٰ ہی سے ہدایت طلب کرتا ہے اس کے لئے بڑے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے ہم ایسے خاندان کے اخراج کا فیصلہ کریں جن کو بغیر اخراج کے سنبھالا جا سکتا ہے۔

ہماری پہلی کوشش تو سنبھالنے کی ہونی چاہئے اور اصلاح کرنے کی ہونی چاہئے۔ کسی کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی ہے نہ کسی کے خلاف غصہ ہے۔ پہلے ان کی اصلاح کی کوشش

کرنا ہی ہمارا فرض ہے پس آج میں نے ہنسی ہنسی میں متنبہ کر دیا ہے تا کہ کل آپکو یہ شکایت نہ ہو کہ آپ ہمیں کہتے تو ہم اپنی اصلاح کر لیتیں تم پردہ کرو اور اس کے لئے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ بُرقع پہنو کیونکہ قرآن نے بُرقع پہننے کا حکم نہیں دیا۔لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ پردہ کرو تم جو زینت اپنے باپ اور خسر کے سامنے ظاہر کرسکتی ہو وہ غیر مرد کے سامنے ظاہر نہ کرو۔لوگوں نے ایک عجیب احمقانہ مسئلہ بنالیا ہے کہ چہرہ کا پردہ ہے یا نہیں؟ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ جو زینت تم اپنے محرم کے سامنے ظاہر کرتی ہو وہ غیر محرم کے سامنے نہ ظاہر کرو....اگر تم نے اپنی عصمت اور عزت کی ویسی حفاظت کرنی ہے جو خدا کی نگاہ میں اور اس کے رسولِ مقبول ﷺ کی نگاہ میں اور اس کے بندوں کی نگاہ میں ہے تو پھر تمہیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا پڑے گا۔اگر تم نے کتے کتیوں کی طرح زندگی گزارنی ہے تو پھر تمہاری مرضی لیکن اگر تم نے اِس دنیا میں انسان بن کر رہنا ہے اور یقیناً انسان بن کر رہنا ہے تو پھر تمہیں حضرت ﷺ کے قدموں کے ساتھ چمٹ کر زندگی گزارنی پڑے گی۔" (تاریخ لجنہ جلد 4 صفحہ 5 تا 6)

ایک موقع پر پریس کانفرنس میں ایک صحافی نے مجھ سے کہا اسلام نے پردے کی جو تعلیم دی ہے یہ تو عورتوں پر بڑی سختی ہے۔میں نے اُسے کہا کہ "اسلام تمہاری ماؤں اور بیٹیوں اور تمہاری بہوؤں کی عزت کی حفاظت کے لئے قانون بنا رہا ہے اور تمہیں وہ اچھا نہیں لگتا؟ نہ وہ خوش ہیں میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔میں ان میں رہ کے پڑھتا رہا کئی سال۔اَب میں جانتا ہوں اُن سے ملتا ہوں، باتیں کرتا ہوں، ان کے حالات پوچھتا ہوں، بے تکلف مجھ سے وہ بات کرتے ہیں بالکل مطمئن نہیں اپنی زندگی پر۔ایسا ہے کہ سائنس میں ترقی کی ہے بڑی بڑی عمارتیں بنالی ہیں۔انسان کو ہلاک کرنے کے لئے ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ مُہلک ہتھیار بنالئے ہیں جن کو نہ آپ جانتی ہیں نہ میں جانتا ہوں ابھی، کیونکہ وہ خفیہ رکھے ہوئے ہیں انہوں نے۔اگر ابھی جنگ ہوئی تو پھر دنیا کو انسان کو پتہ لگے گا کہ انسان نے انسان کو قتل کرنے کے لئے کِس کِس قِسم کے مُہلک ہتھیار بنائے ہوئے ہیں۔یہ سب اپنی جگہ بر درست لیکن اطمینانِ قلب نہیں۔ان کے گھروں میں سکون نہیں۔خوشی کے حالات نہیں۔ماں باپ کے بچوں کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں۔خاوند کے بیوی کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں۔اتنا گند ہے، اتنا دکھ ہے، اتنی مصیبت کی زندگی ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے تمہیں زندگی دی ہے اگر اس کے مطابق زندگی گزاروگی تو اس کے نتیجہ میں وہ سکھ چین پاؤ گی کہ اس کے لئے تمہاری زندگیاں اور تمہاری نسلیں بھی اگر خدا کا شکر ادا کرتی رہیں تو شکر کا حق ادا نہیں کرسکتیں۔اور آج میں صرف ایک بات کہنے کے لئے یہاں آیا ہوں اور وہ یہ کہ **فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِی** بڑی بڑی طاقتوں کا خوف دل میں نہ رکھو، جو دولتیں ہیں، جو اقتدار ہیں، جو دنیوی عزتیں ہیں، جو دنیوی جتھے ہیں، میں اِس صدی کے شروع سے یا شروع ہونے سے بھی کچھ عرصہ پہلے سے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ اِس صدی میں یہ سب غائب ہو جائیں گے اور صرف محمدؐ اور اس کے خدا کا نام اِس دنیا میں رہ جائے گا اور بڑی بدقسمت ہوگی وہ عورت اور بڑا بدقسمت ہوگا وہ خاندان کہ جب اس عظیم انقلاب کی ابتداء ہو چکی ہو اس وقت وہ اس کی طرف پیٹھ کرے اور مغرب اور اس کی تہذیب کی طرف منہ کرے۔**فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِی**۔ آپ افتتاحی تقریر بھی میری سُنتی ہیں اور دوسری دو تقریریں بھی سُنتی ہیں لیکن جس طرح بڑی دعوت کے اُوپر بہت سے کھانے ہوتے ہیں ساتھ چٹنی بھی ہوتی ہے تو بطور چٹنی کے میں آپ کے پاس اِس وقت آیا اور یہ ایک بہت ضروری اور بہت بنیادی چیز جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی کی خشیت تمہارے دل میں نہ ہو۔اور خدا کی خشیت ہو تمہارے دل میں۔یہ نہیں کہ کسی کی بھی خشیت نہ ہو۔خشیت ہو اور صرف ایک ہی خشیت ہو اور وہ ہمارا ربّ ہے اور وہ ساری عظمتوں والا، ساری قدرتوں والا ہمارا ربّ، وہ ہر قسم کے احسان کرنے والا ہمارا ربّ، وہ حُسن کا سرچشمہ ہمارا ربّ۔وہ رب جو اتنا پیار کرنے والا ہے اتنا پیار کرنے والا ہے کہ جب ہم اُس کی طرف جُھکتے ہیں ہماری خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اور اپنے پیار سے ہمارے گھروں کو، اپنے پیار سے ہمارے ذہنوں کو اور ہمارے دلوں کو، ہمارے سینوں کو بھر دیتا ہے۔اِس واسطے میں نے یہ کہا کہ وِرد کرو بار بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔یہ لَآ اِلَّا اللّٰهُ کا زمانہ ہے۔لَآ اِلٰهَ ہو جائے گا غیر اللہ مٹا دئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیار نوعِ انسانی کے دل میں قائم کر دیا جائیگا۔خدا کرے کہ اس عظیم انقلابی جدو جہد میں جس کی ذمہ داری جماعتِ احمدیہ پر ڈالی گئی ہے آپ میں سے ہر ایک کا حصہ ہو۔آمین" (المصابیح 383 تا 385)

پچاس سالہ جشنِ لجنہ

"پہلوں نے قربانیاں دیں اب تمہیں بھی قربانیاں دینی پڑیں گی"

حضورؒ نے فرمایا۔ "غلبہء اسلام کے دن قریب سے قریب آ رہے ہیں۔ غلبہء اسلام کا سورج طلوع ہو چکا ہے وہ آہستہ آہستہ بلند ہو کر نصف النّہار تک پہنچے گا۔ کیونکہ جس طرح یہ مادی سورج جب نکل آئے تو دنیا کی کوئی طاقت اسکو نصف النہار تک پہنچنے سے روک نہیں سکتی اسی طرح اسلام کا سورج طلوع ہو چکا ہے اور جو مادی سورج سے زیادہ عظیم اور زیادہ حسین ہے اور بنی نوع انسان کے لئے زیادہ ضروری ہے وہ بھی انشاء اللہ نصف النہار تک پہنچ کر رہے گا۔ اب کون ہے؟ کیا رُوس ہے یا امریکہ ہے یا چین ہے یا انگلستان ہے یا یورپ ہے اور دوسرے ملکوں کی کوئی طاقت ہے جو اسلام کے اس سورج کو نصف النہار تک پہنچنے سے روک سکے؟ اسے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ لیکن یہ اور سورج ہے یہ مادی سورج نہیں ہے۔ اس کو نصف النہار تک پہنچانے کیلئے آپ کو قربانیاں دینی پڑیں گی یہ خدا تعالیٰ کی دوسری قسم کے ستون ہیں جن پر سہارا لے کر یہ سورج نصف النہار تک بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس سورج کو نصف النہار تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ستون بنائے ہیں ان میں مسلمان نے اپنے خون سے گارا بنایا تھا اس میں پانی استعمال نہیں کیا تھا۔ یا جب خدا نے فرمایا کہ میں خون نہیں لیتا تو انہوں نے اپنے پسینے، اپنے حواس، اپنی عقلیں اور اپنا مال و دولت سب کچھ نثار کر دیا تھا تا کہ یہ ستون بلند ہوں اور اسلام کا سورج آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ غرض مسلمانوں کی یہ قربانیاں ہی تھیں جن سے (اللہ تعالیٰ کے فضل سے) یہ ستون تیار ہوئے۔ ظاہری آنکھوں کو وہ ستون بھی نظر نہیں آتے۔ وہ قربانیاں بھی نظر نہیں آتیں۔ خدا تعالیٰ نے دنیا میں اصول اور قوانین مقرر کر رکھے ہیں جن کے مطابق ہر کام طے پاتا ہے ورنہ اگر وہ اپنی قدرتوں کے جلوے بالکل نمایاں کر کے ہمارے سامنے لے آئے تو پھر یہ امتحان کیسا؟ اور جزاء و سزا کیسی؟ یہ دنیا تو تدبیر کی دنیا ہے۔ اس دنیا میں خدا کی ذات اور صفات پردوں کے پیچھے چھپی ہوئی ہیں۔ خدا کی قدرتیں بالکل نمایاں ہو کر اور عیاں ہو کر بالعموم سامنے نہیں آیا کرتیں۔ پس یہ ستون ہیں جن پر بلند ہوتے ہوتے رُوحانی سورج نصف النہار تک پہنچتا ہے۔ پہلوں نے قربانیاں دیں اب تمہیں بھی قربانیاں دینی پڑیں گی۔ میری بہنیں اور میرے بھائی قربانیاں دینے سے بچ نہیں سکتے۔ لیکن یہ قربانیاں دینے میں بھی بڑا مزہ ہے اور ان کا ثواب حاصل کرنے میں بھی کہیں زیادہ لذّت اور سرور ہے۔ غرض اسلام کے غلبہ کے لئے آپ کو قربانیاں دینی پڑیں گی"۔

(خطاب خلیفہ ثالثؒ 18 نومبر 1972 صفحہ۔ 19 تا 20)

اللہ تعالی کا یہ بڑا احسان ھے کہ اُس نے پچاس برس تک متواتر لجنات کو قربانیاں پیش کرنیکی توفیق بخشی

ہماری پہلی دعا یہ ہونی چاہیئے کہ اَے ربِّ کریم ہماری قربانیوں کو قبول فرما۔

ہماری دوسری دعا یہ ہونی چاہیے کہ خُدا ھمیں آئندہ غلبہء اسلام کیلئے اس سے بھی زیادہ قربانیوں کی توفیق دے

پچاس سالہ جشن ہماری راہ کا صرف ایک موڑ ہے۔ اپنی خوشیوں کی بنیاد کو اب زیادہ مضبوط اور وسیع کرنیکی کوشش کرو

حضورؒ نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

"لجنہ اماء اللہ کا یہ قافلہ پچاس سال تک مجاہدانہ عزم اور عمل کے ساتھ اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ آج اپنا پچاس سالہ جشن منانے کے قابل ہوگیا فالحمدللہ علی ذلک۔

اللہ تعالیٰ کی ان رحمتوں کو دیکھ کر جو اس نے جماعت پر نازل کی ہیں ہمارے دل اس کی حمد سے معمور ہیں اور مسرّت سے ہمارے چہرے دمک رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کے بعد ہی انسان کو حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ پس ہم نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء اس لیے کرنی ہے اس کی تسبیح و تحمید اس لیے کرنی ہے۔ اور اپنے قول اور فعل میں اس کے شکر گزار بندے اور بندیاں اس لیے بننا ہے کہ نہ صرف اس نے اپنی راہ میں ہمیں قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائی بلکہ اس نے ہمیں یہ توفیق بھی عطا فرمائی کہ ہم تسلسل کے ساتھ اس کی راہ میں قربانیاں دیتے اور دیتی چلی جائیں۔ پس ہمارے جشن کا ایک پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جائے کیونکہ ایک مسلمان جب بھی خوشی مناتا ہے اس کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء جاری ہو جاتی ہے کیونکہ وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اللہ نے بڑا فضل کیا ہے اور بڑا احسان کیا۔ اس نے رحمانیت کے جلوے بھی دکھائے اور وہاں ہماری اُنگلی پکڑی اور اپنی رحمانیت کے جلووں سے ہماری راہنمائی فرمائی۔ جہاں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی اس نے ہمیں اپنی رحیمیت کے جلوے بھی دکھائے کہ جہاں ہماری کوششیں تو تھیں مگر وہ بڑی کمزوریوں میں لپٹی ہوئی تھیں۔ اس نے اپنے محبت کرنے والے ہاتھوں اور پیار کرنیوالی قادرانہ اُنگلیوں کے ساتھ ان غفلتوں، سُستیوں اور کوتاہیوں اور کمزوریوں کے پردوں کو ہٹا کر ہماری کوشش میں جو اپنی ذات میں ایک بڑی ہی حقیر کوشش تھی، برکت ڈال دی۔ اور اس برکت نے ہماری اس کوشش کو اتنا بڑھا دیا اور اس کے ایسے اچھے نتیجے نکلے کہ دنیا حیران رہ گئی۔ میں نے شاید پہلے بھی بیان کیا ہے ایک دفعہ میں ربوہ سے ریل میں سوار ہوا۔ ڈبہ میں کچھ اور بھی مسافر تھے جب انہوں نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ربوہ کے ماحول پر نظر ڈالی سکول دیکھا، کالج دیکھا اور لجنہ کا ہال دیکھا تو کہنے لگے "بڑی امیر جماعت ہے دیکھو کس طرح کالج بنا لیا ہے۔ یہ بنا لیا ہے وہ بنا لیا ہے"۔ میں پہلے تو ان کی باتیں سنتا رہا لیکن جب انہوں نے ہماری عمارتوں کا زور شور سے ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا تو میں نے کہا "ہاں ہم امیر ہیں لیکن مادی دولت کے بغیر۔ ہم خدا کے فضلوں کی وجہ سے امیر ہیں۔ ہم اسلیئے امیر ہیں کہ ہمارے ایک پیسے میں وہ برکت ہے جو برکت دوسروں کے ہزار روپے میں نہیں"۔

پس اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کے ایسے نتائج نکالتا ہے کہ ہم بھی حیران ہوتے ہیں اور ہمارا مخالف یا جو ہم میں سے نہیں اور ہمارا مخالف بھی نہیں لیکن وہ جماعت کے حالات کو نہیں جانتا وہ بھی حیران ہو جاتا ہے کہ یہ کیسے ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کو دیکھ کر ہمارے دل اس کے شکر سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا بڑا ہی احسان کرنے والا اور بڑا ہی پیار کرنے والا خدا ہے۔

پچاس سال پیچھے آپ نظر کریں۔ کچھ مختصراً اس مجلّہ میں بھی ذکر ہے (جو آپ نے اس موقع پر شائع کیا ہے) کہ کس طرح ایک بیج بویا گیا تھا اور پھر کس طرح اس بیج کو پنپنے اور اس میں سے روئیدگی نکلنے اور اس کو نشو و نما پانے کا موقع ملا۔ شروع میں صرف چودہ ۱۴ مستورات کی ضرورت تھی۔ چودہ ممبرات تھیں جن کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا۔ گو اُس وقت تھوڑا کام تھا لیکن آہستہ آہستہ یہ پودا

درخت بن گیا اَب یہ خوبصورت درخت اتنا بڑھ چکا ہے، اتنا بلند ہو چکا ہے، اتنا حسین ہو چکا ہے، اتنی شاخیں نکال چکا ہے، اتنے خوبصورت پتّے نکال چکا ہے کہ اس عظیم درخت کی ایک ٹہنی کی ایک پتلی سی شاخ کے پتے بھی چودہ ۱۴ سے زیادہ نظر آتے ہیں۔ تاہم وہ چودہ ۱۴ ممبرات جن سے لجنہ کی تنظیم کی ابتداء ہوئی تھی وہ پھر چودہ سے چودہ درجن بنی ہونگی، پھر چودہ سے چودہ سینکڑے بنی ہوں گی۔ پہلے وہ قادیان میں محدود تھیں پھر وہ باہر نکلیں پنجاب میں پھیلیں۔ یعنی اس درخت کی شاخیں پھیل کر انہوں نے پنجاب کے اوپر سایہ دینا شروع کیا پھر سارے ہندوستان پر سایہ دینا شروع کیا پھر اب دنیا کے سارے ممالک پر اس درخت کی شاخیں پھیل گئی ہیں اور اس کی برکت سے مُلک مُلک اور قوم قوم حصّہ لے رہی ہے" (۔فرمودہ 18 نومبر 1972ء بمقام ربوہ)

سویابین کا استعمال

"سویابین" حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی نظر میں!

آپؒ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک مرتبہ فرمایا: "ایک نئی ریسرچ یہ ہوئی ہے کہ دال کی قسم کی ایک چیز سویابین ہے....اس سویابین میں 24 فیصد تیل (چکنائی) ہے۔ اس چکنائی میں بھاری مقدار میں ایک کیمیائی جزو پایا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں لیسی تھین۔ یہ کیمیائی جزو انسان کے حافظہ کے لئے بڑا مفید ہے۔ دماغ پر اس کے اچھے اثرات کے متعلق 1978ء میں نئے تجربے ہوئے تھے....یہ نئی ریسرچ ہوئی ہے کہ سویابین کھانے سے طالب علم چالیس فیصد اپنا وقت بچالیتا ہے یعنی جس بات کے حفظ کرنے میں دس منٹ اس کو لگتے تھے وہ اس نے چھ منٹ میں حفظ کر لی تو بڑا فائدہ ہو گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ چھ گھنٹے اگر اس نے کام کیا ہے تو اس کا عام جو نتیجہ تھا وہ چھ کی بجائے دس نکلا۔ پہلے دس گھنٹے میں اگر اس نے چھ گھنٹے کی چیز حفظ کی تھی تو پھر چھ گھنٹے میں دس گھنٹے کی چیز حفظ کرنے لگ گیا "لیسی تھین" میں اور بہت ساری خاصیتیں ہیں میں بھی اسے استعمال کرتا ہوں۔ میرے پاس امریکہ کی بنی ہوئی کیپسول میں لیسی تھین ہے یہ سویا لیسی تھین کہلاتے ہیں اول تو سارا سال کھانی چاہئے لیکن کم از کم چار مہینے امتحان سے پہلے وہ کھانا شروع کرے تو بہت ساری کمیاں دور کر سکتا ہے"۔

حضورؒ نے فرمایا:۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ جسے سب قدرتیں اور طاقتیں حاصل ہیں احمدی خاندانوں کو بڑے ذہین بچے عطا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم عطیہ کی ہمیں قدر کرنی چاہئے اور پوری کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ضائع نہ ہونے پائے۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس امر کا اہتمام کرے کہ اس کے بچے حتی المقدور اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کریں اور اس طرح کوئی ایک ذہن بھی ضائع نہ ہو.....بچوں کی تعلیمی ترقی کا اہتمام کرنے کے ضمن میں ان کی صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے بعض خوراکیں بچوں کی جسمانی صحت اور ذہنی نشوونما کے لئے بہت مفید ہیں ان میں سے ایک سویابین بھی ہے۔ دوسری مفید غذاؤں کے ساتھ ساتھ بچوں کو سویابین بھی ضرور دینی چاہئے لیکن یہ احتیاط ضروری ہے کہ سویابین اصلی اور اعلیٰ قسم کی ہو۔"

(از حیات ناصر۔ صفحہ ۲۲۲۔۲۲۳۔۶۳۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے موقع پر آپؒ کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا پہلی بیعت عام کے تاریخی موقع پر ارشاد

" اے جانیوالے! ہم تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے اور تیرے نیک کاموں میں حسن کے رنگ بھرنے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک استعمال کریں گے"

"جس طرح آپ نے اللہ کی رضا پر سر تسلیم خم کیا آج ساری جماعت اس تقدیر کے حضور سر تسلیم خم کر رہی ہے"

مورخہ 10 جون 1982ء کو بیت مبارک میں پہلی بیعت عام کے تاریخی موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

"دوست دعاؤں میں اپنے نہایت ہی محبوب اور پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بھی خاص طور پر یاد رکھیں۔آپ نے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ ہم سے سلوک فرمایا اور بڑے تحمل اور عفو کے ساتھ ہماری غفلتوں سے پردہ پوشی کی۔ آپ کامل وفا کے ساتھ اپنے رب کے کاموں پر لگے رہے۔اتنا بوجھ آپ پر ڈالا گیا کہ میں جب دیکھتا تھا تو لرز اٹھتا تھا کہ کیسے انسان میں طاقت ہے کہ وہ اتنا بوجھ اٹھا سکے۔ مسلسل بیماریوں کے باوجود، اپنی عمر کی زیادتی کے باوجود، کمزوری کے باوجود جب بھی حضورؒ کو وقت ملا میں نے دیکھا کہ رات بعض دفعہ دو بجے تک بعض دفعہ صبح تین بجے تک آپ نے لوگوں کے خطوط کے جواب دیئے اور ڈاک کو دیکھا اور ختم کیا۔ مسلسل دعائیں کرتے رہے۔ایسی راتیں آپ کی زندگی میں آئیں ابتلاء کے دنوں میں، جبکہ ایک لحہ کے لئے بھی آپ نہیں سوئے اور ساری رات اپنے رب کو یاد کرتے رہے اس سے رحمت اور فضل مانگتے رہے۔

جب تک مجھے واسطہ پڑا میں نے دیکھا آپ بیحد ہمدرد تھے، بے حد شفیق تھے۔لوگوں کے ذرا سے دکھ سے آپ کو بہت دکھ پہنچتا تھا۔آپ کا حق ہے، جانے والے کا حق ہے کہ ہم آپ سے کامل وفا اور محبت کا سلوک کرتے ہوئے ہمیشہ آپ کو دعاؤں میں یاد رکھتے رہیں۔" (الفضل 19 جون 1982ء)

خلافت کے بابرکت منصب پر فائز ہونے کے بعد سب سے پہلے خطبہ جمعہ 11 جون 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"حضور کی یاد دل سے محو ہونے والی یاد نہیں۔اس کے تذکرے انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہیں گے"۔

"آخری بیماری کا ایک واقعہ میں صرف آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔وفات سے غالباً ایک یا دو دن پہلے آپا طاہرہ کو حضورؒ نے فرمایا کہ گذشتہ چار دنوں میں میری اپنے رب سے بہت باتیں ہوئی ہیں۔میں نے اپنے رب سے عرض کیا کہ "میرے اللہ اگر تُو مجھے بلانے ہی میں راضی ہے تو میں راضی ہوں، مجھے کوئی تردّد نہیں۔میں ہر وقت تیرے حضور بیٹھا ہوں، لیکن اگر تیری رضا یہ اجازت دے کہ جو کام میں نے شروع کر رکھے ہیں ان کی تکمیل اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، تو یہ تیری عطا ہے"۔خدا کی تقدیر جس طرح راضی تھی اور جس طرح آپ نے سر تسلیم خم کیا آج ساری جماعت اس تقدیر کے حضور سر تسلیم خم کر رہی ہے۔"

(الفضل 22 جون 1982ء)

11 جون 1982ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا :-

"ہمیں ریزولیوشنز کچھ اور رنگ کے کرنے چاہیں اور وہ اس قسم کے ہونے چاہیں کہ اے جانے والے! ہم تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے۔ان تمام نیک کاموں کو پوری وفا کے ساتھ یا پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے چلاتے رہیں گے اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک ان کاموں میں حسن کے رنگ بھرنے کے لئے استعمال کریں گے جو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر تو نے جاری کئے تھے اور اگر اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین نہیں پاسکی تو اے ہمارے جانے والے آقا! اُس دنیا میں تیری روح انکی تکمیل کے نظاروں سے تسکین پائیگی۔ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں۔یعنی تیری یاد سے یہ عہد کرتے ہیں۔" (الفضل 22 جون 1982ء)

؎ یوں دیکھتے ہی دیکھتے الٹی ہے کائنات ڈوبا ہے آفتاب بھی چندا کے ساتھ ساتھ

کچھ یادیں۔ کچھ آنسو

(از صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

''آپ میرے رہبر تھے، میرے راہنما تھے، میرے آئیڈیل تھے، آپ کی روشنی میں چلنے کی میں عادی تھی۔ وہ روشنی ہی چھن گئی۔ لیکن خدا کی رضا پر راضی ہوں۔ شکوہ کی کوئی جا نہیں۔ جس کی امانت تھی وہ لے گیا''۔

امی کی وفات کے چند روز بعد یا شاید ایک دو ماہ (کیونکہ اس وقت بھی اور اب بھی ایسا ہی ہے کہ روز و شب کا حساب کچھ بھول سا گیا ہے) ایک روز صبح ابّا اُٹھے تو فرمایا کہ ''آج علی الصبح جب آنکھ کھلی تو یہ مصرعہ میری زبان پر تھا

''صحرائے حیات میں تنہا کھڑا ہوں میں''

پھر مجھے اپنی مخصوص پیاری سی مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا ''اب تو تم بھی شاعرہ ہو گئی ہو۔ اسی مصرع کو لے کر پوری نظم لکھ ڈالو''۔ آج وہی مصرع بار بار میری زبان پر آجاتا ہے۔ اور میں ابّا سے مخاطب ہو کر کہتی ہوں، ابّا یہ تو شاید میرے لئے ہی تھا۔ آپ تو اب آرام سے اپنے پیارے ربّ کے پاس۔ امّی کے پاس رہ رہے ہیں۔ اور اتنی بڑی وسیع دنیا میں مجھے اکیلا چھوڑ گئے ہیں۔ آپ ہم میں نہیں لیکن آپ کی یادیں پل پل ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ آپ کا وہ شفیق پیکر ہر وقت نگاہوں میں رہتا ہے۔ اور یقین نہیں آتا کہ وہ پیارا وجود اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ اب اسے صرف تصور کی نگاہ سے ہی دیکھ سکتی ہوں ابھی تو امّی کی جدائی کا غم ہی مدہم نہ پڑا تھا کہ آپ بھی پیچھے پیچھے ہمیں تنہا چھوڑ کر چل دیئے۔

آپ میرے رہبر تھے، میرے راہنما تھے، میرے آئیڈیل تھے، آپ کی روشنی میں چلنے کی میں عادی تھی۔ وہ روشنی ہی چھن گئی۔ لیکن خدا کی رضا پر راضی ہوں۔ شکوہ کی کوئی جا نہیں۔ جس کی امانت تھی وہ لے گیا۔ صرف اتنا کہوں گی

؎ یوں دیکھتے ہی دیکھتے الٹی ہے کائنات
ڈوبا ہے آفتاب بھی چندا کے ساتھ ساتھ

زندگی کا آخری دن

میری آپ کی آخری ملاقات ذہن میں نقش ہو کر رہ گئی ہے۔ اس دن سب ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ آج خدا کے فضل سے طبیعت بہت بہتر ہے TEST بھی ٹھیک آئے ہیں آپ اس دن بیٹھے بھی زیادہ اس دن آپ نے بار بار میرا پوچھا کاش ڈاکٹر آپ کے کمرے میں جانے سے منع نہ کرتے تو میں ایک پَل بھی آپ کو نہ چھوڑتی دن کو کافی دیر میں آپ کے پاس بیٹھی رہی لیکن جب اُٹھ کر باہر آئی تو آپ نے پھر مجھے بلوالیا دوپہر کو مجھے الرجی ہو گئی تو میں ماہم (اپنی بیٹی) کو بٹھا کر آ گئی کیونکہ آپ نے کہا تھا کہ دوپہر کو تم لوگوں میں سے ضرور کوئی بیٹھا کرے تاکہ آپا طاہرہ کچھ آرام کر لیا کریں شام چار بجے ماہم آئی کہ ابّا حضور پوچھ رہے ہیں کہ ''آج تمہاری ماں کہاں ہے دیکھی نہیں''، میں گئی کچھ دیر دباتی رہی ڈاکٹر آ گئے میں نہانے چلی گئی اس دوران آوازیں پڑیں کہ جلدی آؤ ابّا یاد کر رہے ہیں میں گئی تو آپ کرسی پر بیٹھے تھے۔ اشارے سے مجھے اپنے قدموں میں بیٹھنے کو کہا اور میری گود میں اپنا پاؤں رکھ دیا میں پاؤں دباتی رہی آپ کی طبیعت ہشاش بشاش تھی آپ مزاح فرماتے رہے باتیں کرتے رہے اس دن آپ کوئی احتیاط نہیں کر رہے تھے اتنے دن آپ نے ڈاکٹروں کے کہنے سے بہت کم بات کی تھی لیکن اس دن آپ نے بہت باتیں کیں مجھے یقین ہے کہ آپ کو پتہ تھا کہ میرا وقت قریب ہے آپ غیر معمولی طور پر ہشاش بشاش تھے اور میں پاگل تھی جو یہ سمجھی کہ آپ کی طبیعت آج بالکل ٹھیک ہے۔ آپ کے چہرے پر مستقل ایک مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں وہی زندگی کی چمک آپ کتنے بہادر تھے ابّا! آپ کو موت کا کوئی خوف نہ تھا اور مالکِ حقیقی کی رضا پر راضی تھے میں کھانے پر گئی تو پھر آپ نے بلوایا اتنا تو پہلے کبھی نہیں مجھے بلوایا تھا آپ مجھے اپنے قریب رکھنا چاہتے تھے آہ ابّا اب وہ اتنا پیار کہاں سے لاؤں وہ انمول بے بہا محبت اب کون مجھے دے سکتا ہے کھانے پر آپ نے

مجھے کہا دہی چکھ کر بتاؤ کیسی ہے! اگر میٹھی ہے تو کھاؤں گا میں نے چکھی بتایا کہ میٹھی ہے تو مسکرا کر فرمایا "مجھے کھلانے کے مارے تو نہیں کہہ رہی۔ اگر میٹھی نہ ہوئی تو آئندہ تمہاری کوئی بات نہیں مانوں گا"۔ اگلے روز میں نے صبح ربوہ آنا تھا کچھ ابا کی چیزیں لینے کچھ اپنی۔ رات کو میں اور نصرت ابا کے پاس بیٹھے تھے آپا طاہرہ بھی ساتھ کے پلنگ پر بیٹھی تھیں نصرت نے کہا میں صبح جا رہی ہوں آپ کو سلام کر لوں اس نے جھک کر آپ کو پیار کیا اور سلام کیا ابا نے بھی پیار کیا میرا کتنا دل تڑپا کہ میں بھی ابا کو پیار کر لوں۔ میں نے بتایا کہ صبح میں ربوہ جا رہی ہوں دو دن کیلئے۔ کہنے لگے "اچھا تم نے مجھے بتایا ہی نہیں" میں نے کہا آپ ہی نے تو کہا تھا کہ جا کر میری کچھ چیزیں لے آؤ اجازت میں نے آپ سے دو دن پہلے ہی لے لی تھی اس پر فرمایا "کون ساتھ جا رہا ہے کس وقت جاؤ گی؟ میں نے کہا "صبح چار بجے" تو مسکرا کر آپا طاہرہ سے کہنے لگے۔ لو یہ تین بجے تو سوتی ہے اور کہہ رہی ہے میں چار بجے جاؤں گی" اور پھر سنجیدہ ہو کر چھت کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے تمہیں اپنے سونے کے وقت سے دو گھنٹے پہلے ہی اٹھنا پڑے گا۔ یہ جملہ سن کر چونکی کہ ابا یہ اُلٹا جملہ کیوں بول رہے ہیں بجائے اس کے کہ کہیں اپنے وقت سے دو گھنٹے پہلے سونا پڑے گا۔ کہہ رہے ہیں اٹھنا پڑے گا اس کا مطلب تو بعد میں کھلا جب پونے ایک بجے وفات ہوئی۔ کوئی ساڑھے گیارہ بجے بھائی انس آئے وہ روزانہ (B.B.C) کی خبریں سنکر ابا کو آ کر سنایا کرتے تھے خاص طور پر فاک لینڈ Faukland اور لبنان کے بارے میں اور ہمیشہ ابا کہتے صبح ملکی اخباروں کی خبریں بھی مجھے سنانا لیکن اس دن فرمایا تم لوگ پڑھ لینا ہمارے اخبار کیا کہتے ہیں ان کے جانے کے بعد اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا میں دبانے لگی لیکن اپنا ہاتھ نکال کر میرا ہاتھ زور سے پکڑ لیا میں سمجھی کہہ رہے ہیں زور سے دباؤ۔ میں نے زور سے دبانا شروع کیا لیکن پھر ایسا ہی کیا میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے دبایا کوئی تین بار ایسا ہی ہوا پھر فرمانے لگے اچھا جاؤ اب آرام کرو صبح تم نے جانا بھی ہے میں جھک کر آپ کو پیار کرنے لگی تو مجھے ہاتھ سے ہٹایا چہرہ بہت سرخ اور جذباتی ہو رہا تھا کہنے لگے "اچھا جانے سے پہلے مجھے جوس پلا جاؤ" چند گھونٹ پیئے پھر ایک آدھ بات کی پھر کہنے لگے اب دو گھونٹ پانی پلا دو میں نے پلایا تو مجھے کہا "اچھا اب جاؤ" اور مجھ پر جو رخصتی نظر ڈالی وہ میں تمام عمر نہ بھول سکوں گی کتنی بولتی آنکھیں تھیں، کیا کیا جذبے تھے ان میں کہ میری آنکھیں دھندلا گئیں کاش میں بتا سکتی کہ ان آنکھوں میں میرے لئے کیا کچھ تھا ان جذبوں کو میں کچھ نام نہیں دے سکتی بھولنا چاہوں بھی تو بھول نہیں سکتی۔ اس کے صرف پانچ دس منٹ بعد طبیعت یکا یک خراب ہو گئی اور ابا ہمیشہ کے لئے مجھے چھوڑ کر چلے گئے پھر اندھیرا ہی اندھیرا تھا دماغ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا کچھ پتہ نہیں کیا ہوا کیسے ہوا ابھی تو امی کا غم ہی تازہ تھا اس پر یہ پہاڑ سا غم!

بیتے دنوں کی یادیں

بیتی باتیں بچپن سے لے کر اب تک کے ساتھ گزرے دن ایک متحرک فلم کی طرح ذہن کے پردوں پر گزرتے چلے جاتے ہیں۔ کیا کچھ ہے لکھنے کو بتانے کو لیکن قلم بھی تو ساتھ دے ابا کو مجھ سے ہمیشہ سے ہی بہت پیار تھا بچپن میں ایک بار شاید میں نے کوئی شرارت کی یہ دارالسلام قادیان کی بات ہے امی کو پتہ چلا تو انہوں نے مجھے آواز دے کر بلایا میں ڈری کہ اب ڈانٹ پڑے گی کان کھنچیں گی میں خوف کے مارے قریب نہیں آ رہی تھی امی بلائے جا رہی تھیں اتنے میں ابا آ گئے امی نے کہا اسے پکڑ کر لائیں اور یہ سنتے ہی میں بھاگ کھڑی ہوئی اب آگے میں پیچھے ابا آخر آپا ننھی کے گھر جا کر مجھے پکڑ لیا اور گود میں اٹھا کر لے چلے مجھے امی کی طرف۔ میں نے چلانا شروع کر دیا ہائے امی مجھے ماریں گی ابا نے بہت پیار کیا بہلایا کہ "نہیں ماریں لیکن امی بلائیں تو انکار نہیں کیا کرتے" اور امی سے فرمایا" اسے مارنا نہیں پیار سے سمجھا دو اس طرح جان بچی۔ آج تک وہ نظارہ آنکھوں کے آگے پھرتا ہے۔ پھر وہ ابا کا مجھے اور حلمی کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر گھوڑے سواری کروانی ہمیں اپنے باغ کی سیر کرانا۔ کلیاں چننا۔ کیا کیا یاد کروں اور کیا بھول جاؤں۔

قادیان اور لاہور کا زمانہ

مجھے قادیان کا وقت بھی یاد ہے اس وقت بھی ابا بہت مصروف ہوتے تھے لیکن پھر بھی ہم بچوں کو وقت ضرور دیتے لاہور آئے سات سال وہاں گزارے ہمیشہ کالج اور جماعت کے کاموں میں وقت گزرتا پھر بھی اکثر چھٹی والے دن ہم لوگوں کو Picnic کے لئے کہیں نہ کہیں لے جاتے کبھی لارنس گارڈن (باغ جناح) کبھی شالامار باغ تو کبھی تاریخی مقام دیکھنے قلعہ وغیرہ۔ دینی کاموں کے بعد فراغت کے مشغلے یہ تھے کبھی Picnic پر چلے گئے تو کبھی شکار پر شکار کا بہت شوق تھا فارغ وقت میں گھر پر ہم لوگوں کو وقت دیتے تھے کبھی کوئی

Game کھیل رہے ہیں ہمیں پڑھاتے بھی تھے کبھی شعروشاعری ہورہی ہے کبھی بیت بازی لاہور میں اکثر ثاقب صاحب زیروی کو بلا کر نظمیں سنتے ایک دن مولوی ودود صاحب کو جو ابا کے ساتھ کام کرتے تھے لے آئے اور امی سے فرمایا کہ آج تمہیں بہت اچھی بانسری سنواؤں گا دروازے کے پیچھے ان کو بٹھادیا انہوں نے بہت اچھی بانسری سنائی تفریح کے قائل تھے بشرطیکہ وہ جائز حدود کے اندر رہ کر کی جائے۔ مزاح میں ذرہ بھی خشکی نہ تھی ابا کے ساتھ picnic پر جا کر یا ساتھ جا کر سفر کرنے کا لطف صرف ہم لوگوں کو ہی نہیں بلکہ باقی رشتہ داروں کو بھی بہت آتا تھا کیونکہ کوئی ناجائز سختی نہ کرتے نہ بے جا پابندیاں لگاتے۔

مشکل وقت میں مسکرانے کا پہلا سبق

میں نے کبھی مشکل سے مشکل اور انتہائی پریشانی کے وقت بھی ابا کا پریشان چہرہ نہیں دیکھا ہر حال میں مسکراتے رہنا ان کا شیوہ تھا جب 1953ء کے فساد ہوئے تو ایک دن صبح ہی صبح پولیس رتن باغ لاہور (جہاں ہمارا قیام تھا) پہنچ گئی فجر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا۔ فرمانے لگے ان سے کہو انتظار کریں میں نماز پڑھ کر آیا۔ امی ان دنوں بیمار تھیں۔اور ہسپتال داخل تھیں۔ پولیس کے آنے کی خبر بالکل پُرسکون انداز میں اس طرح سنی جیسے پہلے ہی جانتے تھے خیر پولیس نے تلاشی وغیرہ لی صرف ایک چھوٹا سا پرانا تاریخی خنجر اسے ملا جو کہ امی کو جہیز میں ملا تھا۔اور جدّہ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم کے آباؤ اجداد کے وقت کا چلا آرہا تھا۔ اس پر ابا کو لے گئے۔ بہت کڑا وقت تھا ابا نے کہا میں کپڑے بدل لوں تو چلتا ہوں۔ پولیس والا کمرے کے دروازے پر کھڑا رہا میں، حلمی (میری بہن) اور میرے بڑے بھائی انس اور چھوٹا بھائی فرید ہم ایک لائن میں کھڑے تھے آنکھوں میں آنسو دل کی عجیب حالت ہمارے پاس آئے سب کو ملے پھر میرے چہرے پر تھپکی دے کر بولے ''مسکراؤ، مسکراؤ'' وہ پہلا سبق تھا جو مشکل وقت میں بھی مسکرانے کا ابا نے دیا۔ آپ بھی مسکرا رہے تھے ہمیں بھی مسکرانے کا کہہ رہے تھے۔ نہ وہ وقت بھول سکتی ہوں نہ وہ مسکراتا چہرہ۔ ہمیشہ ہر کام میں ابا نے دل بڑھایا کبھی ایسی کوئی بات نہ کی جس سے کم ہمتی پیدا ہو آپ بھی ہمیشہ حوصلے سے کام لیا اور ہمیں بھی یہی سبق دیا۔

''میری بیٹی بڑے صبر والی''

میرا پہلا پلوٹھی کا بیٹا پیدائش کے وقت ہی فوت ہو گیا جب نرسیں مجھے میرے کمرے کی طرف لے کر جا رہی تھیں تو ابا راستے میں کھڑے تھے آنکھوں میں دکھ لیکن چہرے پر مسکراہٹ میں ابا کو دیکھ کر ہنس دی مجھے ہنستا دیکھ کر ابا کی مسکراہٹ گہری ہوگئی اور آنکھوں میں مَیں نے اطمینان اور پیار دیکھا پھر میرے پلنگ کے پاس ہی بیٹھ گئے اور بازو کو سہلاتے جاتے اور باتیں کر رہے تھے ''تمہارا بیٹا بہت پیارا تھا اتنا خوبصورت بچہ میں نے کبھی نہیں دیکھا اس کا پاؤں بھی بالکل تمہارے جیسا تھا تمہیں پتہ ہے ڈاکٹر سمیع بچے کا افسوس بھی کر رہے تھے اور مجھے مبارکباد بھی دے رہے تھے وہ کہہ رہے تھے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ کی بچی بڑی شیر دل ہے۔ ایسی باتیں کر کے آپ نے میرے اندر ایک نئی روح پھونک دی فرماتے ''میری بیٹی بڑے صبر والی ہے'' اپنے خطبہ جمعہ میں بھی ذکر کیا۔اور بیٹی کو اپنے عظیم باپ کی خاطر صبر والا بننا پڑا۔ نصیحت کرنے کی بجائے وہ اس طرح اچھی باتیں روح میں گھول دیا کرتے۔

تعلیم و تربیت کا خاص اسلوب

ابا کا معمول تھا گرمیوں میں خاص طور پر فجر کی نماز گھر میں باجماعت پڑھاتے رمضان میں حدیث کا درس بھی جب وقت ملتا دیتے ویسے بھی تعلیمی مشاغل میں ہماری مدد کرتے جو بھی سمجھ میں نہ آتا میں ابا سے پڑھ لیا کرتی اردو فارسی امی پڑھاتی تھیں۔ باقی مضامین میں ابا مدد دیا کرتے۔ بہت شوق تھا لیکن مجھے جب ربوہ آکر اردو میں سب پڑھائی کرنی پڑی تو میرے لئے سمجھنا اور کلاس کے ساتھ چلنا مشکل ہوگیا اور میں نے اپنے مضامین بدل دیئے۔ مجھے یاد ہے ابا کو اس بات کا بہت ہی صدمہ ہوا تھا۔ کالج میں میں نے سیاست کا مضمون لیا۔ اس وقت اس مضمون کی ٹیچر نہیں تھیں لیکن ابا نے ہمت بندھائی کہ اگر تمہیں شوق ہے تو ضرور لو میں خود تمہیں پڑھاؤں گا''۔ پھر میں نے لاہور میں فرنچ سینٹر میں داخلہ لیا ابا ان دنوں مغربی ممالک کے دورے پر گئے ہوئے تھے داخلہ لے کر میں نے خط میں اطلاع دے دی سب نے مجھے منع کیا اور ڈرایا کہ ابا ناراض ہوں گے ہر ہفتہ لاہور جا کر کیسے پڑھ سکتی ہو'' لیکن ابا بہت خوش ہوئے واپسی پر بھی میری ہمت بندھائی اور ابا کی ہی مدد سے میں پہلے امتحان میں ہی اچھے نمبروں سے پاس ہوئی حالانکہ میں نے بمشکل ۱۰ کلاسیں لی ہوں گی۔ جب امتحان قریب تھے تو مجھے اپنے پاس بلا لیا پڑھنے کیلئے اپنے کمرے میں بٹھا لیا کرتے تھے تاکہ میں پوری توجہ کے ساتھ پڑھ سکوں پھر مجھ سے زیادہ بیقراری سے نتیجہ کا انتظار کیا خود لاہور فون کروا کر پتہ

کروایا اور اچھے نمبر لینے پر اس قدر خوش ہوئے کہ وہ خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی آج وہ دلچسپی لینے والا ہمت بندھانے والا وجود ہی نہیں رہا رتو ساری ہمتیں ہی جواب دے گئی ہیں شوق بھی کہیں جا سوئے کاش ابّا کا یہ شوق میں اب بھی پورا کر سکوں۔

تعلیم کیساتھ ساتھ کھیلوں کا بھی بہت شوق تھا جسمانی ورزش پر خاص زور دیتے کہ اس سے ذہنی ورزش بھی ہوتی ہے گھر میں کبھی ہم لوگ بیڈمنٹن کبھی کرکٹ وغیرہ کھلتے IN DOOR GAMES بھی رکھی ہوئی تھیں جب بھی فارغ ہوتے ہمارے ساتھ کھیلتے شام کو بیڈمنٹن وغیرہ ضرور کھیلتے چھٹیوں میں ایک بار ہمیں تیر کمان سے نشانہ لینے سکھائے ایک بار گھوڑسواری سکھانی شروع کی کبھی چھرے والی بندوق سے نشانے بھی لگواتے گرمیوں کی چھٹیوں میں اکثر ہماری PICNIC یہ ہوتی کہ صبح سویرے ناشتہ ٹوکریوں میں بند کر کے ہم لوگ پیدل ڈگری کالج کے کنوئیں پر چلے جاتے وہاں مالیوں سے کام بھی کرواتے ساتھ ہی تفریح بھی ہوجاتی گھر کے کاموں میں بھی مدد کروادیا کرتے ایک بار چھٹیوں میں ہمارے پاس کوئی نوکر نہیں تھا امی نے کہا سب باری باری کھانا پکائیں گے اور ابا نے کہا ہر شخص اپنے برتن خود دھوئے گا یہ معمول بنا پہلے دن امی نے کھانا پکایا اگلے دن (میری بہن) حلمی نے تیسرے دن میری باری آئی ان دنوں آگ سے مجھے بہت ڈر لگتا تھا مٹی کے تیل کے چولہے ہوتے تھے نہ جلانے آئیں نہ بجھانے قیمہ پکانا تھا وہ تو اچھا پک گیا اب گرم دیگچی کون اتارے۔ امی سے ان دنوں ذرا خوف آیا کرتا تھا۔ جا کر ابا کو بلایا کہ جلدی چلیں۔ ابا اپنا کام چھوڑ میرے ساتھ چل پڑے کہ ہوا کیا ہے۔ میں نے کہا "ذرا یہ دیگچی چولہے پر سے اتار دیں"۔ ابا نے وہ دیگچی اتاری چولہا بند کیا لیکن اتنے میں قیمہ کافی جل چکا تھا۔ کام تو میرا کردیا لیکن ساتھ ہی نصیحت بھی کی کہ امی کے ساتھ روزانہ کام میں ہاتھ بٹایا کرو۔ بہت فراست تھی اور صائب الرائے تھے. جب بھی ملک میں انتخابات وغیرہ کا دور ہوتا۔ اردگرد کے لوگ ابا سے مشورہ لینے ضرور آتے اور ابا انہیں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے اور جسے اپنے مقصد میں مخلص سمجھتے اس کی حتی المقدور مدد بھی ضرور کرتے۔ مجھے یاد ہے ان دنوں ہمارے گھر لوگوں کا تانتا بندھا رہتا۔

سفارش سے انتہائی نفرت

سفارشوں سے سخت چڑ تھی اور رشوت سے تو انتہائی کراہت کرتے تھے۔ جب بھی کالج میں داخلے کا وقت ہوتا۔ مجھے یاد ہے کہ کوئی نہ کوئی عورت اپنے بیٹے کی سفارش لیکر آجاتی۔ ہمیشہ اسے صاف جواب دیدیتے کہ اگر تمہارا بیٹا لائق ہوا اور کالج کے بنائے ہوئے اصولوں پر پورا اترا تو یوں بھی داخل ہوجائے گا لیکن اگر ساتھ سفارش ہوئی تو میں ہرگز داخل نہ کروں گا اور ان دنوں میں کسی کا لایا ہوا تحفہ بھی نہ لیتے تھے اور امی کو بھی پتہ تھا کہ یہ بیٹے کو داخل کروانے کے لئے رشوت ہے اس لئے اکثر خود ہی واپس کردیا کرتیں۔

باغیرت، خوددار. بااصول

بے حد باعزت، خوددار اور بااصول انسان تھے جن باتوں کو ناپسند کرتے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ کسی کا کپڑا مانگ کر عارضی طور پر بھی پہن لیا جائے۔ جیسے عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ مختلف موقعوں پر یعنی شادی بیاہ یا دعوت وغیرہ پر ایک دوسرے کا زیور یا میچنگ جوتا یا کپڑا لیکر پہن لیا، ابا اس کو بہت ناپسند کرتے تھے اور ہم لوگوں کا ایسا کرنا تو بہت ناپسند کرتے تھے۔ کپڑا تو الگ رہا زیور جوتا بھی کسی سے مانگ کر ہم لوگوں کا پہننا گوارہ نا تھا صاف کہہ دیا کرتے تھے کہ اس بات سے مجھے سخت چڑ ہے کم از کم تم لوگ ایسے نہ کیا کرو صرف امی سے لینے کی اجازت تھی. ورنہ ہم بہنیں، بھاوجیں بھی ایسا نہ کرسکتی تھیں مگر مجھے لگتا ہے کھل کر کبھی کسی بات پر سختی کی تو وہ یہی تھی۔

بچوں کی تربیت کا اسلوب

تربیت کے معاملے میں یہ اصول تھا کہ بچوں پر کبھی سختی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اولاد کو اگر دوست بنا کر رکھو تو ان کی ہر اچھائی برائی سامنے ہوگی اور انہیں جھوٹ بولنے اور چھپ کے برائی کرنے کی عادت نہیں پڑیگی بچوں پر اعتماد کروگے تو وہ بھی کریں گے اور جب بچوں کی بات سامنے ہوگی تو انہیں سمجھایا بھی جاسکتا ہے۔ برائی سے روکا جاسکتا ہے لیکن دوست بن کر۔ سختی کرنے سے بچہ ماں باپ سے بھی بھاگتا ہے اور اپنے ماحول سے بھی اور اس طرح وہ بہت سی برائیوں کا شکار ہوجاتا ہے اور یہی آج کل ساری دنیا کا مسئلہ بنا ہوا ہے بچوں سے بے پرواہی نہیں برتنے دیتے تھے نہ خود برتتے تھے ہم سے ہمیشہ دوست کی طرح سلوک کرتے اور بہت توجہ دینے والے اور انتہائی شفقت کرنے والے باپ تھے۔ بچوں کی سکول کی، کالج کی، یا گھریلو ان کی ہر ACTIVITY میں خود اتنی دلچسپی لیتے کہ ہر کام میں ہی شوق پیدا ہوجاتا لیکن کڑی نگرانی بھی ساتھ رکھتے جو بچوں کو بظاہر

پتہ بھی نہ چلتی۔جب مجھے اور حلمی کو سیکرٹ ہارٹ سکول میں داخل کروایا تو وہاں کی ہیڈ مسٹرس جو کہ MOTHER کہلاتی ہے اسے لکھ کر دیا ہوا تھا میری بچیاں ڈراموں میں اور میوزک کلاس میں یا لاٹری میں حصہ نہیں لیں گی ہمیں اس کا بالکل علم نہ تھا ایکبار میں نے لاٹری کا ٹکٹ خرید لیا ایک گڑیا کی لاٹری تھی اور اتفاق سے وہ میرے نام نکل آئی لیکن عین وقت پر REVERDO MOTHER پہنچ گئیں اور کہا کہ تمہیں یہ گڑیا نہیں مل سکتی کیونکہ تمہارے ابّا نے منع کیا ہوا ہے لہٰذا لاٹری دوبارہ نکالی جائے اس وقت یہ بہت برا لگا۔ بھلا میرے پاس بیچنے کی ضرورت کیا تھی۔ ریورنڈ مدر پر بھی غصہ آیا لیکن ابّا کی بات تو بہر حال ماننی تھی۔اس طرح PIANO سیکھنے کا شوق ہوا لیکن پہلی کلاس کے بعد ہی آڈر آ گیا کہ اسے میوزک کلاس میں نہیں رکھنا کیونکہ اس کے ابّا نے منع کیا ہوا ہے۔ مجھے یاد ہے سکول نے ایک ڈرامہ REUREMD MOTHER نے لکھ کر ابّا سے خاص اجازت لی کہ اس نے ایکٹنگ نہیں کرنی صرف یہ پری بن کر خاموش کھڑی رہے گی۔ آپ اجازت دے دیں۔ بڑی مشکل سے مشروط طور پر اجازت ملی۔ بہت پیار کرتے تھے بہت ہی زیادہ لیکن بگاڑنے کے لئے نہیں بنانے کے لئے تڑپ تھی کہ بچے اسلام اور احمدیت کے اصولوں پر چلنے والے ہوں۔ خاندانی وقار قائم رکھنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والے عجز بندے بنیں علم حاصل کریں اچھے اخلاق پیدا کریں لیکن کبھی نصیحت عام نصیحت کے انداز میں نہیں کی ہمیشہ جب بھی کوئی بات دیکھی تو سب میں بیٹھ کر کبھی آنحضرت ﷺ کا کوئی قول سنا دیا یا بتا دیا کہ آپ یہ فرماتے تھے۔ کبھی حضرت مسیح الزمان کا کوئی حوالہ یا واقعہ کبھی حضور (حضرت مصلح موعود) کی کوئی بات تو کبھی حضرت امّاں جان کی کوئی مثال۔ جب بھی اچانک اس طرح کی کوئی بات کرتے تو میں سمجھ جاتی کہ ہم میں سے کسی سے کوئی غلطی ہوگئی ہے۔ لیکن ایسا کرنے والا کون ہے یہ سوائے خود کے کبھی کسی کو پتہ نہ چلا اور یا کبھی کوئی بات پسند نہ آئی تو وہی بات پکڑ کر چھیڑنا شروع کر دیتے۔ بظاہر ہنس رہے ہوتے لیکن سمجھ جاتا کہ یہ بات پسند نہیں آئی۔ یا بچوں کو کوئی بری حرکت کرتے دیکھتے تو کہتے ''اوں ہوں شرم شرم'' اور بچہ واقعی اپنی حرکت پر شرما جاتا۔ جھوٹ کم ہمتی، بزدلی اور رونی صورت برداشت نہ تھی۔ فرماتے ہر حال میں ہر وقت مسکراتے رہنا چاہئے۔ ہر ایک سے اس کے ظرف اور طاقت کے مطابق سلوک کرتے مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسا حکم دیا ہو جو میں نہ کر سکوں اگر مجھ میں کوئی کمزوری ہے تو اسے حکم کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی۔

امّی سے انتہائی محبت اور احترام

امّی سے ہمیشہ انتہائی محبت اور احترام کا سلوک کرتے مجھ سے انتہائی لاڈ پیار تھا لیکن میری مجال نہیں تھی کہ میں کبھی امّی کی شکایت کروں یا امّی کے ساتھ بدتمیزی سے بول جاؤں خود بھی عزت کرتے اور بچوں سے بھی کرواتے یہی وجہ تھی کہ ہم پر امّی کا زیادہ رُعب تھا۔ اور ابّا سے خلافت کے زمانہ سے پہلے میری زیادہ بے تکلفی تھی بعد میں پھر ایک قدرتی رعب اور خوف طاری ہو گیا امی کی ہر بات کا خیال رکھتے، نرمی سے گفتگو کرتے، عزت سے پکارتے، خواہشوں کا احترام کرتے، کتنے پیارے تھے میرے ابّا۔ بیوی اور بچوں سے سلوک میں ہو بہو حضرت اقدس مسیح دوراں کی تصویر تھے۔ غالباً حضرت اماں جان کی تربیت کا اثر تھا۔ جو باتیں حضرت اماں جان اور آپ کی اولاد نے حضرت اقدسؑ کے متعلق بتائیں میں نے ابّا کو ویسا ہی پایا۔ ایک دفعہ ابّا کو کسی نے کہا کہ فلاں شخص اپنی بیوی کو سب کے سامنے اونچی اونچی آواز میں ڈانٹ رہا تھا ابّا نے کیا اس سے کہنا آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا ہے اپنی بیویوں سے نرمی اور محبت کا سلوک کرو۔ اور میری طرف سے جا کر کہنا! پھر ایک دن اسلام آباد میں کہنے لگے ''میں سب مردوں کو کہتا ہوں کہ اپنی بیویوں کو آپ کہہ کر مخاطب ہوا کریں''۔ اس پر میری ایک کزن نے یہ لطیفہ کیا کہ جب ابّا نے یہ بات دہرائی تو فوراً اپنے میاں کی طرف مڑ کر بولیں سنو! تم نے مجھے اب تک ''آپ نہیں کہنا شروع کیا''۔ ابّا بھی سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

مسحور کُن مقناطیسی شخصیت

ابّا کی شخصیت مسحور کُن تھی ایک عجیب مقناطیسی کشش اور حسن تھا جو سب کو مسحور کر دیتا 1973ء میں جب باہر تشریف لے گئے تو میں بھی بعد میں چلی گئی اور یورپ کے دورے میں ساتھ رہی وہاں انگلینڈ اور یورپ میں جو نظارے میں نے دیکھے ان کا کیف آج تک محسوس ہوتا ہے ابّا کہیں بھی جاتے کوئی سیر ہو یا دوکان یا ریسٹورینٹ لوگ سب کام چھوڑ کر ابّا کی طرف دیکھنے لگتے کچھ بات کرنے سے جھجکتے اور کچھ لوگ آگے بڑھ کر جھجکتے ہوئے بات کرتے اور جب ابّا مسکراتے ہوئے بے تکلفی سے بات شروع کر دیتے تو وہ بھی بے تکلف ہو جاتے لیکن انتہائی اَدب سے گفتگو کرتے سب کے ہونٹوں پر خود بخود مسکراہٹ آ جاتی۔ آنکھوں میں تعریفی اور سراہنے والے جذبات ہوتے پیار ہوتا عزت ہوتی

ابّا ایک منٹ میں سب کو بے تکلف کر لیتے لوگ پھر کُھل کر باتیں کرنے لگتے انگلینڈ میں یہ بات عام طور پر دیکھی جاتی ہے کہ وہاں کے بوڑھے خود باتیں کرتے ہیں ورنہ جوان اور بچے ذرا اپنے آپ کو لئے دیئے رکھتے ہیں لیکن میں نے دیکھا ابّا کی طرف جوان اور بچے خاص طور پر کھنچے چلے آتے تھے۔ ایکدفعہ کہیں سیر کو گئے کائی CASTLE دیکھنے۔ غالباً ہماری کاروں کے ساتھ ہی ایک بس رکی اس میں سے کوئی پندرہ بیس لڑکے جو نوسال سے اٹھارہ سال کی عمر کے تھے اترے اور ابّا کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ یہ اطالوی بچے تھے کچھ جھجکتے ہوئے قریب آئے اور ایک بولا "یہ عرب شیخ ہے" ابّا نے سن لیا اور ان کے پاس چلے گئے اور بتایا "میں عرب شیخ نہیں ہوں میں تو پاکستانی ہوں"۔ ابّا کو باتیں کرتے دیکھ کر باقی بچے بھی قریب آگئے اور پھر سب نے باتیں شروع کر دیں۔ غانا والے وہاب صاحب بھی ساتھ تھے انہوں نے بچوں کو بتایا کہ "یہ ہمارے خلیفہ ہیں" تو ایک بچہ دوسرے سے بولا "یہ مسلم خلیفہ ہیں ان کی چار بیویاں ہیں تین ساتھ لے آئے ہیں ایک کو بچوں کے پاس چھوڑ آئے ہوں گے"۔ ابّا نے سنا تو بہت ہنسے اور ان بچوں سے کہا کہ "میری ایک ہی بیوی ہے اور یہ میری بہو اور بیٹی ہیں"۔ ارد گرد اور لوگ بھی آ کھڑے ہو گئے تھے ان کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ "میرا خیال ہے۔ ONE WIFE IS MORE THAN ENOUGH. یعنی ایک بیوی کافی سے زیادہ ہے"۔ یہ سن کر سب لوگ ہنس پڑے. ہم VENIEC گئے وہاں ایک SQUARE بنا ہوا ہے۔ جس پر جس کا نام ST.MARCO,s SQUARE کا چرچ ہے جس پر بڑی خوبصورت تصویریں بنی ہوئی ہیں دونوں طرف برآمدوں کے آگے کرسیاں وغیرہ رکھی ہوئی ہیں اور لوگ چائے وغیرہ پیتے ہیں ہم لوگ ہوٹل سے نکلے تو ابّا نے امی سے کہا "تم لوگ St.MARCO;S SQUAR جاؤ میں آرام سے تصویریں کھینچتا ہوا آؤں گا"۔ خیر ہمارا تھوڑا ہی فاصلہ تھا۔ اس VENIEC شہر میں دنیا کے کونے کونے سے لوگ جمع ہوتے ہیں میں نے دیکھا سب ہی ابّا کی تصویریں لینے لگ گئے۔ ہم لوگوں کو برقعے میں حیرت سے دیکھتے لیکن کوئی خاص توجہ کسی نے نہیں دی۔ لیکن جوں ہی ابّا اس SQUAR میں داخل ہوئے ایک ایک کر کے تمام لوگ چائے وائے چھوڑ کر ابّا کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ جیسے چھتے کے ساتھ شہد کی مکھیاں چمٹتی ہیں اس طرح گھیرے میں لے لیا کئی سو آدمی ارد گرد اکٹھا ہو گیا سوال و جواب شروع ہو گئے۔ ابّا نے چرچ کی طرف انگلی اٹھا کر کہا "جس طرح آپ لوگ مذہب سے دور جا رہے ہیں میرے خیال میں اگلے بیس سال میں یہ چرچ صرف تفریح گاہ ہی رہ جائے گا"۔ ایک نوجوان بڑے جوش سے بولا "آپ بیس سال کہہ رہے ہیں میرا خیال ہے اگلے دو سال میں ہی ایسا ہو جائے گا"۔ اس طرح کے بے شمار نظارے دیکھنے میں آئے۔ بچوں سے تو ابّا بہت ہی محبت کرتے تھے۔

محبت کا بہتا ہوا چشمہ

میں نے دیکھا کہ جماعت کے لوگوں کو تو تھا ہی عشق لیکن غیر بچے بھی ابّا کی طرف کھنچے چلے آتے اور منٹوں میں بے تکلف ہو جاتے اور اس کے علاوہ باقی دنیا کے لئے بھی ابّا کی ہستی ایسی تھی جیسے محبت کا بہتا ہوا چشمہ جو ایکبار بھی ملا وہ بھول نہیں سکتا اس کی مثال میں نے SPAIN کی مسجد بشارت کے افتتاح کے وقت دیکھی جو عورتیں مسجد کی بنیاد رکھنے کے موقع پر (جو ابّا نے رکھی تھی) موجود تھیں وہ آنسوؤں کے ساتھ ابّا اور امی کو یاد کر رہی تھیں ایک ڈاکٹر کی بیوی ملی وہ مسجد کی بنیاد رکھنے کے وقت بھی آئی تھی اسے ابّا کی وفات کا علم نہیں تھا ٹی وی پر افتتاح کے متعلق سنا تو آ گئی۔ اس نے خود بتایا کہ "جب میں نے ان کو نہ دیکھا اور وفات کا پتہ چلا تو مجھے بہت SHOCK پہنچا میں تو ان دونوں سے دوبارہ ملنے کی حسرت لیکر آئی تھی اور دو سال سے اس فنکشن کا انتظار کر رہی تھی جس جذبے سے انہوں بنیاد رکھی اور جس طرح دعائیں کیں اور ان کے چہرے کے وہ تاثرات میں کبھی نہیں بھلا سکتی لیکن پھر میں نے یہ سوچ کر دل کو تسلی دی کہ وہ یقیناً روحانی طور پر اس تقریب میں شامل ہوں گے۔ اور سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے کیا ہوا اگر ان کا جسم یہاں موجود نہیں" یہ سب باتیں بتاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ مجھے بھی تسلی دے رہی تھی وہ کوئی احمدی عورت نہ تھی بلکہ سپینش غیر مسلم عورت تھی۔

امّی کی وفات کا گہرا اثر

لیکن ابّا کی وہ مسحور کُن زندہ مسکراہٹ امی کی وفات کے ساتھ ماند پڑ گئی مسکراتے تو اب بھی تھے اور انتہائی صبر کا عملی نمونہ ہمیں دکھایا لیکن اب چہرے پر اداسی کی چھاپ آ گئی تھی بے قراری بہت بڑھ گئی تھی ایکدن کہنے لگے "پہلے سنا اور پڑھا تھا کہ ہوکیں اُٹھتی ہیں لیکن کبھی اس کی سمجھ نہیں آئی تھی آج معلوم ہوا کہ ہُوک کیا ہوتی ہے"۔ ایک دن فرمانے لگے کہ "میں جب تک اپنے کام میں مصروف رہتا ہوں مجھے خیال بھی نہیں آتا لیکن جب کام ختم کر کے گھر کی طرف چلتا ہوں

نیزے کی انی کی طرح منصورہ بیگم کی یاد میرے دل میں چبھتی ہے اور مجھ سے برداشت نہیں ہوتا"۔ امی کا ذکر کرتے تو اکثر آواز بھرا جاتی لیکن ضبط کر جاتے فارغ وقت میں امی ہی کا ذکر ہوتا اور کبھی تصویریں وغیرہ نکال کر ہم لوگوں کو دکھاتے ان کو ترتیب سے البم میں لگاتے۔ بچوں سے دوستی کی ایک مثال دوں آپ کو۔ جب لوگوں نے ابا کو شادی کے متعلق لکھنا شروع کیا تو سب پہلے اس کا ذکر ابا نے مجھ سے ہی کیا مجھے بتایا کہ لوگ لکھ رہے ہیں کہ "حضور آپ کو تو شاید نہ ضرورت ہو لیکن جماعت کو ایک ماں کی اشد ضرورت ہے خاص طور پر عورتوں کو" کئی لوگوں نے خوابیں لکھیں کہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے آپ کو شادی کر لینی چاہئے ابا نے کہا کہ "دعا کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر خود ہی اس کے سامان پیدا کرے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا" کئی دفعہ یہ بھی کہا کہ "میں تو یہ دعا کرتا ہوں کہ خدایا مجھے کسی کا محتاج نہ بنانا" اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سن لی اور پوری کر دی کیونکہ بیوی کے ساتھ محتاجی کا احساس نہیں ہوتا۔ پھر شادی کے بعد آپا طاہرہ سے بے حد محبت کا سلوک کیا ان کا ہر طرح سے خیال رکھا یہ ان کے بیحد وسیع القلب ہونے کی دلیل ہے شادی کے سلسلے میں جو بھی بات ہوتی وہ مجھ سے ضرور کرتے باقی بچوں کو بھی اعتماد میں لیا کوئی قدم بھی ہمیں بتائے بغیر نہیں اٹھایا لوگوں کی باتیں سنتے اور نظر انداز کر دیتے کیونکہ الٰہی منشاء کے مطابق سب کام کر رہے تھے انہیں دنیا کی پرواہ نہیں تھی ایک دن میرا بازو پکڑ کر بولے "دنیا سے کبھی نہ ڈرنا اس کی تو عادت ہے بولنے کی صدا سے بول رہی ہے اور ہمیشہ بولے چلی جائے گی"

امّی کی وفات کے بعد آپ کا معمول

امی کی وفات کے بعد میں چونکہ ابا کے پاس ہی ہوتی تھی اس لئے اور قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا کھانا ہمیشہ کم کھاتے تھے اب اور بھی کم ہو گیا کام بہت زیادہ کرتے تھے اکثر رات کو تین تین بجے تک ڈاک وغیرہ دیکھتے رہتے صبح کی نماز کے بعد کچھ دیر سوتے پھر آٹھ ساڑھے آٹھ ناشتہ کر کے تیار ہو کر دفتر چلے جاتے۔ دوپہر کو کوئی پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ کام کرتے پھر نماز کے بعد قصر خلافت کی عمارت دیکھنے جاتے واپس آ کر باہر ٹہلنے نکل جاتے پھر آ کر چائے پیتے الفضل پڑھتے ڈاک دیکھنے لگ جاتے کوئی ملنے آ جاتا تو اس سے باتیں کرتے مغرب کی نماز کے بعد کبھی رشتہ دار جو آئے ہوتے ان سے ملتے یا کام زیادہ ہوتا تو دفتر چلے جاتے کبھی ملاقات کے لئے باہر سے لوگ آ جاتے پھر عشاء کی نماز اور کھانے کے بعد ہم لوگوں میں کچھ دیر بیٹھتے اور پرانی باتیں سناتے رہتے اس کے بعد پھر رات کے ڈھائی تین بجے تک اپنا کام کرتے تین چار بار شکار پر بھی گئے کئی دفعہ شام کو ہم سے AIR GUN سے ٹارگٹ شوٹنگ کروائی غرض اپنے آپ کو بالکل مصروف رکھتے۔

بعض دعائیں جو آپ کا معمول تھیں

دو بار اسلام آباد گئے۔ میں ساتھ ہوتی۔ رستہ میں ان دنوں یہ دعا بار بار پڑھتے۔﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ ایک دن خود ہی مجھ سے فرمایا کہ یہ دعا خود بخود میری زبان پر جاری ہوگئی ہے۔ ورنہ میں سفر میں عام طور پر دوسری دعائیں اور درود وغیرہ زیادہ پڑھتا ہوں۔ ایک بار ہم اسلام آباد جا رہے تھے تو رستہ میں مجھ سے فرمایا کہ "جو عورت بھی رستہ میں ملے اسے ہاتھ سے سلام کیا کرو۔ اسلام یہی کہتا ہے سب کو سلام کرو خواہ جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ خود بھی ایسا ہی کیا کرتے۔ رستہ میں جتنے بھی لوگ دیہاتی ہوں یا دوسرے یا بچے گزرتے نظر آتے انہیں ہاتھ اٹھا کر ضرور سلام کرتے دعاؤں پر بہت زور دیتے تھے اور خدا تعالیٰ پر کامل توکل رکھتے۔ ہر کام سے پہلے دعا کرنا آپ کی عادت تھی۔ جب ہم بچے تھے تو کھانے سے پہلے ابا بلند آواز میں بسم اللہ پڑھتے اور کھانے کے بعد بلند آواز میں الحمد للہ۔ تا کہ ہمیں ایسی عادت پڑے ہر سفر میں بلند آواز میں دعا پڑھتے۔ بسم اللّٰہ مجرھا ومرسٰھا انّ ربّی لغفور رّحیم۔ بسم اللّٰہ توکلتُ علی اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ۔ مجھے کئی بار یہ فرمایا کہ اگر تم ہر کام سے پہلے اور کہیں بھی آتے جاتے وقت یا خوف اور گھبراہٹ کی حالت میں یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ بسم اللّٰہ توکلت علی اللّٰہ ولا حول ولا قوّۃ الّا باللّٰہ۔ تو تمہارے کام بھی انشاء اللہ ٹھیک ہوں گے اور خوف اور گھبراہٹ بھی نہیں ہوگی۔ اس دعا پر بہت زور دیتے۔ سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمدٍ و علیٰ اٰلِ محمدٍ۔ اور ربّ کُلّ شیئٍ خادمک ربّ فاحفظنا وانصرنا وارحمنا۔ فرماتے رات کو تینوں قُل پڑھ کر سویا کرو۔ خدا پر کامل توکل تھا اسی لئے تو مشکل سے مشکل کام یا وقت میں بھی ابا پر گھبراہٹ طاری نہ ہوتی رزق کے لئے تو میں نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کو پریشان ہوتے نہیں دیکھا ایک بار اپنا بٹوہ کھول کر مجھے دکھاتے ہوئے فرمایا "خدا تعالیٰ کا اس بٹوے سے یہ سلوک

ہے اسے کبھی خالی نہیں ہونے دیتا'' اور خدا تعالیٰ جو بھی آپ کو دیتا وہ اس کی راہ میں خرچ کئے چلے جاتے اکثر ایسے نظارے دیکھے کہ جیب میں ہاتھ ڈالتے اور بے تحاشہ رقم غریبوں اور مستحقین کو بانٹتے چلے جاتے بہت TIP دینے کی عادت تھی ہوٹل میں جاتے تو بیروں کو بہت زیادہ TIP دیدیتے۔ ڈاک بنگلہ میں ٹھہرتے تو چوکیدار کو سو پچاس ضرور دے دیتے۔ ملک سے باہر جب جاتے وہاں بھی یہی حال ہوتا اتنی عادت تھی TIP دینے کی کہ بعض جگہ لطیفے بھی ہو جاتے۔ ایک بار سکاٹ لینڈ میں گریٹنا گرین کے پادری کو گائیڈ سمجھ کر دس پونڈ دے دیئے اس کا منہ سرخ ہو گیا اور کہنے لگا کہ ''میں پادری ہوں لیکن آپ کا تحفہ واپس نہیں کروں گا''۔ آپ مجھے اس پر اپنے دستخط کر کے دے دیں۔ وینس میں ایک جزیرہ ہے وہاں شیشے کی FACTORY ہے ہمیں دکھانے لے کر گئے اس فیکٹری کا مینیجنگ ڈائریکٹر خود ابّا کے ساتھ ہو لیا اور ساری فیکٹری دکھائی اس کو بھی چلتے ہوئے کافی رقم دے دی اور جب اس کے چہرے کا رنگ دیکھا تو فوراً بولے ''یہاں کام کرنے والوں کو میری طرف سے انعام دیدیں'' پھر اس کا نام وغیرہ پوچھا تو پتہ چلا کہ یہ مینیجنگ ڈائریکٹر ہے۔ فرمایا کرتے ''خدا تعالیٰ اتنا پیار کرنے والا اور اس قدر دیتا ہے بے شمار اس کے فضل ہیں کہ اگر ہم تمام عمر بھی شکر کرتے رہیں تو بھی کم ہے''۔

آپ کی بتائی ہوئی ایک دو باتیں۔

ان دنوں کی بتائی ہوئی ایک دو باتیں اب تک دماغ میں گونجتی ہیں رات کا وقت تھا ہم سب بیٹھے تھے اچانک باتیں کرتے کرتے فرمایا کہ اپنے دوست سے ہمیشہ دوستی نبھانی چاہئے حضرت مسیح الزماںؑ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ''اگر ہمارا دوست شراب پی کر گندی نالی میں بھی بدمست ، گرا پڑا ہو تو اسے اٹھا کر ہم گھر لے آئیں گے اور پرواہ نہ کریں گے کہ دنیا ہمیں کیا کہتی ہے''۔ پھر ایک دن کھانے کی میز پر فرمایا ''آنحضرت ﷺ ایک بار ایک صحابی سے ناراض ہو گئے اور اس سے بات چیت چھوڑ دی ایک مجلس میں چند دوسرے لوگوں نے اپنی طرف سے خوش کرنے کے لئے اس شخص کی برائی کرنی شروع کر دی تو آنحضرت ﷺ نے بڑے جلال سے فرمایا ''اس کیلئے یہ سزا بہت ہے کہ میں اس سے ناراض ہوں تم لوگ اس کی برائی کر کے اچھا نہیں کر رہے''۔ کچھ اس قسم کے الفاظ تھے۔ گویا آنحضرت ﷺ نے اس کی برائی کرنے کو بے حد بُرا سمجھا یہ حدیث اچانک اس طرح سنائی کہ خیال ہوا کہ یقیناً آج کوئی ایسی بات ہوئی ہے یا ہمیں INDIRECT طریقے پر نصیحت کر رہے تھے کہ ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

میری ایک بیماری پر حضور کی پریشانی۔

ایک دفعہ میں بیمار ہوئی بڑا شدید PENCRITITUS کا دورہ پڑا ابّا اس قدر پریشان ہوئے کہ جس کی حد نہیں. ایک دن میری طبیعت بہت بگڑ گئی میں نے گھبرا کر ابّا کو بلوایا ساتھ والے کمرے میں بیٹھے تھے فوراً آ گئے میرے پاس پلنگ پر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا ابّا مجھے کچھ ہو رہا ہے میرے لئے دعا کریں ''اللہ فضل کرے اللہ فضل کرے'' یہ کہتے ہوئے ایک ہاتھ سے اپنی پیشانی پکڑ کر سر جھکا کر بیٹھ گئے اور دعائیں کرتے رہے۔ میری حالت اتنی خراب تھی کہ ٹانگیں بالکل سن ہو چکی تھیں اور دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دل میرے سینے سے نکل کر حلق میں آ گیا ہے سانس تیز اور اکھڑی اکھڑی آ رہی تھی میں سمجھی کہ میرا وقت قریب ہے اس حالت میں بھی جب ابّا پر نظر اٹھی تو آپ کے چہرہ پر اتنی پریشانی کے آثار تھے کہ میں برداشت نہ کر سکی اور بے اختیار یہ دعا نکلی یا اللہ ابّا کو اب کوئی دکھ نہ دکھانا۔ اتنی طبیعت خراب ہونے کے باوجود اب تک وہ چہرہ میرے ذہن پر نقش ہے۔ پھر چند دن بعد مجھے اسلام آباد لے کر گئے۔ ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کو بلوا کر دکھایا۔ اور تاکید کی کہ مکمل Check up ہونا چاہئے۔ ہر طرح میرا خیال رکھا اور میرے لئے پریشانیاں اٹھائیں لیکن آج وہ کہاں وہ میرا خیال رکھنے والا مجھے ساری عمر کی پریشانیاں دے کر چلا گیا۔ لکھنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن اب اور لکھا نہیں جاتا۔ میرے پیارے ابّا! میرے پیارے آقا! میرے محسن! میرے شفیق! میرے دوست! خدا حافظ۔

تمہاری قبر پر تا حشر بارانِ کرم برسے
تمہاری روح کو حاصل ہو وصل و رحمت باری
خدا حافظ تمہارا ہو تمہیں جس نے بلایا ہے
ہمارا بھی خدا حافظ خدا داری چہ غم داری

(بحوالہ مصباح۔ دسمبر ۱۹۸۲ء۔ جنوری ۱۹۸۳ء)

﴿خَیرُکُم خَیرُکُم لِاَھلِہٖ﴾

حضرت سیدہ آپا طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ جو مختصر وقت گزرا، ان حسین یادوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

"حضورؒ نے اپنی ہر استعداد کو خُدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ انتہا تک پہنچا دیا اسوہء رسولؐ پر اس حد تک عمل فرمایا کہ آپؒ کے جسم اور روح، قول اور فعل کا ذرہ ذرہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ آپؒ نے اپنی تمام عمر خُدا اور اس کے رسولؐ کے حکموں کی پیروی کرتے ہوئے گزاری"

اسوہء نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کا نمونہ:

ایک مرتبہ جمعہ کی نماز پڑھانے کے بعد حضورؒ جب واپس گھر تشریف لائے تو مجھ سے خطبہ کے متعلق میرے تاثرات پوچھے میں نے عرض کیا کہ

"حضور نے خطبہ میں رسول اکرم ﷺ کے اسوہء حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی جو تشریح فرمائی ہے وہ مجھے بہت اچھی لگی ہے"۔ حضور کے ارشاد کا مفہوم یہ تھا کہ آپ ﷺ کو خُدا تعالیٰ نے مختلف استعدادیں سب انسانوں سے بڑھ کر دیں اور انہوں نے اپنی ان تمام استعدادوں کی نشو ونما کو اپنی انتہا تک پہنچایا۔ پس اسوہء حسنہ پر عمل پیرا ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ہر انسان کو جو روحانی، جسمانی، اخلاقی اور طبعی استعدادیں عطا کی گئی ہیں وہ انہیں ان کے نقطہء کمال تک پہنچائے۔ حضور کی زندگی اور شخصیت پر حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضور نے اپنی ہر استعداد کو خُدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ انتہا تک پہنچایا۔ اسوہء رسول ﷺ پر اس حد تک عمل فرمایا کہ آپ کے جسم اور روح قول اور فعل کا ذرہ ذرہ اور آپ کی زندگی کا ہر ہر لحہ اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ آپ نے اپنی تمام عمر خُدا اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کی پیروی کرتے ہوئے گزاری۔

پردہ کا انتہائی اہتمام:

پردے کا انتہائی خیال تھا اور اس ذمہ داری کا احساس مجھ میں پیدا فرماتے تھے کہ جماعت کی عورتوں کے لیے تم نے ایک نمونہ بننا ہے چنانچہ شادی سے پہلے اگر چہ پردہ تو میں کرتی تھی لیکن وہ اتنا مکمل نہ تھا جتنا کہ اسے حضور کے نزدیک ہونا چاہیے تھا چنانچہ شادی کے بعد میں پہلی دفعہ جب اپنی امی کی طرف گئی تو واپسی پر حضور ساتھ تھے۔ میں پردے کے لیے عینک کا استعمال نہ کرتی تھی حضور فرمانے لگے "تمہاری عینک کہاں ہے؟" میں نے کہا "وہ تو گھر ہے" فرمانے لگے اچھا پھر دونوں نقاب گرالو اور پھر جب ہم پہلی بار اسلام آباد گئے تو حضور نے خود پسند فرما کر میرے لیے گہرے رنگ کے شیشوں والی عینک بنوائی اور اس بات کا خاص خیال رکھا کہ کہیں اس میں سے آنکھیں نظر تو نہیں آتیں۔

جماعت مجھ سے بہت پیار کرتی ہے:

افراد جماعت کو دلی محبت اور پیار حضور سے تھا آپ کو اس کا گہرا احساس تھا اور اس احساس سے لذت محسوس کرتے تھے۔ بار ہا مجھ سے فرمایا "جماعت مجھ سے بہت پیار کرتی ہے"۔ حضورؒ کا حسن سلوک اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ قابلِ رشک حد تک خوبصورت تھا۔ مجھے وہ الفاظ نہیں ملتے جن سے مَیں اس کا نقشہ کھینچ سکوں۔ بس اتنا کہہ سکتی ہوں کہ چاروں طرف پیار ہی پیار تھا۔ شفقت ہی شفقت تھی اور اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اتنا گہرا اور شدید پیار اور اتنی شفقت کہ عام انسان تو اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ بسا اوقات میں خود حیران رہ جاتی۔ میری تربیت کا ہر چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی خیال رہتا لیکن ہر بات اتنے پیار سے اور نرم انداز سے کہتے کہ مجھے بُرا محسوس نہ ہوتا۔ جذبات کا خیال بڑی باریکی سے رکھتے۔ بعض اوقات میں نے وہ بات محسوس بھی نہ کی ہوتی تھی لیکن حضور کو اس کا احساس ہوتا کہ شاید اس نے محسوس کیا ہو اور خود ہی اس کا ازالہ کرنے کی کوشش فرماتے۔ زندگی کے ہر پہلو پر جب میں نظر ڈالتی ہوں تو یہی محسوس کرتی ہوں کہ حضور اسکے لئے میری کسی نہ کسی رنگ میں ضرور راہنمائی فرما گئے ہیں۔ شروع شروع میں جب مَیں نے گھر والوں سے اور دیگر لوگوں سے ملنا جلنا شروع کیا تو حضور نے مجھے نصیحت فرمائی کہ "دیکھو تکبر نہیں کرنا لیکن وقار سے رہنا۔" میں نے شادی سے پہلے ایک مرتبہ آپ کو اپنی آٹو گراف بک (autograph book) دعائیہ کلمات لکھنے کے لئے دی۔ آپ نے تحریر فرمایا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

"خدائے مہربان اپنی رحمتِ بے پایاں سے حقائقِ اشیاء کا علم عطا فرمائے اور حسنِ بیان سے نوازے"۔

دستخط مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث تاریخ ۔۔۔

(بحوالہ۔ حضرت مرزا ناصر احمدؒ از حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ۔ صفحہ 121.120.93.83)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرت کے چند دلکش پہلو

(محترمہ امتہ القیوم ناصرہ صاحبہ۔ فرینکفرٹ)

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ○ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۲۵۔۲۶)

"کیا تو نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے ایک کلمہ طیبہ کی ایک شجرہ طیبہ سے۔ اس کی جڑ مضبوطی سے پیوستہ ہے اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے۔ وہ ہر گھڑی اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے"۔

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

"چوتھی علامت شجرہ طیبہ کی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ ہر آن اپنا پھل دیتا ہے اس علامت کے تحت کلام الٰہی کی ایک تو یہ خصوصیت معلوم ہوئی ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ پھل دیتا ہے یعنی اس میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اس کی اعلیٰ تعلیم کے مظہر ہوں گے"۔ (تفسیر کبیر جلد سوئم صفحہ 474)

خاکسار ایسی ہی ایک عظیم الشان ہستی جو کہ قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیم کی مظہر ہے یعنی حضرت مرزا ناصر احمدؒ خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرت کے چند دلکش پہلو بیان کرے گی۔ عاجزہ نے پہلی بار اپنے ہوش میں جب حضرت صاحبزادہ مرزا ناصرؒ احمد کو دیکھا۔ اس وقت آپؒ جوان تھے۔ یہ ۱۹۴۷ء کی بات ہے قادیان میں سب لوگ یہ کہتے تھے کہ اب ہمیں قادیان چھوڑنا پڑے گا اور پاکستان جانا پڑے گا۔ اس سے ہم سب بے حد پریشان تھے۔ ایک دن عاجزہ اسی پریشانی میں حضرت اُمی جانؓ ام ناصرؓ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی والدہ تھیں ان کو سب لوگ "اُمی جان" کہتے تھے کے گھر چلی گئی۔ وہاں حضرت ام ناصرؓ کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصرؒ احمد بھی موجود تھے۔ سب لوگ ناشتہ کر رہے تھے کہ ایک دم حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے اور سب کو کہیں جانے کو فرمایا۔ حضور اقدسؓ کے حکم کی تعمیل میں فوراً ہی حضرت امی جانؓ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصرؒ احمد صاحب فی الفور ناشتہ چھوڑ کر حضرت اماں جانؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ پاکستان تشریف لے گئے اور آپؓ نے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو قادیان کی حفاظت کے لئے قادیان میں رہنے کا حکم فرمایا۔ اس مشکل وقت میں آپؒ نے نہایت جان فشانی اور حکمت عملی سے نہ صرف احمدیوں کی جان مال اور قیمتی ورثہ کی حفاظت کی بلکہ غیر از جماعت کے جو لوگ دوسرے علاقوں اور ارد گرد کے گاؤں سے ہجرت کر کے قادیان پناہ لینے آ گئے ان کی اپنی جان پر کھیل کر اس طرح مدد فرمائی کہ اس طرح ان کے اپنے عزیزوں نے بھی نہ کی تھی۔

عاجزہ کے والد حضرت میاں عبدالعزیز صحابی اور بھائی عبدالرشید احمد مربی سلسلہ قادیان کی حفاظت کے لئے وہاں رہے تھے بھائی عبدالرشید احمد نے یہ واقعہ سنایا کہ "قادیان کی حفاظت کے نقطہ نظر سے انڈیا کی جماعت کا کچھ قیمتی سامان ایک گھر کے صحن میں دبایا گیا تھا اس پر انڈیا کی فوج نے قبضہ کر لیا ایک دن حضرت مرزا ناصر احمدؒ نے جامعہ کے تین لڑکوں کو بلایا اور ان سے عہد لیا کہ اگر خدا نخواستہ پکڑے گئے تو سختی برداشت کریں گے مگر کسی کو کوئی بات نہیں بتائیں گے یہ عہد لے کر ان کو اس گھر میں رات کو بھیجا اور فرمایا "خاموشی سے سامان نکال لائیں"۔ وہاں پہنچنا ناممکن تھا یہ بہت خطرناک مرحلہ تھا اس لئے کہ ہر طرف ملٹری پولیس تھی انہوں نے جانیں ہتھیلی پر رکھ کر سڑک کی بجائے جس راستے میں تالاب تھا اس پر تختہ یا گیلی ڈال کر اس پر بیٹھ کر پار کیا اور اس گھر تک پہنچے۔ دیوار پر سے دیکھا کہ اندر کمرہ میں شیشے میں سے نظر آ رہا تھا کہ سپاہی بیٹھے اونگھ رہے ہیں ایک حقہ پی رہا ہے۔ کمرے میں بلب کی روشنی تھی اور باہر اندھیرا تھا دعا کر کے جرات کی اور خدا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعاؤں کے طفیل ہم نے اس گھر کی زمین کھود کر سامان نکال لیا اور اسی راستے یعنی پانی کے راستے واپس آئے اور جماعت کی امانت حضورؒ کے سپرد کی اس طرح آپؒ نے اپنی حکمت عملی سے جماعت کا سامان بازیاب کروالیا"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا دور خلافت

پھر ربوہ میں ۱۹۶۵ء کا ایک دن جماعت کے لئے سخت غم لے کر آیا۔ جبکہ ہمارے محسن آقا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دار فانی سے اپنے کروڑوں چاہنے والوں کو روتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو

گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا جنازہ قصر خلافت میں تھا۔ ساری جماعت آپؓ کے چہرے کا دیدار کر چکی تھی، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو منصب خلافت پر فائز ہوئے ابھی ایک ہی دن ہوا تھا، جنازہ لے جانے کے لئے تابوت بند کر رہے تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ، صحابہ حضرت مسیح موعودؑ، خاندان مسیح موعود کے احبابؓ، ناظران انجمن احمدیہ اور دیگر بزرگان سلسلہ لائن میں غم زدہ کھڑے تھے کہ میری آپا اچانک کراچی سے پہنچ گئیں، میں نے جلدی سے جا کر حضور اقدسؒ کی خدمت میں عرض کی میری آپا کراچی سے آئی ہیں اور انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کا چہرہ دیکھنا ہے، آپؒ نے اُسی وقت تابوت کے کیل کھول کر ڈھکنا اتار دیا، اور ہم دونوں بہنیں کھڑی چند منٹ دیدار کرتی رہیں، یہ حضور اقدسؒ کا ہم پہ بہت بڑا احسان تھا کیونکہ باہر ہزاروں کی تعداد میں لوگ سڑکوں پر جنازہ کا انتظار کر رہے تھے۔

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ربوہ کے تمام سکول اور کالجز کے دورے کئے اور بچوں اور بچیوں کو بڑی خوب صورت نصائح کیں آپؒ فضل عمر جونیئر ماڈل سکول بھی گئے سب بچوں نے لائن بنا کر حضورؒ سے ملاقات کی۔ آپؒ نے چھوٹے لڑکوں سے مصافحے کئے اور ناصرات کی چھوٹی لڑکیوں کے سر پر ہاتھ پھیرے۔ (اس وقت پرائمری تک بچے اور بچیاں اکھٹے پڑھتے تھے)

آپؒ نے اپنے دور خلافت میں قرآن کے ترجمہ میں اوّل آنے والوں کو گولڈ میڈل دیئے۔ آپؒ نے تعلیم کا معیار بڑھانے کی بہت کوشش کی۔ ذہین طالب علموں اور غرباء کو وظائف جاری فرمائے۔ آپؒ کو قرآن سے بہت محبت تھی خلیفہ بننے کے بعد آپؒ نے حضرت چھوٹی آپا جان ام متین صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے گھر قرآن کا درس شروع کیا وہ بہت شاندار درس ہوتا تھا۔ فضل عمر سکول کی بچیاں لائن بنا کر آتیں۔ لجنہ اماء اللہ بھی شامل ہوتیں، پھر آپؒ نے تعلیمی تربیتی کلاس جو ہر سال ہوتی تھی اس میں لجنہ کے لئے ایک سکیم شروع کی جس میں پانچ سالوں میں پورا قرآن کریم ترجمہ سے ختم کرنا تھا۔ اس کا انعام رکھا اور جو پانچ سال باقاعدگی سے کلاس میں شامل ہوا ان کو ایک خاص سند دی جاتی۔

ساری جماعت کو آپؒ نے **لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہ** کا ورد کرنے کی تحریک فرمائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ الہامی دعا" **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ** چلتے پھرتے اور مساجد میں اس کا کثرت سے ورد کرنے کی تحریک بھی فرمائی۔" (بحوالہ حضرت مرزا ناصر احمدؒ۔ صفحہ ۵۵)

اس طرح آپؒ نے ساری جماعت کو نئی صدی کے استقبال کے لئے دعاؤں اور نوافل کی تحریک فرمائی۔ اس سے جماعت میں ایک بہت شاندار تبدیلی پیدا ہوئی کہ عموماً مساجد میں مکمل خاموشی ہوتی، اور جو لوگ پروگرام کے شروع ہونے کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ان کے صرف ہونٹ حرکت کر رہے ہوتے معلوم ہوتا کہ وہ دعا میں مشغول ہیں۔

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام آپؒ کے دور میں پورا ہوا کیونکہ آپؒ جب مغربی افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے۔ گیمبیا کے گورنر جنرل مکرم الحاج سر F-M سنگھاٹے صاحب نے حصول برکت کے لئے آپؒ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے بطور تبرک لینے کی درخواست کی تھی آپؒ نے ازراہ شفقت انہیں یہ عظیم تحفہ عطا فرمایا اور یہ الہام پوری شان سے پورا ہوا۔" بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

(دینی معلومات صفحہ 79 مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)

آپؒ نے جب افریقہ کا دورہ کیا تو واپسی پر آپؒ نے افریقن احمدیوں کے اخلاص، وفا اور محبت کی بہت تعریف کی آپؒ وہاں سے ایک بچی ساتھ لائے تھے جو چھوٹی عمر کی تھی۔ آپؒ نے بتایا کہ یہ بچی اور سارے بچے موسلا دھار بارش میں سکون سے بیٹھے رہے اور پورا خطاب سنتے رہے، جب ہم حضورؒ کے گھر جاتے تو وہ بچی کھلونوں سے کھیل رہی ہوتی آپؒ اور آپؒ کی حرم حضرت منصورہ بیگمؒ صاحبہ اس سے بہت پیار کرتے تھے اس کو اپنی بچیوں کی طرح پالا اور اس کی شادی بھی کروائی۔ آپؒ نے افریقہ کے بچوں کے بارے میں فرمایا۔" وہاں افریقہ میں بچوں نے ایک نظم پڑھی تھی پوری تو مجھے یاد نہیں عربی میں ہے اور بہت ہی اچھی ہے، بچوں کے نرم نرم ہونٹوں سے بڑی پیاری لگتی تھی۔

یا ابن آدم ! المال مالی والجنۃ جنتی وانتم عبادی یا عبادی اشترو ا جنتی بمالی۔

یعنی "اے آدم کے بیٹو! مال بھی میرا ہے اور جنت بھی میری ہے اور تم بھی میرے بندے ہو، اے میرے بندو! میں تم پر یہ احسان کرتا ہوں کہ جو میری جنت ہے وہ میرے اس مال سے خرید لو جو میں نے تمہیں دیا ہے۔" (حیات ناصر ۵۳۰)

آپؒ اپنے قول "محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں" کے مصداق تھے،

اور آپؒ کی بیگم نواب منصورہ بیگمؒ صاحبہ بھی سب سے بہت پیار کا سلوک کرتی تھیں۔ خاص طور پر آپؒ دونوں واقفین کے بچوں اور اھل خانہ سے خاص محبت کا سلوک فرماتے تھے اس وجہ سے ہم بھی جب کوئی مشکل ہوتی تو حضور اقدسؒ یا حضرت بیگمؒ صاحبہ کے پاس چلے جایا کرتے تھے۔ ایک بار میں امید سے تھی ڈاکٹر نے بتایا کہ جڑواں بچے ہیں اور مجھے بہت کمزوری اور خون کی کمی ہے میں پریشان ہو کر حضور اقدس کے گھر دعا کا کہنے کے لئے چلی گئی حضرت آپا جان منصورہ بیگمؒ صاحبہ سے میری ملاقات ہوئی میں نے آپکو سب کچھ بتا کر عرض کیا کہ حضور اقدسؒ کی خدمت میں میرے لئے دعا کی درخواست کریں۔ آپا جانؒ نے فرمایا "اچھا"۔ پھر فرمایا "تم ہومیو پیتھک کی فاسیں دن میں تین بار لو" میں نے کہا [کہاں سے لوں؟" آپؒ نے فرمایا "اچھا ٹھہرو" آپؒ اندر گئیں اور دوائی کی بوتلیں لے آئیں میں نے کہا "آپ اپنے ہاتھ سے مجھے پہلی خوراک بھی دے دیں" آپؒ نے ہنستے ہوئے فرمایا "اچھا" پھر آپؒ نے گولیاں اپنے دست مبارک میں ایسے نکالیں جیسے آپؒ ساتھ دعا کر رہی ہوں۔ پھر مجھے دیں اور فرمایا "فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ سب ٹھیک کر دے گا"۔ میں اکثر حضورؒ کو دعا کے لئے لکھتی تھی چنانچہ آپؒ کی دعاؤں سے اللہ نے خاص فضل فرمایا اور میرے ہاں دو بچیاں پیدا ہوئیں۔ تو میں نے اپنی بیٹیوں عزیزہ امتہ الرقیب اور امتہ الوحید کو جو ابھی بہت چھوٹی تھیں حضورؒ کے گھر شہد بطور تبرک لینے بھجوایا۔ حضرت آپا جانؒ کو میری بچیوں کی ولادت کا سن کر اس قدر خوشی ہوئی کہ دونوں بچیوں کو حضورؒ کے کمرے میں بلا لیا۔ حضورؒ کمرے میں ہی تھے۔ حضورؒ کو بتایا حضور کی چھوٹی سی نواسی یا پوتی جو حضورؒ کی ٹانگوں سے چمٹی کھڑی آپؒ سے کھیل رہی تھی اور حضورؒ خوش ہو رہے تھے۔ حضورؒ بغیر پگڑی کے تھے۔ حضرت آپا جانؒ نے شہد تبرک کروایا اور بچیوں کو دیا دونوں بچیاں خوش خوش آپ کی مبارک باد لے کر آئیں۔

ایک بار میری بیٹی امتہ الرقیب میرے ساتھ حضور اقدسؒ کی ملاقات کے لئے گئی اور حضورؒ سے عرض کیا کہ حضورؒ میرا نام بدل دیں سکول میں سب لوگ میرا مذاق اڑاتے ہیں کہتے ہیں رقیب کا مطلب تو دشمن ہوتا ہے کوئی اور نام رکھ دیں۔ حضورؒ نے فرمایا "نہیں یہ نام رقیب بے حد خوبصورت ہے یہ تو خدا تعالیٰ کا نام ہے اس کا مطلب ہے نگہبان۔ یہ نام نہیں بدلنا اور جو لوگ مذاق کرتے ہیں ان کو سمجھاؤ اور ایسی باتوں کی پروا نہ کرو"۔

بہت سال پہلے ربوہ میں عاجزہ کی صحت خراب تھی اور ایک دن شدید دماغ میں درد ہو رہی تھی۔ میں نے ایک ڈاکٹر صاحب سے رات دوائی لی۔ صبح ان کو پیغام بھجوایا کہ درد کو ساری رات ذرہ بھی فرق نہیں پڑا۔ انہوں نے جواب دیا کہ پڑی نمبر ۲ لے لیں۔ میں نے کھا لی۔ چند منٹ میں ہی میری حالت غیر ہو گئی۔ ٹانگوں سے جان نکلتی پوری طرح محسوس ہونے لگی دل میں گھبراہٹ اور دھڑکن کم ہونے لگی۔ میں نے بیٹی سے پانی مانگا وہ لینے گئی۔ اتنے میں مجھ پر غشی طاری ہو گئی پتہ نہیں وہ کتنی دیر جگاتی رہی۔ پھر میری بچی بھاگ بھاگ کر محترمہ والدہ سعید احمد اور محترمہ مبارکہ بیگم والدہ مکرم الیاس منیر صاحب اسیران راہ مولا کو بلا کر لائی۔ پتہ نہیں کتنی دیر میں ہوش آیا میری حالت ایک مردہ کی تھی۔ ٹانگیں یخ بستہ لکڑی کی طرح بے جان اکڑی ہوئیں اور میری زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام جو میرے وہم میں بھی نہ تھا میری زبان پر بار بار تھا۔ **اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْل** ۔ پھر غشی طاری ہو گئی۔ پھر ہوش آیا تو یہی الہام زبان پر تھا۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے۔ موت سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی میں نے حسرت سے اپنے گھبرائے ہوئے پریشان حال بچوں کو ایک منٹ دیکھا پھر بے ہوش ہو گئی۔ مجھے بعد میں بتایا گیا کہ اسی اثناء میں میری پیاری بہن والدہ الیاس منیر صاحبہ (اللہ تعالیٰ انکے ہر دن درجات بلند فرماتا رہے آمین) نے فوراً درخواست لکھ کر اپنے بڑے بیٹے عزیزم داؤد احمد سلمہ اللہ کو سائیکل پر حضور اقدسؒ کی خدمت میں بھگایا۔ جیسے ہی چٹھی حضور انورؒ کے مبارک ہاتھوں میں گئی حضور انورؒ دعا کر رہے ہوں گے۔ اُسی لمحہ میرے رحیم مہربان رب نے اپنے پیارے خلیفۃ المسیحؒ کی دعا کو قبول فرما کر مجھ پر رحم کی نظر کی۔ میری تشویشناک حالت بدلنے لگی۔ مجھے پھر ہوش آیا میری ٹانگوں کی طرف کوئی چیز جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔ حضور انورؒ کی دعا نے مجھے موت کے منہ سے کھینچ کر نکالا۔ ساری بہنیں درود شریف اور دعائیں پڑھ کر پھونک رہی تھیں شربت منہ میں ڈالا۔ مردہ جسم میں جان پڑنے لگی۔ اُسی وقت عزیزم داؤد احمد حضور انورؒ کا جواب لایا حضور انورؒ نے اسی چٹھی پر اپنے دست مبارک سے لکھا ہوا تھا "دعا" اور نیچے پیارے آقا نے اپنے دستخط کئے ہوئے تھے۔ حضور اقدسؒ کا ایک ایسا احسان ہے جس کا میں شکریہ ادا نہیں کر سکتی۔ میری بہنوں کا مجھ پر یہ بھاری احسان ہے جو میں کبھی بھول نہیں سکتی میرا پیارا رب انکی اولادوں کو ہر دم اپنی رحمتوں کے سایہ میں ہمیشہ رکھے۔ وہ پھولتے پھلتے رہیں آمین ثم آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خلافت کے دوران کئی کڑے وقت

جماعت پر آئے۔اس میں سب سے کڑا وقت 1974ء کے فسادات تھے جب سارے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظلم اور فساد کا ایک بازار گرم کر دیا گیا تھا گھر جلائے دوکانیں لوٹ لیں جیسا کہ الٰہی جماعتوں کی تقدیر ہے کہ "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"۔ان فسادات میں جماعت کو بے حد ترقی نصیب ہوئی۔الحمدللہ

۱۹۷۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو پاکستان اسمبلی میں بلا کے آپؒ سے احمدیت کے موقف پر لمبی بحث کی گئی۔اس وقت کی پاکستان اسمبلی نے تمام سچائی جاننے کے باوجود احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔لیکن اس فیصلے کے باوجود اس دوران جماعت کی ترقی بھی غیر معمولی ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس وقت جماعت کو غیر معمولی طور پر حوصلہ دیا، اور آپؒ فرماتے "میرے پاس مسکراتے ہوئے آئیں خدا تعالیٰ آپ سب کو بہت دے گا"۔ پاکستان کے دوسرے شہروں کے لوگ جوق در جوق ربوہ آئے کوئی زخمی ہوتے لٹے پٹے ،اپنے عزیزوں کی شہادت کا غم لے کر اپنے اموال لٹا کر دُکھی آتے اور حضور اقدسؒ سب کو تسلی دیتے، ہر طرح سے مدد فراہم کرتے دن رات دعائیں کرتے اُن کے قیام وطعام کا انتظام کرواتے، کئی لوگوں کو حضورؒ نے اپنے پاس سے روپے دیئے کہ دوبارہ کوئی کاروبار کر لیں خلفاء کی زبان دراصل خدا کی زبان ہوتی ہے، وہ جو کچھ فرماتے ہیں، خدا تعالیٰ اسی طرح پورا فرماتا ہے یہی سلوک آپؒ کے ساتھ بھی تھا۔ چنانچہ خدا نے اُسی پیسے میں بے شمار برکتیں رکھیں لوگوں کے کاروبار پہلے سے بھی زیادہ چمک اٹھے۔ کچھ کو حضورؒ نے بیرون ممالک ہجرت کرنے کا مشورہ دیا، یہ مشورہ اس طرح مبارک ثابت ہوگیا کہ احمدیت کی ترقی کے نئے نئے راستے کھل گئے۔آج احمدیت کا یہ ننھا منا پودا ساری دنیا پر چھا رہا ہے اور اپنے میٹھے اور شیریں ثمر سے مخلوق خدا کو فیض پہنچا رہا ہے، جسکو دنیا کی کوئی طاقت اب روک نہیں سکتی۔

حضرت مسیح پاکؑ اور آپؑ کے خلفاء کرامؓ نے غرباء، مساکین کا ہمیشہ بہت خیال رکھا انہیں دنیا میں پوری طرح کھڑے ہونے کے قابل بنایا وہ غریب جماعت جن کے پاس ربوہ سے چنیوٹ تک جانے کیلئے بھی چند آنے کرایہ نہیں ہوتا تھا آج خدا کے فضلوں سے ہوائی جہازوں پر ایک ملک سے دوسرے ملک اڑتی پھرتی ہے اور ایک سے کروڑوں تک پہنچ گئی ہے ، یہ خدائی جماعت ہونے کے نشان ہیں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی جماعت کی ہر طرح مدد فرماتے تھے جس میں غیر معمولی برکتیں پڑتیں۔ ہمارے ایک عزیز کا واقعہ ہے کہ وہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور عرض کی "حضورؒ میری شادی ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے حضورؒ دعا کریں" حضور اقدس نے فرمایا "اچھا تم ذرا ٹھہرو " آپؒ اندر تشریف لے گئے واپس آئے تو ان کو فرمایا "جھولی آگے کرو"۔وہ کہتے ہیں "میں نے جھولی آگے کی آپ نے دونوں ہاتھوں سے روپے دو دفعہ ڈالکر" پھر فرمایا "اور لینے ہیں میں نے مسکرا کر کہا ہاں آپ نے پھر دونوں ہاتھ نوٹوں سے بھر کر اور ڈال دیئے"، پھر فرمایا "تم فکر نہ کرو تمہیں شادی کے لئے پیسوں کی ضرورت نہیں پڑے گی ،،۔وہ کہتے ہیں کہ "ایسے ہی ہوا جیسے حضور نے فرمایا تھا کہ شادی والے دن لاہور میں کرفیو لگ گیا جس کی وجہ سے برات میں شامل ہونے کے لیئے کوئی نہ آیا۔میری مجبوری تھی میں بڑی مشکل سے سسرال گیا اور اکیلا تانگے پر دلہن کو لیکر آ گیا اور حضور اقدس کے مبارک منہ سے نکلے الفاظ پورے ہو گئے مجھے خرچ کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔

غالباً 1978ء کے جلسہ کا ذکر ہے، آپؒ جلسہ سالانہ کے آخری دن احباب جماعت کو مصافحہ کا شرف بخش رہے تھے اس دن شام کو میرے والد صاحب میرے گھر آئے تو آپ بے حد رو رہے تھے، میں نے گھبرا کر پوچھا ! ابّا جی کیا ہوا ہے؟ آپؓ خوشی کے جذبات سے اسقدر مغلوب تھے کہ بمشکل آپ نے بتایا آج آپ جب حضرت اقدسؒ سے مصافحہ کے لئے اسٹیج پر چڑھ رہے تھے تو حضرت اقدسؒ نے نہایت محبت سے اپنے دونوں بازو پھیلا کر باقی احباب سے فرمایا، پرے ہٹ جائیں میرے دو بزرگ آ رہے ہیں جیسے ہی آپ قریب ہوئے حضور اقدسؒ نے ایک طرف حضرت والد صاحب کو (جو صحابی تھے)اور دوسری طرف دوسرے بزرگ صحابی کو اپنے مبارک سینہ سے لگا کر اپنی شفقت کا اظہار کیا تو والد صاحب فرطِ محبت سے بے اختیار اتنے جذباتی ہوئے کہ کہ خوشی سے گھر تک روتے آئے۔ یہ بے پناہ خوشیاں جو جماعت کو نصیب ہیں جماعت سے باہر کہاں ملتی ہیں۔

آج ہم جماعت کی غیر معمولی ترقی کو دیکھتے ہیں جس سے دل میں بے حد خوشی اور شکر کے جذبات پیدا ہوتا ہے، اس میں لاریب خدا تعالیٰ کے وعدے اور عظیم فضل اور اس کے ساتھ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں اور قربانیاں اور آپؑ کے اصحاب کی بھی اور نیک لوگوں کی اور آپؑ کے خُلفاء کرام کی بے شمار دعائیں شب و روز کی محنت اور قُربانیاں جنہوں نے اپنی زندگیاں اس راہ میں خرچ کر دیں اور اپنے آپ کو دکھوں میں ڈال کر جماعت کے قافلہ کو کامیابی کی اس منزل تک

لائے ہیں۔اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ دن رات جماعت کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔آپؒ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل عاجزہ نے اپنی بچیوں کے ساتھ حضورؒ سے ملاقات کی اس وقت میں کسی بات سے پریشان تھی حضور اقدسؒ کو اس بات کا احساس ہو گیا حضورؒ نے بہت دلجوئی کی باتیں کیں اور خوبصورت مزاح فرماتے رہے۔میں نے حضورؒ سے عرض کی "حضور میرے پاس اپنا گھر نہیں ہے دعا کریں خدا تعالیٰ مجھے ایک گھر دے"۔حضورؒ نے ہنستے ہوئے فرمایا "کہاں گھر لینا ہے زمین پر یا چاند پہ"۔میں نے کہا "جہاں حضورؒ پسند فرمائیں"۔حضورؒ نے فرمایا "اچھا دعا کریں گے"۔حضورؒ کی دعا سے بہت جلد خدا تعالیٰ نے مجھے اپنا گھر دیا۔الحمدللہ

آپؒ کی وفات پر مجھے وہ شعر یاد آتے ہیں جو حضرت جنید بغدادیؒ کی وفات پر ایک شخص نے کہے تھے۔

واسفا علی فراق قومھم المصا بیح و الحصون وَالمدان
وَالمزن والرداسی و الخیر و الامن وَالسکون

ترجمہ: ہائے افسوس ان لوگوں کی جدائی پر جو دُنیا کے لئے سورج کا کام دے رہے ہوتے ہیں اور جو دنیا کے لئے قلعوں کا رنگ رکھتے ہیں۔لوگ ان سے نُور حاصل کرتے تھے اور انہی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے عذابوں سے دُنیا کو نجات ملتی تھی۔وہ شہر تھے جن سے دُنیا آباد تھی وہ بادل تھے جو سوکھی ہوئی کھیتیوں کو ہرا کر دیتے تھے وہ پہاڑ تھے جن سے دُنیا کا استحکام تھا۔اسی طرح وہ تمام بھلائیوں کے جامع تھے اور دُنیا ان سے امن اور سکون حاصل کر رہی تھی

(از اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۶۷-۶۸)

ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرت کے چند پہلو بیان کئے ہمارا مقصد ہے کہ ہم آپؒ جیسے بن سکے ان کی نیکیاں اپنا سکیں۔آمین

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اشعار میں فرمایا ہے

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

آپؒ حضرت مسیح موعودؑ کی ان دعاؤں کے مصداق تھے۔خدا کرے کہ ہمیں بھی ان دعاؤں کی برکتیں ملیں۔آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا

"دعا، تقویٰ، تزکیہ نفس، اس کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے"۔
(الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

"میرے دل میں ایک ہی تڑپ ہے اور ایک ہی خواہش ہے کہ آپ اپنے دل کی کھڑکیاں اپنے رب کی طرف کھولیں"۔(الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

"ضرورت اور احتیاج کے وقت اس کی طرف رجوع کریں اور صرف اسی پر توکل کریں۔ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔اور بڑی طاقتوں والا ہے۔اگر آپ کے دل اس نہج پر نشو و نما پانے لگیں تو پھر ساری دنیا آپ کے قدموں پر آ گرے گی"۔
(الفضل ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء)

"ہر ایک بیعت العلم کی کنجی دعا ہی ہے۔علم اور معرفت کا کوئی دقیقہ نہیں جو دعا کے بغیر ظہور پذیر ہو سکے۔ (الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۶۵ء)

"جو شخص جتنا جتنا استغفار کو اپنا شعار بناتا چلا جائے اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی پیارا فقرہ فرمایا ہے کہ "خواہش استغفار فخر انسان ہے"۔
(الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء)

"ہر فرد واحد کو جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتا ہے پوری توجہ کے ساتھ اور پوری کوشش اور پوری ہمت کے ساتھ تکبر اور خود بینی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئیے"۔
(الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء)

"کام چھوٹا ہو یا بڑا ہمیں اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے دعا میں اپنا وقت گزارنا چاہئے۔اس پر نہ کوئی پیسہ خرچ آتا اور نہ کوئی تکلیف تمہیں اٹھانا پڑتی ہے۔نہ کوئی صعوبت برداشت کرنی پڑتی ہے۔اگر ہم اس آسان راہ سے بھی فائدہ نہ اٹھائیں تو ہمارے جیسا بدبخت کوئی نہیں ہوگا"۔ (الفضل ۱۱ فروری ۱۹۶۸ء)

"میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح، تحمید اور درود پڑھنے والی بن جائے"۔ (الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۷۹ء)

"عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے حمد و ثنا کے ترانے گاتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔خدا کے فرشتے آسمانوں سے تمہاری مدد کو اتریں گے اور تم اپنی زندگی کا مقصد اپنی زندگی میں ہی پورا ہوتے دیکھ لو گے۔انشاء اللہ"
(الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

"نیک اعمال کو بجالانے کے بعد ہی انسان اللہ کی رضا کو حاصل کر سکتا ہے"
(الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۶۶ء)

"نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"

یہ مارچ ۱۹۷۸ء کی بات ہے جب پہلی مرتبہ میرے میاں مکرم حیدر علی ظفر مبلغ انچارج جرمنی چار سال کے بعد جرمن سے واپس مرکز سلسلہ میں گئے تو ان کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات تھی میں بھی ملاقات میں انکے ساتھ تھی سلام اور خیریت دریافت کرنے کے بعد حضورؒ نے فرمایا کہ "بچے کہاں ہیں؟"۔ میں تو خاموش رہی میرے میاں نے کہا "حضور بچے تو ابھی نہیں ہیں"۔ پھر مزید بتایا کہ جب میں جرمنی جنوری ۱۹۷۴ء میں گیا تھا تو میرے جانے کے چند دن بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تھا جو دو دن زندہ رہ کر اپنے رب کو پیارا ہو گیا یہ سن کر حضورؒ خاموش ہو گئے اور میری طرف دیکھتے رہے تقریباً دو منٹ کے بعد حضورؒ نے فرمایا "آپ کے تو بہت بچے ہونے ہیں، ہنستے، کھیلتے، اچھلتے، کودتے"۔ پھر حضورؒ خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا "ایک شرط پر، اگر آپ نے بچے کی وفات پر صبر کیا ہو گا تو"۔ اس کے بعد حضورؒ نے اپنی بیٹی صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ کا واقعہ سنایا کہ اس کا بھی بیٹا پیدا ہوا تھا اور فوت ہو گیا جب مجھے اطلاع ملی تو میں ہسپتال گیا تو شکری مجھے دیکھ کر مسکرائی اور کہا "ابا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ نے ہی دیا تھا اور اسی نے واپس لے لیا"۔ پھر میں نے وہاں کھڑے کھڑے دعا کی اور اپنی بیوی منصورہ سے کہا "شکری کا جلد بیٹا پیدا ہو گا اور وہ لمبی عمر پائے گا"۔ پھر حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا "کیا تم نے صبر کیا تھا؟" یہ الفاظ حضورؒ نے دو تین مرتبہ فرمائے کیونکہ میں کوئی جواب نہیں دے پا رہی تھی۔ پھر حضورؒ نے فرمایا "صبر کیا تھا یا نہیں؟"۔ پھر میں نے جواب دیا کہ "حضور مجھے نہیں پتہ کہ میں نے صبر کیا تھا یا نہیں"۔ ملاقات اس کے بعد بھی جاری رہی جس میں حضورؒ میرے میاں سے جرمنی کے بارہ میں گفتگو کرتے رہے۔ ملاقات کے بعد جب ہم واپس آئے تو پریشانی بھی تھی اور خوشی بھی۔ کیونکہ صبر کرنا کوئی آسان نہیں ہوتا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمایا اور ایک سال کے بعد ایک بیٹی سے نوازا جس کا نام قرۃ العین ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں سے نوازا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضورؒ کی دعا کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اولاد سے نوازا اس موقعہ پر مجھے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر بار بار یاد آتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے اور خلیفہ کے ذریعے ہمیں بشارت ملی تھی۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد

(امۃ النصیر ظفر اہلیہ حیدر علی ظفر مبلغ انچارج جرمنی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا

"جرم سے بری الذمہ"

"ربوہ میں مجھے ایک شخص کا خط ملا کہ اس کے دو عزیزوں کو سزائے موت کا فیصلہ ہوا ہے اور اصل مجرم تو بچ گیا لیکن ہم جو مجرم نہیں انہیں سزا مل رہی ہے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے بھی سزائے موت کا فیصلہ برقرار رکھا ہے بظاہر بچنے کے کوئی امکانات نہیں ہیں۔ اب ہم رحم کی اپیل کر رہے ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں..........میں نے انہیں لکھا کہ میں دعا کروں گا خدا تعالیٰ بڑا ہی قادر اور رحیم ہے اس کے ہاں کوئی بات انہونی نہیں مایوس نہ ہوں۔ چند دنوں کے بعد مجھے ان کا خط ملا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے عدالت نے انہیں اس جرم سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔" (الفضل 31 اکتوبر 1967ء صفحہ 3)

یہ موعود، ابنِ موعود، ابنِ موعود

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ میرے والد مکرم ماسٹر عبدالرحیم صاحب آف جہلم کے خلافت سے پہلے ہی انتہائی محبت اور اخلاص کے تعلقات تھے۔میرے تایا جان مکرم مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل حضورؒ کے کلاس فیلو تھے جو امیر ضلع بھی رہے اور میرے بڑے بھائی مسعود احمد صاحب جہلمی مرحوم (مشنری انچارج جرمنی) تعلیم الاسلام کالج میں حضور کے سٹوڈنٹ رہ چکے تھے۔

جب حضور 1965ء میں خلافت کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔اس وقت میں جرمنی میں تھی۔جس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی اطلاع آئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔پردیس میں یہ صدمہ عظیم برداشت کرنے کا حوصلہ اس وجہ سے ملا کہ خدا تعالیٰ نے اسی روز اپنے فضل سے ایک عظیم امام کا سایہ ہمارے سروں پر قائم کر دیا۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ خلافت ثالثہ کے تھوڑا عرصہ بعد ہی حضورؒ یورپ کے دورہ پر 1967ء میں سب سے پہلے جرمنی تشریف لائے۔ائیر پورٹ سے ہماری خوش قسمتی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔خالد صاحب حضورؒ کی کار کو ڈرائیو کر کے مسجد نور میں لائے اور اگلی ہی صبح حضورؒ سے ملاقات کا ہمارا پروگرام بن گیا۔ملاقات کے دوران تفصیل سے تعارف ہوا۔اس میں یہ بھی ذکر آیا کہ کئی سال سے شادی کے بعد بچہ نہیں ہے۔اور یہ کہ اب تک جرمنی کے چار مختلف عورتوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر یہ رائے دے چکے ہیں کہ اس حالت میں بچے کی کوئی امید نہیں جبکہ اندرونی تکلیف کے باعث عام صحت بھی خطرے میں ہے اور اس اندرونی تکلیف کا اپریشن کرنا ضروری ہے۔اس اپریشن سے عام صحت تو ٹھیک ہو جائے گی۔لیکن بچے کی پیدائش کی کوئی امید باقی نہ رہے گی۔اس کیلئے ہم نے حضورؒ سے دعا کی درخواست کی۔حضورؒ نے سن کر فرمایا کہ ”اپریشن نہیں کروانا میں دعا کرونگا“۔

حضورؒ نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی۔اس میں میرا یا خالد صاحب کا نام لکھ کر فرمایا کہ ”جرمنی سے میں نے تمہارا نام لکھ لیا ہے“۔پھر 1970ء میں ایک دفعہ پاکستان گئی اور ملاقات کے لئے حاضر ہوئی۔ حضورؒ کو علم تھا کہ ہم کھاریاں کینٹ میں مکان بنا رہے ہیں حضورؒ نے پوچھا کہ ”مکان بن گیا ہے“۔میں نے عرض کی ”حضور ایک نہیں بلکہ دو مکان بن گئے ہیں“۔حضورؒ نے سن کر فرمایا کہ ”خالد کو میری طرف سے کہنا کہ وہ ایک مکان اپنے نام رکھے اور دوسرا مکان تمہارے نام لگوا دے“۔اور پھر اس وقت کے سیاسی حالات کے مدنظر اس کی وجوہات بھی بیان فرمائیں۔حضورؒ تو ملاقات کے بعد اندر تشریف لے گئے،میں نے حضرت بیگم صاحبہؒ کو جو وہاں موجود تھیں اپنے لئے دعا کی درخواست کی۔حضرت بیگم صاحبہؒ نے فرمایا ”ذرا ٹھہرو“۔وہ اٹھ کر اندر گئیں اور ایک خوبصورت تھیلی جس میں الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی انگوٹھیاں تھیں لے آئیں۔اور فرمایا کہ ”ان میں سے دو انگوٹھیاں ایک خالد کے لئے اور ایک اپنے لئے پسند کر لو“۔میں نے دو انگوٹھیاں پسند کر لیں۔حضرت بیگم صاحبہؒ وہ دونوں انگوٹھیاں لے کر حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان پر دعا کروائی۔اور مجھے واپس آ کر فرمایا ”ایک تم پہن لو اور ایک خالد کو دے دینا“ یہ دعاؤں سے لبریز تحفہ لیکر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی۔اور پھر خدا تعالیٰ نے آئندہ زندگی میں الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کے معانی سے ہمارے لئے ایسے راستے ہموار کر دیئے کہ جن کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔خدا تعالیٰ نے حضورؒ کی دعاؤں کو سنا اور بہت جلد میرے لئے وہ خوشی کے آثار ظاہر ہوئے جن سے بظاہر ہم بالکل ناامید ہو چکے تھے۔اس کے بعد خالد صاحب پاکستان گئے تو حضورؒ کو اس خوشخبری کی اطلاع دی اور حضورؒ سے دو نام ایک بیٹی اور دوسرا بیٹے کا رکھنے کی درخواست کی۔اس کے ساتھ ہی خالد صاحب نے میرے بڑے بھائی مسعود احمد صاحب جہلمی مرحوم جو اس وقت جرمنی کے مشنری انچارج تھے اور ان کی اہلیہ بھی بچے کی امید سے تھیں۔ان کے لئے بھی دو نام تجویز کرنے کی درخواست کی۔حضورؒ یہ خبر سن کر خوش ہوئے۔تھوڑی دیر خاموش رہے اور اس کے بعد فرمایا۔”تمہارے ہاں بیٹی ہوگی جس کا نام خولہ ہوگا۔اس شرط پر کہ اس کو گھوڑ سواری سکھانی ہے اور مسعود کے ہاں بیٹا ہوگا۔اس کا نام لقمان ہوگا“۔خالد صاحب نے حضورؒ کا یہ ارشاد اسی وقت کاغذ پر لکھ لیا۔وقت آنے پر خدا تعالیٰ کے فضل اور حضورؒ کی دعاؤں سے حرف بحرف آپ کی ہر دعا کو شرف قبولیت ملا اور ایسا ہی ہوا جس طرح حضورؒ نے فرمایا تھا۔اسکے

بعد حضورؒ 1973 میں جرمنی تشریف لائے۔خولہ بیٹی دو سال کی تھی کہ ایک روز مسجد نور میں ایک پریس کانفرس کے دوران جب کہ خولہ بیٹی حضورؒ کے پاس ہی اپنے ابو کی گود میں بیٹھی تھی۔حضورؒ نے ایک سوال کے جواب میں پریس والوں کو مخاطب کر کے فرمایا"کہ یہ بچی اس بات کی شہادت ہے کہ ہمارا خدا سچا ہے اور وہ اپنے عاجز بندوں کی دعا کو سنتا ہے۔" خالد صاحب نے کئی دفعہ گھر میں میرے ساتھ اس بات کا ذکر کیا کہ حضورؒ نے کس طرح دونوں بچوں کی پیدائش کی خبر دیدی اور خدا تعالیٰ نے وہ پوری بھی کر دی۔

1982 میں ہم بچوں کے ساتھ پاکستان گئے اور حضورؒ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوئے حضورؒ ملاقات کے کمرہ میں تشریف لائے تو السلام علیکم کے بعد مخصوص مسکراہٹ میں خولہ بیٹی کو دیکھ کر فرمایا"خولہ! میں نے تمہیں اس وقت دیکھا جب تو پیدا نہ ہوئی تھی۔پھر میں نے تمہیں اس وقت دیکھا جب تم ماں کی گود میں تھی۔اب تم ماشاء اللہ جوان ہوگئی ہو۔اور جب بچیاں جوان ہو جائیں تو پھر میں ان کے سر پر ہاتھ نہیں پھیرتا"۔گویا کہ حضورؒ کی دعا کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے نہ صرف دعا کی قبولیت کا نشان دکھایا اور بیماری کے اثرات کو ختم کیا بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ بیٹی پیدا ہوگی میرا ایمان ہے کہ حضورؒ بعد میں بھی ہمارے لئے دعائیں کرتے رہے۔کیونکہ ایک سال کے بعد ہی خدا تعالیٰ نے ہمیں دو جڑواں بیٹوں سے نوازا۔جنکے حضورؒ نے خود شاہد اور مشہود نام تجویز فرمائے۔وہ بیماری جس کے متعلق جرمن کے چار سپیشلسٹ ڈاکٹر یہ رائے دے چکے تھے کہ بچہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا خدا تعالیٰ نے قبولیت دعا کے نشان کے طور پر ایک نہیں دو دو اکٹھے بچے عطا فرمائے۔اور اپنی سچائی اور عاجز بندوں کی دعاؤں کی قبولیت کا شرف ظاہر کیا۔الحمد للہ علی ذالک۔یہ کوئی داستان نہیں نہ یہ کوئی کہانی ہے نہ کوئی فرضی قصہ۔اس واقعہ کا لفظ بلفظ سچائی سے لبریز اور خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی کا ثبوت اور عاجز بندوں کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان ہے۔

حضورؒ جب بھی جرمنی تشریف لاتے خالد صاحب کو حضورؒ کی کار ڈرائیو کرنے کی سعادت نصیب رہی۔اور مجھے حضورؒ کے کپڑے دھونے کی خاص طور پر توفیق ملی۔ایک دن مسجد نور کی گلی میں حضرت بیگم صاحبہؒ کے پاس جاتے ہوئے حضورؒ سے آمنا سامنا ہو گیا۔تو میں بلا وجہ ہی حضورؒ سے سلام کے بعد پوچھ بیٹھی"میں حضور کے کپڑے دھوتی ہوں حضور کو پسند آتے ہیں"۔حضورؒ نے مسکرا کر فرمایا"تم کب کپڑے دھوتی ہو وہ مشین دھوتی ہے اور حقیقت بھی یہی تھی۔کیونکہ میں صرف پگڑی ہاتھ سے دھوتی تھی باقی کپڑے تو مشین ہی دھوتی تھی۔اس دوران میرے ساتھ ایک اور خاتون بھی تھی جس نے چند ماہ کا بچہ اٹھا رکھا تھا۔اس نے بچے کے لئے دعا کی درخواست کی اور ساتھ ہی کہا"حضورؒ میں اس کو سائنسدان بنانا چاہتی ہوں"۔حضورؒ نے فرمایا"سائنسدان خدا بناتا ہے"۔حضورؒ نے چھوٹے سے فقرہ میں تربیت کا ایک ایسا انمول اصول بیان فرمایا جو والدین کے لئے یاد رکھنے کے قابل ہے بیشک والدین کا کام دعا کے ساتھ کوشش کرنا ہے لیکن خدا کے فضل کے بغیر کچھ ممکن نہیں۔میرا اپنا خیال ہے کہ حضورؒ تربیت کی باتیں حضرت بیگم صاحبہؒ کے ذریعہ سے عورتوں کو کہلواتے۔حضرت بیگم صاحبہؒ خود بھی عورتوں کو وقتاً فوقتاً بتاتی رہتیں مجھے بھی کہتیں کہ عورتوں کو بتاؤ۔

ا۔کہ وہ جب حضور کے سامنے آئیں تو اپنے لباس اور چہرے کو سنبھال کر رکھیں۔
2۔سر کو ڈھانپ کر رکھیں۔
3۔سرخی وغیرہ لگا کر بے جا نمائش نہ کریں۔
4۔سوائے ضروری بات کرنے کے خاموش رہیں۔
5۔حضور کی ہر بات کو توجہ سے سنیں۔
6۔جب اپنا تعارف کروائیں تو سب سے پہلے اپنے بزرگ والدین کا تعارف کروائیں پھر خاوند اور اس کے والدین کا کیونکہ اکثر خواتین صرف مسز شاہ،مسز خان یا مسز اعجاز وغیرہ کہتی ہیں یہ مناسب تعارف نہیں۔

حضورؒ کا تربیت کا یہ انداز نہایت ہی مشفقانہ اور مربیانہ تھا۔حضورؒ کے چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ اور پدرانہ شفقت کا حسین امتزاج نمایاں ہوتا۔حضورؒ ایک دفعہ ہماری دعوت پر ڈیٹسن باغ بھی تشریف لائے۔قافلہ کے ہمراہ اور بھی مہمان آنے کا پروگرام بن گیا گھر میں اتنے مہمانوں کا انتظام مشکل تھا۔ہم نے خالد صاحب کے ایک جرمن دوست (جس کا گھوڑوں کا فارم تھا اور ایک اچھا ہال بھی تھا) کے ہاں انتظام کیا۔حضورؒ چونکہ خود بھی گھوڑے رکھتے تھے اس فارم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔اور اس جرمن کے ساتھ حضورؒ کی ملاقات دوستی میں بدل گئی۔وہ حضورؒ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔اس کے بعد جب بھی حضورؒ تشریف لاتے۔وہ تحفہ لے کر آتا اور حضورؒ بھی تحائف دیتے۔وہ اپنی وفات تک حضرت خلیفۃ الرابعؒ کو بھی آ کر ملتا رہا اور اپنی محبت کا تعلق قائم رکھا۔حضورؒ کی شخصیت صرف احمدیوں کے لئے ہی نہیں دوسروں کے لئے بھی بے پناہ کشش کا موجب تھی۔

حضورؒ جہاں جہاں بھی گئے اخبارات اور پریس نے جو سرخیاں شائع کیں ان سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس عظمت اور تقدس کو ہر ایک نے محسوس کیا جو آپ کے وجود میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

(از محمودہ شریف خالد Dietzenbach)

یادِ ناصرؒ

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ 4 ستمبر 1976 فرینکفرٹ جرمنی تشریف لائے۔ الحمد للہ حضورؒ سے ملاقات اور دیدار کا موقعہ ملا۔ خاکسار کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مجھ غریب کو بھی اللہ تعالیٰ حضورؒ کی خدمت کا موقعہ دے۔ 1978ء میں حضورؒ جب دوبارہ جرمنی تشریف لائے اس وقت خاکسار صدر لجنہ کے عہدہ پر فائز تھی خدا تعالیٰ نے میری خواہش پوری کردی اور حضورؒ کے کھانے پکانے، پکوانے، مسجد کی صفائی اور سجاوٹ کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ۔ ایک دفعہ حضورؒ کے کھانے پکانے کا انتظام لجنہ کے ذمہ تھا۔ بہنوں کو مختلف چیزیں تقسیم کی گئیں ایک بہن نے مرغی کا سالن بنایا وہ تیز براؤن ہوگئی حضورؒ نے دیکھ کر مسکرا کر پوچھا "یہ حبشی مرغی کہاں سے آئی ہے؟" پوچھنے کا انداز بہت ہی پیارا تھا۔

1976ء میں خاکسار جب پاکستان سے جرمنی آئی تھی تو یہاں کا ماحول دیکھ کر سخت پریشان ہوئی اور گھبرا گئی کہ کیا ہوگا اس ماحول میں بچوں کی تربیت کیسے کروں گی؟ میری چھوٹی بہن کا پاکستان جانے کا پروگرام بنا میں نے اپنی بہن کو کہا کہ "حضورؒ سے ملاقات کروگی تو میرا پیغام پہنچا دینا کہ میں سخت گھبرائی ہوئی ہوں فیصلہ نہیں کر سکتی کہ جرمن میں رہوں یا پاکستان واپس آجاؤں"۔ بشریٰ نے ملاقات کے دوران حضورؒ کی خدمت میں میرے الفاظ پہنچائے اس کے جواب میں میرے آقا نے بہت پیارا جواب دیا اور شہادت کی انگلی ہلا کر فرمایا کہ "اس سے کہنا کہ آرام سے بیٹھی رہے اس کے بچے کبھی بھی ضائع نہیں ہوں گے"۔ اس دن کے بعد مجھے اپنے خدا اور حضورؒ کے کہے ہوئے الفاظ پر پختہ یقین ہوگیا کہ میرے بچے ضائع نہیں ہوں گے۔

1980ء میں حضورؒ جرمنی تشریف لائے 20 مئی کو مجھے اللہ تعالیٰ نے بچی عطا فرمائی۔ حضورؒ سے ملاقات ہوئی تو حضورؒ نے دیکھ کر پوچھا "یہ کیا ہے؟" میں نے بتایا "بیٹی ہے"۔ مسکرا کر حضورؒ فرمانے لگے "بیٹا کیوں نہیں پیدا کیا؟" میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا "حضور آپ نے دعا نہیں کی"۔ حضورؒ نے فرمایا "دعا تو میں نے کی ہے"۔ اس قدر پیارے اور مذاق کے رنگ میں بات کی اس وقت تو مجھے سمجھ نہیں آئی مگر بعد میں مجھے خیال آیا حضورؒ نے اس طریقہ سے بات کی ہے کہ میں یہ نہ محسوس کروں کہ میری بیٹیاں زیادہ ہیں اور بیٹا ایک ہی ہے۔ اللہ اللہ کتنے پیارے انداز سے میرا دل رکھ لیا۔ محترمہ حضرت بیگم صاحبہ سے بھی اکثر ملاقات ہوتی تھی اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے ایمان افروز واقعات سننے کا بھی بہت موقعہ ملا۔ حضورؒ جرمن سے ہالینڈ تشریف لے گئے تو حضورؒ کے ساتھ ہی ہماری فیملی بھی ہالینڈ کے سفر کے لئے روانہ ہوگئی۔ حضورؒ نے جب مجھے وہاں دیکھا تو فرمانے لگے "تم میرے پیچھے پیچھے آگئی ہو تمہاری تسلی نہیں ہوئی تھی جرمنی میں؟" میں نے کہا "حضور جتنا بھی عرصہ آپ کے ساتھ گزرے وہ کم ہے"۔

میری چھوٹی بہن بشریٰ کی شادی کو چار، پانچ سال گزر چکے تھے اس کی اولاد نہیں تھی۔ میں نے حضورؒ سے ملاقات کا وقت لیا اور ہالینڈ آنے کا مقصد بیان کیا کہ "حضور میری بہن کی اولاد نہیں ہے میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی یہ بچی بشریٰ کو دے دوں" حضورؒ نے فرمایا "کیا تم نے اپنے میاں سے اس کی رضامندی لی ہے"۔ میں نے کہا "حضور میاں کی مرضی سے ہی یہ قدم اٹھانے کا سوچا ہے"۔ فرمایا "دے لوگی؟" میں نے کہا "جی حضور"۔ حضورؒ نے فرمایا "نہیں ابھی ٹھہرو انتظار کرو۔ اللہ میاں اس کو اپنے گھر سے اولاد دے گا"۔ 1982ء میں دو سال بعد اللہ تعالیٰ نے میری بہن بشریٰ کو بیٹی عطا فرمائی جو اس وقت ایک بچے کی ماں ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے خلیفہ کے الفاظ کس طرح پورے کئے۔ اور معجزہ دکھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس بچی کا نام منصورہ بیگم رکھا۔ میں اپنے آپ کو بہت ہی خوش قسمت سمجھتی ہوں جس کو حضورؒ کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضورؒ اور بیگم صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں حضورؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مریم ناز ناصر Maintal)

اولاد کی نعمت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مغربی افریقہ سے ایک خاتون نے مجھے لکھا کہ ہمیں شادی کئے 37 برس ہو چکے ہیں لیکن ہم اولاد کی نعمت سے محروم ہیں آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے باوجود اتنی عمر گزر جانے کے بھی اولاد کی نعمت سے نوازے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ بظاہر میں عمر کے ایسے دور میں داخل ہو چکی ہوں کہ اولاد کا ہونا ناممکن نظر آتا ہے میں نے اس کے لئے دعا شروع کی اور اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے شادی کے 40 سال بعد اس کو لڑکا عطا فرمایا۔" (الفضل 27 جولائی 1971 صفحہ 3)

مہرباں، مشفق، مجسم پیار کے پیکر حسیں
رشکِ مہر و ماہ تھی وہ نورسی روشن جبیں
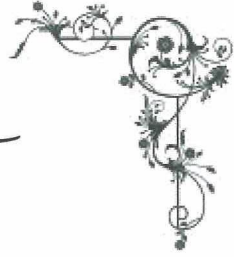
''یہاں نماز پڑھا کرو''

یہ ۱۹۷۹ء یا ۱۹۸۰ء کا خواب ہے۔ میں ہیکسن ہاؤزن ہسپتال میں داخل تھی کہ خواب میں میری عیادت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور ایک صاحب پر اثر شخصیت والے ساتھ ہیں ۔ میں دور سے انہیں سیڑھیوں سے اترتے دیکھ رہی ہوں سیڑھیوں کی دائیں طرف جو اوپر والا حصہ ہے گولڈن کلر کا ہے پھر تین چار سیڑھیوں کے بعد میرے بیڈ کے پاس کچھ دیر رکے ہیں درمیانہ قد دبلے پتلے سفید قمیض شلوار اور کتابی چہرہ رنگ گندمی تھا بسکٹی کلر کی جرسی یا پھر کوٹ تھا۔ میرے بہت پیارے آقا بڑے پروقار طریقے سے چلے آرہے ہیں چہرہ ماشاء اللہ نور سے بھرا اور سفید روئی کے گالوں کی طرح نرم و نازک، چمکتی ہوئی آنکھیں اور چہرے پر مسکراہٹ۔ میرے بیڈ کے قریب آکر نرم اور پیاری آواز میں فرمایا کہ ''یہاں نماز پڑھا کرو'' اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ اس ہسپتال کے بعد چھ بار مختلف ہسپتالوں میں داخل ہوئی ہوں میں نے حضورؒ کی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھا اور پھر ہر ہسپتال میں نماز ادا کی۔ اپنے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے، بیٹھ کر، لیٹ کر، اور اشاروں سے۔ میں سوچتی ہوں کہ حضورؒ کو تبلیغ کا کتنا خیال تھا کہ نمازیں بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ بنیں جس سے ہر کوئی پوچھتا تھا کہ ''تم کیا کر رہی ہو؟'' میں بتاتی کہ ''عبادت کر رہی ہوں''۔ حضورؒ کو نماز کی اتنی فکر تھی کہ مریض کے پاس آکر بھی نماز کی تلقین کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ نماز اور دعا ہی ہمارا ہتھیار ہیں۔ اسی لیے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قرآن مجید کی آمین پر کیسا خوبصورت شعر فرمایا اس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ قرآن مجید کا تاج پہنانے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے خلافت کا تاج پہنایا جائے گا کس طرح یہ شعر پورا ہوا حافظ قرآن بھی بنے اور

''میرا ناصر میرا فرزند اکبر جسے حق سے ملا ہے تاج افسر''

جب کبھی بھی مجھے یہ خواب یاد آتا ہے تو حضورؒ کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے شمع دین کے رکھوالے! آپ پر ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ مولا کریم سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری اولاد در اولاد کو حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچانے والا بنائے اور سچی دین کی تڑپ پیدا کرے۔ آمین

(امۃ القیوم جاوید۔ فرینکفرٹ)

دعاؤں اور صبر کی تلقین

"خاکسار کے دادا ماسٹر فضل الرحمٰن بسمل صاحب جو ۱۹۷۴ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا میں امیر مقامی تھے۔ان دنوں میں تقریباً پورے پاکستان میں جماعت کے خلاف سازشیں کی جارہی تھیں اور نعوذ باللہ اس جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ میرے والد صاحب بتاتے ہیں کہ ان دنوں ٹیلی فون وغیرہ کی تو سہولت موجود نہ تھی، تاہم ہمارے اباجی ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب بسمل بحثیت امیر مقامی ہونے کے مرکزِ سلسلہ ربوہ میں کسی نہ کسی ذریعہ سے تمام تفصیلات اور واقعات سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں رپورٹس بھجواتے رہتے تھے، حضور انورؒ نے خاص طور پر تمام بھیرہ کی جماعت کو بار بار پیغام بھجوایا "دعا اور صبر"۔ "دعا اور صبر" سے کام لیں، علاوہ ازیں ان نازک حالات میں افراد جماعت کو اپنے گھروں سے بھی نکلنا دشوار ہو گیا تھا، تو حضورؒ نے از راہ شفقت آٹا چاول وغیرہ سے لے کر ماچس تک کا راشن گھر گھر میں فراہم کروایا خفیہ طور پر ایک وفد بھیرہ روانہ کروایا جو جا کر تمام حالات کی رپورٹ لیکر آئے، اسی طرح یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا تاہم ایک روز ظالموں نے آکر اباؒ جی کو ڈنڈوں سے مار مار کر لہولہان کر دیا، اور مار پیٹ کرتے ہوئے گھر کے اندر گھس آئے اور آکر گھر کا دیگر سامان، فرنیچر وغیرہ بھی توڑنا پھوڑنا شروع کر دیا، اور پٹرول ڈال کر آگ لگادی۔(اسوقت گھر کے مکین بھیرہ سے ربوہ جاچکے تھے، صرف اباؒ جی اور چھوٹا بھائی تھے) چنانچہ ہمارے دادا جان اپنی جان بچانے کیلئے گھر کے ایک تہہ خانہ میں چھپ گئے اور صرف خدا کے فضل و کرم سے خدا کی حفاظت میں وھاں سے کسی طرح نکل کر مرکز سلسلہ ربوہ پہنچ گئے۔ یہ واقعہ انتہائی تکلیف دہ تھا مگر خدا کا فضل اور اس کی برکتیں سمیٹنے کا موجب بنا۔ جب ہمارے دادا جان اور ان کا کنبہ ہجرت کر کے ربوہ آگئے تو حضور انورؒ کے ارشاد پر ربوہ کے مکینوں نے اپنے گھر دوسرے شہر سے آنے والوں کے لئے خالی کرنے شروع کر دیئے اور مدد کے لئے حاضر ہو گئے، آپؒ کی تحریک پر ہی لوگوں نے تمام ضروری اشیاء اور گھر کا سامان دینا شروع کر دیا، ہماری دادی جان بتاتی ہیں کہ ہمارے سامنے چیزوں کے ڈھیر لگ گئے۔ اس کے علاوہ حضور انورؒ نے از راہ شفقت جامعہ احمدیہ میں ہمارے دادا جان کو ماسٹر کی نوکری دلوادی۔ اس واقعہ کے بعد خدا نے اس قربانی کو قبول فرماتے ہوئے محض اپنے فضل و کرم سے ان کو اور ان کی اولاد کو بہت سی روحانی اور جسمانی نعمتیں عطا کیں۔ ان قربانیوں کا میٹھا پھل ہم آج بھی کھا رہے ہیں۔ الحمدللہ"

خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی ان کی طرح اعلیٰ قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ آمین۔

(امتہ القیوم صاحبہ۔ صدر لجنہ لیمس ہائم فرید برگ)

"سب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھیں"

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے طفیل خلافت کی ایسی نعمت عطا فرمائی ہے کہ آج خلیفہء وقت سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی پیارا وجود نہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ساری جماعت کے افراد کے ساتھ ذاتی محبت اور الفت کا جو تعلق تھا ان کی برکت سے چند خوابیں اور محبت کے نظارے میرا سرمایہء حیات ہیں۔۔

خدا کے فضل سے خاکسار کو ۱۹۷۸ء میں بحیثیت ضلع فیصل آباد سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ کے خدمت کی توفیق ملی دل میں یہ خواہش مچلی کہ اپنی ناصرات کے ہمراہ پیارے آقاؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جائے۔خاکسار نے حضورؒ کی خدمت اقدس میں ملاقات کے لئے درخواست بھجوائی۔الحمدللہ کہ حضورؒ نے از راہ شفقت ملاقات کی اجازت عطا فرمائی۔خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔خاکسار نے تمام ناصرات کو ملاقات کے لئے تیار کیا بس کا انتظام کیا۔ربوہ پہنچ کر ہم سب اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لیے حضورؒ کے گھر کے صحن میں نہایت نظم وضبط سے زبان پہ ذکر الٰہی اور منتظر آنکھیں لئے جمع تھیں کہ کب حضور آئیں؟اتنے میں حضور اقدسؒ حضرت بیگم صاحبہؒ کے ہمراہ جلوہ افروز ہوئے۔ہر طرف نور بکھر گیا تشریف لانے پر فوراً آپؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "آپ کی سیکرٹری ناصرات کون ہیں؟" خاکسار نے تعارف کروایا بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ "اتنی کم عمر کی سیکرٹری ناصرات بحیثیت ضلع کے خدمات انجام دے رہی ہے" آپؒ نے ناصرات کی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے ،قرآن سے محبت اور آپس میں پیار و محبت سے رہنے کی نصیحت فرمائی اور آپؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے حوالے سے تفصیلاً بتایا۔اپنے دست مبارک سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پگڑی کی زیارت کروائی جو ہم سب کے لیے بے حد خوشی اور برکت کا باعث ہوئی۔بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہؒ نے تمام ناصرات کو مصافحہ کا شرف بخشا۔یہ خوبصورت ملاقات آج تک نہیں بھولتی،،

خاکسار نے خواب دیکھی کہ ہمارا لجنہ و ناصرات کا اجتماع (مسجد فضل فیصل آباد) میں ہو رہا ہے اس پروگرام میں حضورؒ تشریف فرما ہیں خاکسار یہ نظم "ہے دست قبلہ نما لا الہ الا اللہ" پڑھ رہی ہے تو حضورؒ نہایت پیار سے تمام لجنہ اور ناصرات سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں "آپ سب سمیعہ کے ساتھ اس نظم کے الفاظ دہرائیں"۔تمام لجنہ و ناصرات یہ الفاظ دہرا رہی ہیں تو میری آنکھ کھل گئی۔حضورؒ "لا الہ الا اللہ" سے ایک عشق رکھتے تھے۔

۱۹۸۱ء کی بات ہے ایک پریشانی کے سلسلے میں حضور کی خدمت میں دعا کے لیے مسلسل خط لکھتی رہی تو پیارے آقا نے بذریعہ خواب میری تسلی و تشفی یوں فرمائی کہ "سمیعہ تم چاروں قل کثرت سے پڑھا کرو انشاءاللہ تمام تکلیفیں پریشانیاں دور ہونگیں"۔الحمدللہ اپنے پیارے آقا کے منہ سے نکلے مبارک الفاظ پر آج تک عمل پیرا ہوں اپنے بچوں کو بھی روزانہ پڑھنے کی تاکید کرتی ہوں۔

خاکسار ۱۹۸۹ء میں اپنی بیٹی فائزہ کی پیدائش کے بعد کچھ عرصہ جسم میں گلٹیاں بن جانے کے باعث بہت بیمار رہی بہت تکلیف میں تھی تو میرے پیارے آقاؒ مجھے خواب میں ملے میری پریشانی اور تکلیف دیکھ کر محبت سے تسلی اور دل جوئی فرمائی کہ "جلد اسی سال ختم ہو جائیں گی گھبراؤ نہیں آج کے بعد ساری زندگی کبھی بھی گلٹیاں نہیں ہوں گی"۔ سبحان اللہ! بفضل تعالیٰ جلد اس تکلیف سے نجات مل گئی اور خدا نے مکمل صحت عطا فرمائی اور دوبارہ آج تک کبھی یہ تکلیف نہیں ہوئی۔الحمدللہ ثم الحمدللہ

خدا تعالیٰ اس پیارے بابرکت وجود پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے اور اپنے پیارے آقاؒ کی بیان فرمودہ دعائیں ہمیشہ پڑھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(خاکسار سمیعہ منور ـ ڈاٹلن ریجن ویسٹ فالن)

وہ شفیق تھے وہ حلیم تھے

1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی جرمنی فرینکفرٹ میں آمد پر نور مسجد کے ہال میں لجنہ ممبرات کو ملاقات کا موقع نصیب ہوا۔ پیارے حضور اقدسؒ نے سب کو انفرادی توجہ دی، حالات پوچھے، ہم سب نے ویزوں کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اپنے بیٹے عزیزم فرحاج مراد کو (جو اس وقت نو ماہ کا تھا) فرینکفرٹ میں پیدا ہونے والے پہلے بچے کے طور پر متعارف کروایا جس پر حضور اقدسؒ نے بیحد خوشی کا اظہار کیا۔ لجنہ نے حضرت بیگم صاحبہؒ سے انفرادی مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور اقدسؒ اور بیگم صاحبہؒ کا کھانا بنانے کا فرض محترمہ رضیہ اعجاز صاحبہ اور محترمہ رشیدہ محسن صاحبہ نے ادا کیا۔ خاندان نبوت کے افراد کا اخلاق بھی بے مثال ہوتا ہے۔ جب دونوں بہنیں کھانا بنا کر فارغ ہوتیں تو حضرت بیگم صاحبہؒ انہیں حضور اقدسؒ کے اندر آنے سے پہلے ہی کھانا کھلا دیتیں، کہ نہ جانے حضور کب تشریف لائیں تم دونوں کھانا کھالو۔ اور کھانا بنواتے وقت خود ساری ہدایات کچن کے دروازے پر کھڑی ہو کر دیتیں۔ اور بعد میں ان سے بات چیت میں مشغول رہتیں۔ حضور اقدسؒ نے ان دونوں کو ازراہ شفقت روانگی کے وقت ائیر پورٹ جا کر خدا حافظ کہنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جب یہ دونوں ممبرز وہاں نہ پہنچ سکیں تو حضور اقدسؒ نے فکر سے اس وقت کے مشنری انچارج محترم فضل الٰہی انوری صاحب کو مسجد فون کرنے کو کہا (اس وقت Handi system نہ تھا) معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ڈرائیور ائیر پورٹ کا راستہ بھول گئے ہیں۔ حضور اقدسؒ نے بے حد محبت کے ساتھ اپنی جیب سے ڈیڑھ سو مارک محترم انوری صاحب کو دیا کہ ان دو ورکرز کو دے دیں۔ جزاھم اللہ واحسن الجزائی دارین۔ آمین۔

حضور اقدسؒ کے دو روز اور دو راتوں کے قیام کے دوران Ober burger Meister مسٹر Maidin beg نے حضور اقدسؒ کے اعزاز میں Römer فرینکفرٹ میں کھانا دیا آٹھ ستمبر 1976ء کی Abend post میں بڑے حروف میں یہ ریمارکس چھپے" فرینکفرٹ کے چیف میئر کو جماعت احمدیہ کے سربراہ کی طرف بمع جرمن ترجمہ قرآن شریف کا تحفہ اس یقین دہانی کے ساتھ موصول ہوا کہ جرمن قوم بہت جلد اسلام قبول کرے گی"۔

حضور اقدسؒ کے 1976 کے دورہ کے دوران فرینکفرٹ میں لجنہ کی

وہ محبتوں کے امین تھے

تعداد 64 ہو چکی تھی۔ 3 جرمن خواتین احمدی تھیں جس میں سمیرا فرینکفرٹ کی لجنہ سے بخوبی متعارف تھیں۔ مکرمہ ملکہ فاطمہ پروین صاحبہ (Monika) نے 5 ستمبر 1976ء کو بیعت کا اعزاز حاصل کیا۔ جون 1978 حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بمعہ حضرت بیگم صاحبہؒ لندن کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے فرینکفرٹ تشریف لائے۔ صدر صاحبہ مکرمہ مریم ناز صاحبہ اور سیکرٹری محترمہ منور عبداللہ صاحبہ تھیں مشنری انچارج مکرم نواب منصور خاں صاحب تھے۔ اس وقت لجنہ کی تعداد 100 کے قریب ہو چکی تھی۔ وقت کی کمی کی وجہ سے اس بار لجنہ کی پھر اجتماعی ملاقات ہی ہوئی۔ حضور اقدسؒ مزاح کا اظہار بھی ضرور فرماتے۔ میری ہمشیرہ مسز فرخ مبشرات ان دنوں جرمن فرینکفرٹ میں مقیم تھی۔ تعارف کے دوران جب باجی کی بڑی بیٹی عطیہ یاسمین نے حضور سے اپنا تعارف کروایا کہ" میں سید مبشرات احمد کی بیٹی ہوں" تو حضور اقدسؒ نے چونک کر فرمایا کہ" what سید مبشرات احمد کی بیٹی ہو مبشرات اتنا بڑا ہو گیا ہے "(میرے بہنوئی 1953 سے 1958 تک حضور اقدسؒ کے کالج میں شاگرد رہے ہیں) پھر عطیہ نے کہا" حضور ہمارے ویزوں کے لئے دعا کریں" فرمایا" مبشرات کو سیر کے بہانے بلا لو وہ جرمنوں سے لڑ جھگڑ کر تمہیں ویزہ لے دے گا"۔ میرا بیٹا عزیزم فرحاج مراد اس وقت اڑھائی سال کا تھا۔ بیحد شریر تھا میں نے اپنے میاں کو کہا اس کو حضور اقدس کے پاس لے جائیں اور اس کی شرارتوں کی کمی کے لئے دعا کی درخواست کریں۔ حضورؒ نے اس کا چلبلا پن دیکھتے ہوئے فرمایا" اس کی تو آنکھوں میں شرارت بھری ہوئی ہے پھر فرمایا "میاں خوب شرارتیں کرو"۔

حضور اقدسؒ کا لجنہ کو اکثر و بیشتر یہ فرمانا کہ" ہنڈیا پکاتے ہوئے عورت اگر ساتھ ساتھ درود شریف پڑھتی جائے یا روٹی پکاتے ہوئے یا گھر کا کوئی بھی کام کرنے کے دوران استغفار یا لاحول ولا قوۃ پڑھتی جائے تو اس کا کیا بگڑ جائے گا۔ اس کو ثواب ہی ہوگا"۔ میرے ذہن میں نقش ہو چکا ہے۔ بچے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔

اللہ کے یہ نیک بندے اپنی انمٹ محبتوں کے دیئے ہمارے دلوں میں روشن کر جاتے ہیں جو زندگی بھر ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین (کوثر شاہین ملک۔ فرینکفرٹ)

مہربان آقا

میرے نانا جان غلام محمد خان صاحب مرحوم جو کہ گل خان کے نام سے مشہور تھے افغانستان کے علاقہ خوست کے رہنے والے تھے اور پیدائشی احمدی تھے۔ ہماری نانی امّاں بتاتی تھیں کہ نانا جان کی عمر ابھی بہت چھوٹی تھی جب ان کے والد صاحب نے انہیں اپنے بھائی کے ساتھ قادیان بھیجا اس طرح بہت چھوٹی عمر میں آپ کو قادیان میں رہنے کا موقع ملا اور وہاں آپ حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ہم جماعت رہے اور وصیت بھی کروائی۔ پھر آپ واپس کابل چلے گئے اور شادی ہوگئی۔ شادی کے بعد آپ کے بچے چھ سات سال یا اس سے بھی کم عمر میں وفات پا جاتے تھے تو کسی نے مشورہ دیا کہ آپ ربوہ پاکستان چلے جائیں وہاں خلیفہ وقت کی برکت سے اللہ فضل فرمائے گا۔ تو جب میری امی جان کی عمر تقریباً چھ سات سال تھی آپ ربوہ پاکستان تشریف لے آئے۔

اس وقت ابھی حضرت مرزا ناصر احمدؒ خلیفۃ المسیح الثالث کے منصب پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ نانا جان کو ربوہ میں حضورؒ کے گھر رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نانا جان حضورؒ کے گھر میں چھوٹے موٹے کاموں میں مدد کرتے چونکہ حضورؒ کو آپ پر بہت اعتماد تھا اس لئے حضورؒ کی صاحبزادیوں کو کالج چھوڑنے اور واپس لانے کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔ آپ کبھی پیدل اور کبھی ڈرائیور کے ساتھ بچوں کو لاتے اور لے جاتے۔ نانی امّاں بتاتی تھیں کہ حضورؒ کے سارے بچے اور حضرت بیگم منصورہ صاحبہؒ بھی آپ سے بہت مانوس تھے خاص طور پر میاں لقمان۔ جب حضورؒ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے اور قصر خلافت میں رہائش پذیر ہوئے تو نانا جان نے حضرت بیگم صاحبہؒ کے کہنے پر تمام گھر کی سیٹنگ اپنی نگرانی میں کروائی۔ جس پر حضرت بیگم صاحبہؒ بہت خوش ہوئیں اور فرمایا "خان صاحب آپ نے تو بالکل میری پسند کے مطابق سیٹنگ کرائی ہے"۔ نانا جان کو حضورؒ کے ساتھ حفاظتی قافلہ میں باڈی گارڈ کے طور پر بھی کچھ عرصہ خدمت کا موقع ملا اس کے لئے آپ اپنے پاس پستول بھی رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نانا جان حضورؒ کی فیملی کے ساتھ مری گئے وہاں باڈی گارڈز اور دوسرے لوگوں کے لئے شاید الگ کھانا بنتا تھا، اتفاقاً دو دن ایک ہی دال کھانے کے لئے دی گئی تو آپ نے پلیٹ پیچھے کر دی کہ "مجھے دال نہیں پسند اس سے میرے پیٹ میں درد بھی ہوتا ہے اور میں گوشت زیادہ شوق سے کھاتا ہوں"۔ حضورؒ نے دیکھا تو پوچھا کہ "خان صاحب کیوں ناراض ہیں؟" کسی نے وجہ بتائی تو حضورؒ نے فرمایا "آئندہ سب کے لئے ایک جیسا کھانا بنے گا" اور پھر بعد میں آپؒ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے۔ میری امی جان کا نکاح بھی حضورؒ نے پڑھایا اور اس موقعہ پر نانا جان کو گلے لگا کر مبارک باد دی اور خاص دعاؤں سے نوازا۔ ایک مرتبہ کسی سکیم کے تحت قرعہ اندازی کے ذریعے دفتر کے ملازمین کو پلاٹ دیئے گئے۔ نانا جان نے بھی درخواست دی لیکن ان کا نام قرعہ میں نہیں نکلا جب حضورؒ کو پتہ چلا تو آپؒ نے از راہ شفقت خصوصی ارشاد فرمایا کہ "گل خان صاحب کو نہ صرف پلاٹ دیا جائے بلکہ اس پر ایک کمرہ بھی بنا کر دیا جائے"۔ حضورؒ کی خلافت کے ڈیڑھ سال بعد نانا جان بیمار ہوئے اور کام پر نہیں جا سکتے تھے۔ ایک عید کے موقع پر حضورؒ سے ملنے گئے جب حضورؒ کو اطلاع دی گئی کہ گل خان صاحب آئے ہیں تو حضورؒ نیچے تشریف لائے نانا جان سے گلے ملے اور ان کو عیدی بھی دی۔ جب نانا جان زیادہ بیمار ہوگئے تو حضورؒ نے فضل عمر ہسپتال میں علیحدہ کمرے کا انتظام کروایا آپؒ بہت فکر مند تھے اور اس کے لئے خاص ہدایت فرمائی کہ ہر گھنٹے کے بعد گل خان کی طبیعت کے بارے میں مجھے اطلاع

دی جائے۔اس وقت تک نانا جان کی بیماری کا پتہ نہیں چلا تھا پھر گھر پیغام بھجوایا کہ آ کر شہد لے جائیں، میری امی اور ابو جان شہد لینے گئے تو حضرت بیگم صاحبہؒ نے انہیں شہد کی بوتل دی۔اس وقت تک نانا جان کی بیماری کا پتہ نہیں تھا۔ان کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ ان کو معدے کا کینسر تھا۔جب حضورؒ کو نانا جان کی وفات کی اطلاع دی گئی تو حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ "جب خان صاحب کا جنازہ مسجد مبارک میں لے کر آئیں تو مجھے اطلاع کر دیں" آپ اطلاع ملنے پر نیچے تشریف لائے اور کچھ دیر نانا جان کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا کرتے رہے پھر نمازِ جنازہ پڑھائی اور مسجد سے لیکر باہر مین گیٹ تک نانا جان کے جنازے کو کندھا بھی دیا۔میری نانی اماں جب بھی اس بات کا ذکر کرتیں تو نانا جان کی اس خوش قسمتی کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے، میری امی کہتی ہیں کہ "میں اور میری امی جان بہت غمگین تھے حضورؒ نے اس طرح ہماری دلداری فرمائی کہ ہمیں احساس نہیں ہوا کہ ہم تنہا ہیں۔ہمارے آقا ہمارے ہمدرد تھے۔

ہمارے ساتھ حضورؒ اور حضرت بیگم صاحبہؒ کے پیار کا یہ تعلق نانا جان کی وفات کے بعد بھی قائم رہا۔امی بتاتی ہیں کہ ہم ہر ہفتے حضورؒ سے ملاقات کے لئے جاتے تھے امی جان کی شادی کے بعد میری پیدائش کے بعد بھی حضورؒ شفقت و محبت سے ملتے مجھے بھی پیار کرتے اور کبھی کبھی کچھ روپے بھی دیتے جن کو واپسی پر محلے کے لوگ تبرک کے لئے نانی اماں سے لے لیتے۔ایک مرتبہ میرے ابو جان مرحوم کو کام نہیں مل رہا تھا کافی پریشانی تھی اس کا ذکر جب نانی اماں مرحومہ نے حضورؒ سے کیا تو انہوں نے ابو جان کو فضل عمر ہسپتال میں کام دلوایا۔حضورؒ کے ہم سے جدا ہونے کے بعد بھی آپ کے بچوں نے اس تعلق کو نبھایا اور ہر خوشی کے موقعہ پر امی اور نانی اماں کو ضرور دعوت دیتے تھے مجھے بھی تھوڑا تھوڑا یاد ہے کہ میں اور میری چھوٹی بہن امی کے ساتھ بی بی فائزہ اور میاں لقمان کی شادی میں شامل ہوئے تھے۔آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مہربان آقا کو جنت الفردوس میں خاص الخاص اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آپ کے بچوں کا حامی ناصر ہو اور حضورؒ کی پیار بھری دعائیں ہمیشہ ہمارے شامل حال رہیں۔آمین (سیدہ منورہ ندیم۔نوایزن برگ)

حضورؒ کی شفقت کی ایک یاد

1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ رحمہ اللہ تعالیٰ فرینکفرٹ جرمنی میں تشریف لائے۔اس زمانے میں فرینکفرٹ میں بہت کم لجنہ ممبرات تھیں۔ہم استقبال کے لئے نور مسجد گئے۔حضورؒ نے مردوں کو شرف مصافحہ بخشا اور عورتوں کو سلام کہا۔میری ایک بیٹی پانچ سال کی تھی اس نے اپنی بہن کو اٹھایا ہوا تھا جو چند ماہ کی تھی۔حضورؒ مسجد کے اندر تشریف لے جانے لگے تو میری بیٹی سامنے آ کر حضورؒ کے آگے کھڑی ہو گئی۔حضورؒ نے ازراہِ شفقت اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔دونوں بیٹیوں کو پیار کیا۔الحمد للہ۔اس وقت نیا نیا ویڈیو کیمرہ آیا تھا میری ان بچیوں کی بھی ویڈیو بنائی گئی۔حضورؒ چند منٹ میری بیٹی سے بات کرتے رہے۔ہماری محترمہ بیگم صاحبہؒ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے بھی ملاقات ہوئی۔حضرت بیگم صاحبہؒ نے بچیوں کو سمجھایا کہ "دائیں ہاتھ سے سلام کرتے ہیں اور پہلے سلام کہتے ہیں پھر ہاتھ آگے کرتے ہیں"۔ (ثریا مقصود۔فرینکفرٹ)

نشانِ صُبحِ سعادت تھی اُسکی لَوحِ جبیں

مکرم ثاقب زیروی صاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد نور اللہ مرقدہ کی یاد میں

برس گزر گئے لیکن وہ بھولتا ہی نہیں
وہ دُور ہو کے بھی رہتا ہے میرے دِل کے قریں

نفس نفس میں جلاتی ہے اُس کی یاد دِیئے
بچھڑ گیا ہے وہ مُجھ سے کروں میں کیسے یقیں

بسا ہوا ہے وہ خوشبو کی طرح سانسوں میں
غمِ حبیب امانت ہے میری رُوح امیں

نظر میں رہتا ہے یوں تو ہجوم چہروں کا
مگر نگاہ نے دیکھا نہ کوئی اُس سا حسیں

اُسی کا پیار ہے شبنم سلگتی آنکھوں کی
اُسی کی یاد میں ڈوبا ہوا ہے قلبِ حزیں

وہ جانتا تھا ہر اِک دل کو جیتنے کا فن
ادائے خندہ لبی اُس کی تھی سحر آگیں

وہ تھا مکارمِ اخلاق کا حسیں پیکر
رہا شدائدِ حالات میں بھی خندہ جبیں

خلاف شرع نہ سَر زد ہو عمل اُس سے
تھی اُس کے پیش نظر آبروئے دینِ متیں

نسیم صُبح کی مانند تھا سفر اُس کا
قدم اُٹھاتا تھا جب پاؤں چُومتی تھی زمیں

کُھلا ہوا تھا صداقت کا نُور آنکھوں میں
نشانِ صُبحِ سعادت تھی اُسکی لَوحِ جبیں

میں اُس کے لطفِ کریمانہ کیسے بھولوں گا
کہ اُس سے مجھ کو ملا اپنے شعر و فن کا یقیں

وہ اب بھی دیتا ہے اس دل کو حوصلہ ثاقبؔ
اگرچہ ہو گیا وہ شخص کب کا خُلد نشین

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
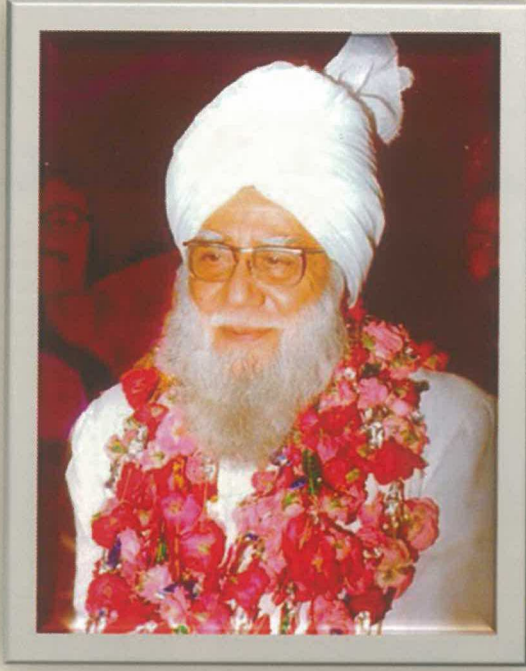
اے لوائے احمدیت قومِ احمد کے نشان

تجھ پہ کٹ مرنے کو ہیں تیار تیرے پاسباں
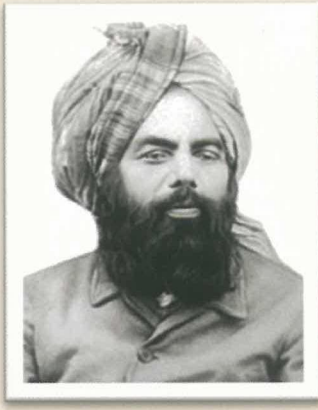
Ich werde deine Bootschaft bis ans Ende der Welt tragen

خلافتِ احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ

Segen Allahs in 193 Länder vertreten. Hier eine Auswahl einiger Länder:

Kongo	Korea	Kosovo	Liberia	Malavi
Malaysia	Malta	Mauritius	Mexico	Namibia
Neuseeland	Niederlande	Niger	Nigeria	Norwegen
Österreich	Pakistan	Paraguay	Philippinien	Portugal
Russland	Sambia	Schweden	Schweiz	Senegal
Sierra Leone	Simbabwe	Singapur	Somalia	Spanien
Sri Lanka	Surinam	Südafrika	Tansania	Thailand
Tobago/Trinidad	Togoland	Tchad	Türkei	Tuvalu
	Uganda	USA	Usbekistan	Ungarn

بسم الله الرحمن الرحيم

اک جری اللہ نے لہرایا علم اسلام کا
بج رہا ہے ہر طرف ڈنکا اب اس کے نام کا

کا پودا 193 ممالک میں لگ چکا ہے۔ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

Zum 100jährigen Khilafat-Jubiläum ist die Jamaat Ahmadiyya durch die

Afghanistan

Angola

Albanien

Armenien

Äthopien

Australien

Bangladesch

Belgien

Benin

Bhutan

Birma

Brasilien

Bosnien

Bulgarien

Burkina Faso

Chile

China

Dänemark

Deutschland

Elfenbeinküste

England

Eritrea

Frankreich

Fidschi

Gambia

Ghana

Guyana

Guniea-Bissau

Hong Kong

Indien

Indonesien

Iran

Island

Irland

Italien

Japan

Kaschmir

Kambodscha

Kanada

Kasachstan

Kamerun

Kenia

Kirgstan

Niemand ist anbetungswürdig außer Allah und Mohammad (s.a.w.) ist sein Gesandter
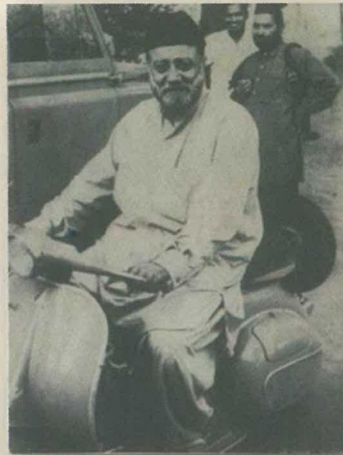
Lajna Imaillah

Deutschland

لا اله الا الله محمد رسول الله
WELCOME